SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, May 23, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at 9.30 of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

******

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ
الدُّنْیَا ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝ وَیَقُوْلُ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ
قُلْ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ
اَنَابَ ۝ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِکْرِ
اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, May 23, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at 9.30 of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

******

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ
الدُّنْیَا ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝ وَیَقُوْلُ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّہٖ ؕ
قُلْ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَہْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ
اَنَابَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُہُمْ بِذِکْرِ
اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَہُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان اور رحم کرنیوالا ہے

ترجمہ :۔ خدا جس کا چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور کافر لوگ دنیا کی زندگی پر خوش ہو رہے ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا فائدہ ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی کہدو کہ خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع ہوتا ہے اس کو اپنی طرف کا راستہ دکھاتا ہے۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور جن کے دل یاد خدا سے آرام پاتے ہیں ان کو اور سن رکھو کہ خدا کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے، ان کے لیے خوش حالی اور عمدہ ٹھکانا ہے۔

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین : Question Hour کے بارے میں آج ایوان کا کیا فیصلہ ہے

Would you like to have the Question Hour today ?

Honourable Members: We would like to have the Question Hour today.

Mr. Chairman: O.K. Question No. 81 Qazi Abdul Latif.

Eye Operations

Qazi Abdul Latif (on his behalf): Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state:

(a) the number of surgical and eye operations carried out in the Civil Hospital, Dera Ismail Khan from 1st January, 1988 to 1st January, 1989 ;

(b) the average expenditure incurred on these operations indicating also the total expenditure incurred on these operations during the above period ; and

(c) whether any fee is charged from the patients admitted for operation if so, the amount of fee being charged per patient and the total income earned through these patients during the above period ?

Syed Amir Haider Kazmi: Civil Hospital, D.I. Khan is under the control of the Provincial Government of N.W.F.P.

However, the requisite information, on receipt from Health Department Government of NWFP will be placed on the table of the House.

جناب سید عباس شاہ : جی کب تک آپ ایوان کی میز پر لائیں گے ؟

جناب چیئرمین : جی کب تک آپ دیں گے انفارمیشن ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب جلدی کوشش کریں گے ۔

جناب چیئرمین : دیکھیں ناں جلدی کی بات یہ ہے کہ سارا سیشن ہی دو ہفتے کا ہوتا ہے کئی دفعہ اسطرح ہوا ہے کہ جس وقت سوالات دیئے جاتے ہیں تو کم از کم آپ کو پہلے ہی ۱۴ دن کا نوٹس مل جاتا ہے تو اس کے باوجود اگر یہ ہوگا کہ جی ہمیں وقت چاہیئے تو سیشن تو سارا اٹھارہ دن کا ہوتا ہے تو اس طرح پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہوتا رہا ہے کہ بہت ضروری سوالات کے جوابات نہیں آتے ۔ مہربانی کر کے آپ کے جتنے بھی محکمے ہیں ان کو سختی سے لکھیں کہ جوابات جب ہم مانگتے ہیں تو نوٹس ۱۴ دن کا ہوتا ہے اس میں انہیں جوابات دینے چاہیئں مہربانی کر کے آپ سب کو لکھیں کیونکہ یہ اکثر ہو رہا ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : انشاءاللہ جی ۔

Mr. Chairman: Thank you. Question No. 82 - Prof. Khurshid Ahmed.

Pakistani immigrants in Japan

82. ***Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state :

(a) the number of legal and illegal Pakistani immigrants in Japan : and

(b) whether there is any proposal under consideration of the government to take up the matter with the Government of Japan to legalize the illegal stay of Pakistanis at Japan ?

Sahabzada Yaqub Khan: (a) It is estimated that there are approximately 16,000 Pakistanis in Japan. Of these, around 150 families have permanent, resident status. The rest of the people are believed to be in Japan without valid visas or work permits.

(b) The Government has already taken up the matter with the Japanese authorities.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ؟

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! چونکہ متعلقہ وزیر نہیں ہے اسلئے سوال تو میں کر دیتا ہوں لیکن پتہ نہیں کہ شیر افگن صاحب اسکا جواب دے سکیں گے یا نہیں ؟ کیا ان کو اس بات کا علم ہے کہ پچھلے کئی سال سے یہ پاکستانی وہاں سخت مشکلات کا شکار ہیں انڈونیشیا اور ترکی کی حکومت نے بالکل اسی قسم کے جو متوازی مسائل تھے ان کی بنا پر take up کیا ہے اور ان کے لوگوں کو وہاں جاپان کی حکومت نے وہ سہولتیں دے دیں لیکن پاکستانیوں کو اب تک حاصل نہیں ہوئیں ۔ جب وزیر اعظم صاحبہ جاپان گئیں وزیر اعظم نے یہ تو اس وقت وہاں پہ جاپانیوں نے انہیں ایک میمورنڈم دیا تھا اور وزیر اعظم نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم فوراً take up کریں گے لیکن میری اطلاع یہ ہے کہ اس ماہ تک آپ معاملے میں کوئی پروگریس نہیں ہوئی ۔ ایسا کیوں ہے آخر ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! وہاں پاکستان کے علاوہ ایک اور دوسرے ممالک کے ساتھ انہوں نے ایک agreement کیا تھا Visa Abolition Agreement لیکن وہ جاپان کی حکومت نے معطل کر دیا ہے اور اس کے علاوہ ان کے ساتھ ایک اور بھی problem ہے ۔ کہ کوئی بھی غیر ملکی اگر جاپان میں داخل ہوتا ہے تو اس کو وہ ورک پرمٹ دے ہی نہیں سکتے ۔ ان کا قانون ایسا ہے جو منع کرتا ہے ۔ اس وجہ سے وہاں پاکستانی مشکلات میں ہیں ۔ یہ گورنمنٹ آف پاکستان کے نوٹس میں ہے اور وہ کوشش کر رہی ہے کہ ان مشکلات پر کسی طریقے سے قابو پا لیا جائے ۔ اور تقریباً تیس کے لگ بھگ پاکستانی یہاں بھی ہیں اور جن کے پاس jobs نہیں ہیں وہ بھی کسی طریقے سے وہاں اکاموڈیٹ ہو سکیں ۔ اب ہم یہ تو نہیں کر سکتے کہ حکومت پاکستان جاپان کی حکومت سے کہے کہ وہ اپنا قانون ہی سارا منسوخ کر دے ۔ ہماری تعداد وہاں پر بہت کم ہے ۔ دوسرے ممالک کے جو لوگ وہاں ہیں انڈونیشیا یا دوسرے ممالک کے ، ان کو بھی یہی مسائل درپیش ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود ہماری وزارت خارجہ بھرپور کوشش

کر رہی ہے کہ وہاں پر پاکستانی جو ہیں، انھیں وہاں جو مسائل اور مشکلات درپیش ہیں انہیں حل کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے۔

جناب چیئرمین : کوئی اور ضمنی سوال ؟

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! مجھے پھر وہی بات کہنا پڑ رہی ہے بلاشبہ وہاں ایک قانون ہے اور ایسے قوانین دنیا کے سارے ممالک میں ہیں۔ امریکہ میں بھی آپ کو معلوم ہے کہ مائگریشن کا ایک قانون ہے اور اس کے باوجود ہر وقت امریکہ میں لاکھوں افراد اس قانون سے ہٹ کر داخل ہوتے ہیں اور اس کے بعد ان کو amnesty دی جاتی ہے legalize کیا جاتا ہے، اسی قانون میں اس بات کی گنجائش بھی ہے کہ حکومت سپیشل کیسز کو bilateral بنیاد پر، متعلقہ حکومتوں سے بات چیت کر کے سہولت فراہم کرے اور اسی بنیاد پر ترکی اور انڈونیشیا کے لوگوں کو وہاں پرمیننٹلی دی گئی ہے۔ ورک پرمٹ دیا گیا ہے۔ اس کے بغیر جو مشکلات پاکستانیوں کو پیش آ رہی ہیں آپ کو اس کا احساس ہونا چاہیئے۔ آپ کی فارن پالیسی کا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ جو پاکستانی بیرون ملک ہیں ان کے مسائل اور ان کے معاملات کو آپ دیکھیں اور اس میں legal and illegal دونوں فریں بحال ہوتی ہیں۔ یہ ایک fact of life ہے۔ اور حکومتوں کو ان تمام معاملات کا نوٹس لینا پڑتا ہے اور ان کے لیے راستہ نکالنا پڑتا ہے۔ لیکن وہاں شکایت یہ ہے کہ پاکستان ایمبیسی اور پاکستان کا فارن آفس اس معاملے میں ان کی خاطر خواہ مدد نہیں کر رہا اور وہ بڑی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اس لیے آپ کو اس معاملے میں زیادہ active ہونا چاہیئے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین ! میں گزارش کروں گا کہ یہ ضمنی سوال بہت لمبا ہے۔ یہ پالیسی سٹیٹمنٹ ہے ایک بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ پروفیسر صاحب اچھی طرح جانتے ہیں کہ امریکہ کی سرزمین پر اگر کوئی چلا جائے، قانونی یا غیر قانونی طریقے سے، تو اس کو وہاں سے نکالا نہیں جا سکتا۔ اس کا قانون ہی ایسا ہے۔ جب کہ جاپان کی صورتحال اس کے برعکس ہے اور اس ضمن میں یہ کہنا بجا ہے کہ وہاں پر پاکستان کی ایمبیسی اور گورنمنٹ آف پاکستان کو بھرپور کوشش کرنی چاہیئے اور میں نے عرض کیا ہے کہ گورنمنٹ آف پاکستان پوری کوشش کر رہی ہے کہ پاکستانیوں کے جو مسائل وہاں پر ہیں جو مشکلات ان کو درپیش

[Dr. Sher Afghan Khan Niazi]

ہیں یا وہ جن حالات میں پھنسے ہوئے ہیں ان کے لیے بھرپور کوشش کی جا رہی ہے، انشاءاللہ جلد از جلد اس کا کوئی نتیجہ نکلے گا۔ پاکستان کو نہ صرف یہ مشکلات درپیش ہیں بلکہ پروفیسر صاحب کی اطلاع کے لیے میں یہ عرض کروں وہاں پر بنگلہ دیشی جو ۳۲۳۲ ہیں South Korean ہیں Thai workers ہیں Malasyians ہیں فلپائن کے لوگ ہیں۔ ان کے لیے بھی یہی مشکلات ہیں اور ان کی حکومتیں بھی یہی کوششیں کر رہی ہیں۔ اگر امریکہ کے ساتھ یہ جاپان کا مقابلہ کریں تو جاپان کے قانون اور امریکہ کے قانون میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: جی مجھے یہ پتہ ہے۔ کیا حکومت اس بات کی گارنٹی دینے کے لیے تیار ہے کہ سینیٹ کے اگلے سیشن میں ایمبیسی سے رابطہ قائم کر کے جو بھی اس معاملے میں latest position ہو گی اور کیا اقدامات کیے ہیں اس کی رپورٹ ایوان کو دے دے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! ہم تیار ہیں اس کے لیے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

APPOINTMENT OF MARK A. SIEGEL AS LOBBYIST

25. ***Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state :

(a) whether it is a fact that the firm of Mark A. Siegel and Associates, located at 1030–15th Street, N.W., Suite 408, Washington D.C. have been appointed as lobbyist for Pakistan ; and

(b) whether it is also a fact that Mr. Mark A. Siegel has long been a controversial personality in Washington due to his association with various pro-Isreal causes including the Zionist campaign against President Carter's decision to sell stripped-down F-15 and F-16 to Saudi Arabia ?

Shabazada Yaqub Khan : (a) International Public Strategies, a Washington based lobbying firm has been hired on temporary basis to do lobbying work for Pakistan in the U.S.

(b) Pakistan's contract for lobbying work is with International Public Strategies, a firm headed by Mr. Paul Thatcher, a well-known businessman involved in public affairs. The principal lobbyist assigned to Pakistan and working in a full-time capacity on our behalf is Mr. Grayson Fowler, a former member of the Senate staff.

Mr. Siegel is also a functionary of the firm. Pakistan is, however, dealing with the firm and not with any individuals. Rumours about Mr. Mark Siegel's past credentials or his personal friendship have no bearing on our relationship with the firm.

پروفیسر خورشید احمد : کیا وزیر متعلقہ یہ بتلا سکیں گے کہ انٹرنیشنل پبلک سٹریٹیجز کو کب عارضی بنیاد پر ہائر کیا گیا اور اس سے پہلے کون پاکستان کا lobbyist تھا۔ اور ان کو کیوں ہٹایا گیا؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! یکم جنوری ۸۹ء کو عارضی طور پر ماہوار بنیاد پر اس فرد کو ہائر کیا گیا۔ جناب والا! مستقل بنیادوں پر بھی تین چار فرمیں زیر غور ہیں کہ جو پاکستان کے ضمن میں بہتر ثابت ہو سکیں۔ اور جہاں تک اس فرم کا تعلق ہے اس میں Mark Siegel جو ہے وہ political affairs میں learned آدمی ہے اور ابھی اسکی بہت سی qualifications ہیں۔ democratic section سے اس کا کافی تعلق ہے۔ یہ United States' Administration کے ساتھ منسلک رہے ہیں اور expert ہونے کی حیثیت سے اس کی خدمات ہمارے ملک کے لیے سود مند ہیں۔ ان بنیادوں پر عارضی طور پر فرم کو لیا گیا ہے اور مسٹر سیگل اس فرم کے functionary ہیں۔ اور ان کے اپنے experts ہیں جو پاکستان کے لیے کام کر رہے ہیں۔ پاکستان کو اس کی ضرورت ہے اس وجہ سے priority پر اس کو لیا گیا ہے اور جو سابقہ تھا یہ دیکھتے ہوئے کہ وہ پاکستان کے لیے اتنا سود مند نہیں ہو سکتا یہ lobbying بہتر کر سکتا ہے۔ اس کا knowledge بہتر ہے۔ اس کے ایڈمنسٹریشن کے ساتھ زیادہ تعلقات ہیں۔ Democrates کو یہ زیادہ pursue کر سکتا ہے۔ اس بنیاد پر اس فرم کو عارضی طور پر ماہوار بنیاد پر پاکستان کے لیے ہائر کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ بھی پوچھ رہے تھے کہ پہلے کون شخص تھا۔

پروفیسر خورشید احمد : اس سے پہلے جو تھا اس کے ساتھ contract کتنے عرصے کے لیے تھا اور کس بنیاد پر اس contract کو ignore کر کے monthly basis پر اس شخص کو رکھا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ پوچھ رہے ہیں کہ اس سے پہلے جو فرم تھی وہ کون تھی؟ اس کو کیوں ہٹایا گیا۔ کیا وجوہات تھیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اس سے پہلے جو شخص تھا وہ conditions fulfil نہیں کر رہا تھا اس وجہ سے اس کو ختم کر دیا گیا۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : مجھے نہیں پتہ۔ اس کے لیے نیا سوال دیں یا پھر دوبارہ۔

جناب چیئرمین : میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ نیل اینڈ کمپنی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : نیل اینڈ کمپنی ہے۔ دو سال کا contract تھا۔ monthly یا weekly contract نہیں تھا کہ پرچون کا کام کروایا جائے۔ اور ابھی اس contract کا ایک سال باقی تھا۔ اگر آپ کو معلومات نہیں ہیں تو آپ کم از کم ہاؤس کو۔۔۔۔۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جب آپ کو پتہ ہے تو مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک بات۔۔۔۔

پروفیسر خورشید احمد : یہ تو ملا نصیر الدین والا معاملہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پوری قوم جانے کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : یہ تو آپ دوکان کی مشہوری کے لیے فرما رہے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : میرے پاس اور بھی معلومات ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب انہیں اپنا جواب مکمل کر لینے دیجیے پھر اپنا سوال پیش کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : میں تو جواب دے رہا ہوں۔ اپنی دوکان چمکانے کے لیے، اگر آپ کو پتہ ہے تو آپ کو یہ مجھ سے سوال نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

پروفیسر خورشید احمد : آپ کا کھیل دنیا کو دکھانا ضروری ہے۔

Syed Abbas Shah: We ask these things so that the public should know and not for us Sir.

پروفیسر خورشید احمد : پارلیمنٹ کا کام یہی ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I will request the honourable Member, Prof. Khurshid to tell the facts.

انہیں زیادہ پتہ ہے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں پھر یہ ہوگا کہ پھر سوال آپ کریں گے اور جواب دیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد : مارک سہگل صاحب کو اگر آپ جاننا چاہتے ہیں۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اگر یہ حکومت میں آنا چاہیں تو میں ان کے لیے عرض کر دیتا ہوں - - - -

جناب چیئرمین : کراس ٹاک نہ کریں۔ اگلا سوال۔ سپلیمنٹری کوئسچن آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : میں عرض کر رہا ہوں کہ کل ہی انشاءاللہ جو پہلی فرم تھی اس کے بارے میں information collect کر کے پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین : - کہتے ہیں کہ کل میں پرانی فرم کے بارے میں کہ کیوں نکالا گیا کتنا کنٹریکٹ تھا انفرمیشن دے دوں گا۔

پروفیسر خورشید احمد : بے شک وہ کل معلومات دے دیں لیکن سہگل کے بارے میں جو معلومات ہیں وہ کم از کم آپ کے سامنے آنی چاہیئں۔ یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ اس کے Democrates سے تعلقات ہیں۔ بہت ہی چھوٹی سی فرم ان کا ہے

[Prof. Khurshid Ahmed]

جن کے کوئی ایسے معاملات نہیں تھے ۔ اسرائیلی لابی کا ایک حصّہ ہے ۔ Zionist ہیں ۔
اس نے سعودی عرب کو جس وقت امریکہ میں اواکس دیئے جا رہے تھے، ایف ۱۶

دیئے جا رہے تھے اس وقت ساری لابی اس نے چلائی تھی ۔

ڈاکٹر شیرافگن خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین : ۔ سوال ابھی پوچھا نہیں انہوں نے ،

پروفیسر خورشید احمد : آپ کبھی کبھی ڈکار بھی ایک ایک گھنٹے کی لے لیا کرتے ہیں سوال ذرا لمبا ہے اسے آپ غور سے سن لیں ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مارک سیگل کے بارے میں جو بات آپ نے کہی ہے ۔ . . . وہ بات دراصل غلط ہے وہ کوئی effective lobbyist نہیں رہا وہ محض پارٹی کی بنیاد کے اوپر بینظیر بھٹو صاحبہ کا دوست رہا ہے اس کا ذکر ۲۷۳ صفحہ پر وہ اپنی autobiography میں کرتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ

Mark Siegel, a political consultant whom I have met on my visit to Washington in 1984 was also very helpful, persuading, elected officials and other influencial people to write to Pakistani officials warning them of grave consequences if I were mistreated as an added precaution Mark brought me a bullet proof vest".

خود مارک نے جو بیانات دیئے ہیں بے نظیر صاحبہ کے بارے میں اس میں وہ کہتا ہے اس سے آگے بڑھ کر کے اس کے الفاظ یہ ہیں میں کوٹ کر رہا ہوں ۔

"described himself a personal friend of Miss Bhutto. I have from time to time met with her *(INTERRUPTIONS)* on informal occasions at such times we have discussed family and personal matters as well as world events. As elections in Pakistan grew closer, Miss Bhutto asked me to occasionally update Members of the Congress on relevant developments".

Mr. Chairman: What is the question, Prof. Sahib ?

جناب پروفیسر خورشید احمد : سوال یہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو Zionist ہے جس نے Muslim Causes کو نقصان پہنچایا ہے جو محض ذاتی بنیادوں کے اوپر پارٹی کے لیے کام کرتا رہا ہے اس کو پاکستان کا lobbyist بنایا گیا اور جس کمپنی کا نام لیا

جا رہا ہے وہ محض ایک cover ہے ورنہ مارک سہگل کی اپنی کمپنی بھی ہے اور یہ ۳۷ والی کمپنی بھی ہے monthly بنیاد کے اوپر بنا رہے ہیں آپ لوگوں کو consultant .. حالانکہ یہ ایک مستقل strategy کا کام ہوتا ہے اس میں established فرموں کو استعمال کیا جاتا ہے پاکستان نے ماضی میں بھی استعمال کیا ہے لیکن یہاں سارے کا سارا کھیل جو ہے وہ محض ذاتی اور پارٹی کے مفاد میں کھیلا جا رہا ہے میرے پاس وہ کاغذات بھی موجود ہیں جو سہگل نے Department of Justice کو بھیجے جب یہ objection کیا گیا کہ وہ کس طرح lobbying کا کام کر رہا ہے بے نظیر کے لیے ۔

جناب چیئرمین : اس پر discussion تو نہیں ہو سکتی ۔

If you so like, you can move a notice under Rule 58 for half an hour discussion on this.

پروفیسر خورشید احمد : میں اس کے لیے بالکل تیار ہوں، سارے ثبوت میرے پاس ہیں ہم ان کو قوم کے سامنے پیش کریں گے تاکہ معلوم ہو کہ کس طرح Zionist کو اپنے ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے پاکستان کے Cause کو نقصان پہنچ رہا ہے اور پورے مڈل ایسٹ میں پاکستان پر اس کے بارے میں سخت چہ می گوئیاں ہو رہی ہیں ۔

Mr. Chairman: So, you kindly move a notice under Rule 58.

پروفیسر خورشید احمد : جی میں ابھی بھیج دیتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : تو اس کے مطابق پھر کریں گے، اگلا سوال ہے قاضی حسین احمد صاحب کا

Prices of Medicines

26. ***Qazi Hussain Ahmed :** Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state :

(a) whether Government has a proposal under consideration to reduce the prices of medicines ; and

[Qazi Hussain Ahmed]

(b) whether the price hike on medicines produced by foreign pharmaceutical companies is effectively checked by the Government ?

Syed Amir Haider Kazmi: (a) Yes. Government is endeavouring to reduce the prices wherever possible.

Mr. Chairman: Supplementary question ?

Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, will it be treated as an apology for an answer ?

(interruptions)

پروفیسر خورشید احمد : سوال یہ تھا کہ حکومت کیا اقدام کر رہی ہے یہ بتاتے کہ فلاں فلاں چیزوں کی قیمتیں اتنی بڑھی ہیں اور ہم نے ان کی قیمتیں کم کرنے کے لیے یہ راستہ اختیار کیا ہے آپ کو معلوم ہے کہ foreign imported medicines کے بارے میں وزارت صحت برابر ہدایات جاری کرتی ہے، ان کی قیمتیں ایسے ہی متعین نہیں ہو جاتی ہیں یعنی جواب میں معلومات پوری دینی چاہیئں آپ بتائیں کہ ہم نے پچھلے ۶ مہینے میں یہ اور یہ اقدام کئے یہ بتلائیں کہ قیمتیں اتنی بڑھی ہیں اتنی کم ہوئی ہیں فلاں فلاں آئٹم پر ہم نے یہ پابندی لگائی ہے فلاں کے بارے میں ہم نے یہ نوٹس بھیجا ہے یہ جواب ہوتا ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : یہ سوال ہے یا یہ تقریر ہے

جناب چیئرمین : سوال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ نے پوری تفصیل نہیں دی کیوں نہیں دی ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : یہ ہونا چاہیئے جی، یہ تو سوال نہیں کیا یہ پوچھتے کہ کیا اقدامات لے رہے ہیں تو میں اس کا جواب دیتا، ہونا چاہیئے، تو ان کی تجویز ہے میں قبول کرتا ہوں انہوں نے اچھی بات کی ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : ہم اس کے بہت ممنون ہیں لیکن سوال یہ تھا

Whether the Government has a proposal under consideration to reduce the prices of medicines ?

آپ بتاتے کہ ہاں ہے اور یہ تجویز ہے ۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: This is correct Sir.

جناب چیئرمین : وہ آپ سوال پوچھ لیں کہ کیا وہ تجویز ہے پھر بتائیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جب یہ چاہیں، اس طریقے سے کرنا چاہیئے، ہونا چاہیئے ہیں تو ان کا مشکور ہوں۔

جناب چیئرمین : آپ ان کی تائید کرتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب میں ان کی بڑی تائید کرتا ہوں کیونکہ وہ آج میرے لیے بولے ہیں لیکن جہاں تک ان کا سوال ہے تو میں اس کا جواب عرض کر دیتا ہوں کہ حکومت اس صورت حال کو سنبھالنے کے لیے کیا کر رہی ہے، یہاں پر دو طرح کی ادویات ہیں ایک وہ ادویات جو مقامی طور پر مبنی ہیں ایک وہ ادویات جن کا خام مال اور دوسرا تمام پیکنگ کے لیے میٹریل ہم باہر سے درآمد کرتے ہیں اس بنیاد پر ان کی قیمتوں کو صحیح رکھنے کے لیے ہمیں بہت ساری چیزیں دیکھنی پڑتی ہیں کہ اب پیکنگ میٹریل کی قیمت بڑھ رہی ہے باہر کے ملکوں میں قیمتیں بڑھ رہی ہیں، پاکستان میں کرنسی کی قیمت میں کمی ہوئی ہے اس کے اثرات ہیں، لیبر چارجز بڑھ رہے ہیں بہت ساری اس میں دوسری ریکوائرمنٹس ہیں وہ بڑھ رہی ہیں تو اس کے باوجود حکومت کی یہ کوشش ہے کہ ادویات صحیح تیار ہوں، اچھی تیار ہوں، ان کی قیمتیں مناسب رکھی جائیں تاکہ لوگوں کو دشواری نہ ہو، اسی طریقے سے حکومت نے اس ضمن میں ایسی غیر ملکی کمپنیوں سے جو مال درآمد کرکے ادویات بناتی ہیں مذاکرات کئے ہیں اور ستائیس آئٹمز پر ان سے رعایت دینے کے لیے کہا جس سے حکومت پاکستان کو قریباً ۶۰ کروڑ روپے زرمبادلہ کی بچت ہوئی۔ اسی طریقہ سے اب نئی صحت کی پالیسی بن رہی ہے اس میں بھی ہماری حکومت کی کوشش ہے کہ ادویات جو نہایت ضروری ہیں ان کی قیمت کو نہ بڑھنے دیا جائے کسی طریقے سے اس کو کنٹرول میں رکھا جائے اور اس کی کوالٹی بھی بہتر ہو اس میں مسئلہ یہ ہے جناب چیئرمین آپ بھی جانتے ہیں کہ ایک اچھی دوا اگر آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس پر اخراجات بہت زیادہ اٹھتے ہیں اور اس سے اگر وہ substandard دوا ہم لینا چاہتے ہیں تو اس پر اخراجات بہت کم ہوتے ہیں اس وجہ سے کہ ہم سٹینڈرڈ بھی رکھنا چاہتے ہیں ادویات کی قیمت بھی اس کے اندر رکھنا چاہتے ہیں اس لیے ہیلتھ پالیسی بن رہی ہے اس میں یہ چیز بھی سرفہرست ہے کہ قیمتیں نہ بڑھیں اور صحیح معنوں میں اچھی

ادویات لوگوں کو میسر آسکیں ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب ، اگلا سوال سرتاج عزیز ۔

IMPORT OF WHEAT

27. ***Mr. Sartaj Aziz:** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the total quantity of wheat imported during 1988-89 so far indicating also the date of issue of each tender, quantity tendered and source of financing in each case separately ; and

(b) the arrival date of shipment upto 15th April, 1989 and expected date of remaining shipments during the year 1988-89 ?

Rao Sikander Iqbal: (a) A quantity of 1,812 million tonnes is being imported during 1988-89. Break-up is as under:-

S. No.	Date of issue of tender	Qty. tendered (000 tons)	Qty. purchased (000 tons)	Source of Financing
				USAID (LOAN/GRANT)
1.	7-7-88	200 + 15%	204	$ 42 million
2.	6-10-88	400 + 15%	317	$ 84 million
3.	7-11-88	300 + 15%	294	$ 60 million
4.	20-12-88	70 + 15%	64	$ 14 million
5.	12-12-88	270 + 15%	277	US CCC Credit $ 50 million
6.	24-1-89	400 + 15%	432	JAPANESE LOAN $ 83 million
7.	9-4-89		70	JAPANESE GRANT 2 billion yen
				Donation
8.			19	Canada grant (C&F)
9.			25	Australia grant (FOB)
10			10	F. R. Germany grant (FOB)
		Total	1,812	

(b) Wheat arrived upto 15th April, 1989 was 1.679 million tonnes and a vessel carrying 0.028 million tonnes arrived on 16th April, 1989 thus at the end of **April** arrival was 1.797 million tonnes. The remaining quantity expected to arrive during May/June, 1989 is 105,000 tons consisting of grants from Japan, Australia and Germany.

جناب سرتاج عزیز : جناب چیئرمین ! پچھلے ہفتوں میں وزیراعظم کی سطح پر وزیر زراعت اور وزیر مملکت یہ مستقل کہتے رہے ہیں کہ اس حکومت نے ۱۸ - لاکھ ٹن گندم کی درآمد کا انتظام کیا اور پچھلی حکومت نے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی اور گندم کا کوئی انتظام نہیں کیا اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے اور میں جناب وزیر مملکت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ۱۸ لاکھ ٹن میں ۱۳ لاکھ ٹن کا انتظام پچھلی حکومت نے کیا تھا بلکہ دسمبر تک ٹینڈر بھی ایشو ہو چکے تھے اور اس حکومت نے آنے کے بعد صرف پانچ لاکھ ٹن کا انتظام کیا تھا جس کا ٹینڈر جنوری اور اپریل میں ایشو ہوا تھا کیا یہ صحیح ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اس کے متعلق میں جناب سے گزارش کروں گا کہ مجھے نہیں بتایا گیا اور یہ آپ ڈیفر فرما دیں تاکہ راؤ صاحب آکر خود اس کا جواب دیں ۔

جناب چیئرمین : کیا وجہ ہے، وزراء صاحبان ایوان میں کیوں تشریف نہیں لاتے ۔ I think you should bring it to the notice of the Prime Minister.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : آپ کو مجھ سے زیادہ پتہ ہوگا ۔

جناب چیئرمین : مجھے پتہ نہیں میں یہ چاہوں گا ۔

I would request that the sense of the House may be brought to the notice of the Prime Minister that the responsible Ministers are not attending the House, and therefore, important matters which concern them are not given due seriousness. So, please convey to the Prime Minister the sense of the House that the House has requested that the Ministers may be asked to attend the proceedings so that the matters can be taken up in all seriousness.

(interruptions)

Further, at the Questions Hour, the Ministers are supposed to be present.

(interruptions)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اس میں میری بھی ایک گزارش ہے کہ یکم کے فوراً بعد بجٹ پیش ہونا ہے اور بڑے ایسے مسائل ہیں جن میں سب کمیٹیز کام کر رہی ہیں اور کئی این ای سی کی میٹنگز ہیں ۔

Mr. Chairman: Dr. Sahib, this is no excuse for not giving due consideration to the House. I would request you to kindly convey to the Prime Minister the sense of the House that the House requests that she may direct the Ministers to kindly be present because these are serious matters.

Yesterday, the Interior Minister was not present when an adjournment motion on Sindh was being taken up. Today, it is an important question about food supply and the Food Minister is not present. So, please convey to the Prime Minister that the House is concenred about this I would be really grateful for this.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : راؤ صاحب ملک سے باہر ہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : ہم آپ کے ممنون ہیں لیکن ایوان کی طرف سے ہم اس پر احتجاج بھی کرتے ہیں اور یہ پہلا موقع نہیں ہے ہم اس پر بار بار حکومت کو متوجہ کر رہے ہیں لیکن حکومت کی طرف سے اس معاملے میں نہایت Neglected رویہ ہے، ایوان میں سوالات آ رہے ہیں تحاریک التواء آ رہی ہیں اور متعلقہ وزراء موجود نہیں ہوتے ہیں وقت دیتے ہیں پھر نہیں آتے ہیں ابھی پاور لوڈ شیڈنگ کے بارے میں آپ کو یاد ہوگا کہ دو دن پہلے اس کا نوٹس آیا اور کہا گیا کہ اگلے دن اس کو لیا جائے گا ۔ ۔ ۔
لیکن اس دن بھی متعلقہ وزیر نہیں تھے آج بھی نہیں ہیں تو یہ بہرحال چیز ایسی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Chairman: I am sure Dr. Sher Afgan Sahib will take necessary steps.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! اس میں بات یہ ہے کہ اسی دن سٹیٹمنٹ فیڈرل منسٹر کی طرف سے آگیا تھا لیکن آپ نے for further explanation کے لیے ڈیفر کر دیا ۔

Mr. Chairman: Dr. Sahib there are certain issues on which the House would like the responsible Minister to come and make a statement. There are certain issues which other Ministers can take up but on matters of wide policy we would like the Minister to be present and give us the policy of the Government on those matters and, therefore, as I said I would like you to convey this request to the Prime Minister that the Ministers be asked to attend these proceedings. This is what parliamentary democracy is all about. You must take the House proceedings seriously. Next question.

سردار محمد ہاشم خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ نے کل فرمایا تھا کہ ہمارے معزز وزیر جو واپڈا کے ہیں وہ کل آ کر لوڈ شیڈنگ کے بارے میں ایوان میں اپنا سٹیٹ منٹ دیں گے لیکن افسوس کہ وہ ابھی تک حاضر ہی نہیں ہوئے ۔

Mr. Chairman: We will take up that issue at that stage.

جناب سرتاج عزیز : میں نے جو ضمنی سوال پوچھا اس کے لیے کوئی مہارت یا بیک گراؤنڈ یا انفارمیشن کی ضرورت نہیں ہے ۔ وہ اس جواب سے بالکل ظاہر ہے اور وہ ایک منٹ جواب پر غور کریں تو ہاں یا نہ میں دے سکتے ہیں کیونکہ اس میں میں نے جو سوال پوچھا تھا کہ کل جو ۱۸۔ لاکھ ٹن گندم منگوائی گئی اس کا ٹینڈرز کس ڈیٹ کو ایشو کیا گیا کتنی quantity آئی اور کہاں سے فنانس ہوئی وہ date-wise دیا ہوا ہے ایک کا ۷ جولائی کو ایک کا ۶ اکتوبر کو ایک کا ۷ نومبر کو ایک کا ۲۰ دسمبر کو اور ایک کا ۱۲ دسمبر کو تو یہ جو ۱۳ لاکھ ٹن اور باقی کچھ گرانٹ ہے وہ ظاہر ہے کہ دسمبر سے پہلے آئی تو میں ان سے بڑا واضح سوال پوچھ رہا ہوں اس جواب سے یہ ظاہر ہے کہ ۱۸ میں سے ۱۳ لاکھ ٹن کا انتظام پچھلی حکومت نے کیا تھا اس حکومت نے نہیں کیا اس کا جواب وہ ہاں یا نہ میں دے دیں کیونکہ اس کے لیے اور کسی بیک گراؤنڈ یا انفارمیشن کی تو ضرورت تو ہے نہیں وہ جواب سے بالکل ظاہر ہے ۔

جناب چیئرمین : کیا ڈاکٹر صاحب آپ جواب دے سکتے ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : مجھے شرم نہیں آتی ۔ افسوس ہے ان بزرگوں کا ۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: بزرگوں کا احترام کرتا ہوں کیونکہ ہمیں تو یہ under nineteen سمجھتے ہیں اور خود adult ہیں ۷۲ کے - میں ان کا احترام کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ۔ سوال یہ ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ اس پلانفارمیشن جو دی گئی ہے

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ متعلقہ وزیر نہیں ہیں میں کیسے ہاں یا ناں میں جواب دے سکتا ہوں ۔ میں تو گزارش کر سکتا ہوں ۔

(قہقہے)

Mr. Chairman: So, we will defer this question.

(interruptions)

Mr. Chairman: We have deferred this question. We will take it up again.

Mr. Sartaj Aziz: Sir, why I am insisting on this question because day before yesterday, the Minister of State for Information in winding up the debate on the President's Address again reiterated, in response to my comments, that the Government had intention to arrange wheat but they had not arranged any financing. Now, it is very clear from this answer that out of the total quantity, US$ 260 millions were arranged before. So, why did the Minister of Information in response to a specific question made a wrong statement in the House ? Is he prepared to apologize to the House ?

Mr. Chairman: I am sure there is another method by which you can bring this matter up to the House.

Next question No. 28.

Import of Wheat

28. *Mr. Sartaj Aziz: Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state:

(a) the quantity of wheat in Government stocks, province-wise, as on 1st May 1988, 1st December, 1988 and 1st April, 1989; and

(b) the monthly releases of wheat from government stocks, province-wise, during 1988-89, with corresponding figures of monthly releases during 1987-88?

Rao Sikander Iqbal: (a) Province-wise stocks of wheat on desired dates are given below:

Dates	Punjab	Sind	N.W.F.P.	Baluchistan	Total
		(000 tonnes)			
1-5-88	986	335	55	88	1464
1-12-88	1542	333	168	83	2126
1-4-89	223	120	114	47	504

(b) Monthly releases of wheat from Government stocks during 1988-89, with corresponding figures during 1987-88 are given below:—

	Punjab		Sind		N.W.F.P.		Baluchistan	
	88-89	87-88	88-89	87-88	88-89	87-88	88-89	87-88
			(000 tonnes)					
May	64	110	51	53	56	46	20	11
June	94	119	94	80	64	55	18	12
July	126	103	85	92	57	46	18	13
August	179	83	100	89	78	50	21	14
September	184	100	105	106	83	59	24	18
October	261	143	123	106	98	73	27	20
November	274	189	131	120	87	77	25	25
December	305	275	138	136	98	96	30	29
January	337	315	150	174	115	108	27	28
February	278	299	132	99	103	102	24	24
March	266	355	127	116	115	107	34	20
April (Provisional)	225	250	44	49	106	85	25	24

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال ہے آپ کا؟

جناب سرتاج عزیز : ضمنی سوال، جی ہاں وہی سوال ہے انہوں نے بار بار اعلان کیا کہ جب ہم آئے تو گودام ہمیں خالی ملا اس جواب سے بالکل صاف ظاہر ہے کہ یکم دسمبر ۸۸ء کو ۲۱ لاکھ ٹن گندم موجود تھی جو امپورٹ arrange کی گئی تھی ۱۳ لاکھ اس کے مطابق یہ ۳۴ لاکھ بنا۔ ان چار مہینوں میں ٹوٹل ریلیزز جو سٹیٹ منٹ سے ظاہر ہوتی ہیں وہ صرف ۲ء۶ ملین ٹن ہے۔

There was no wheat crisis. There was enough wheat available. It was properly planned.

آخر میں انہوں نے موومنٹ میں کچھ بدنظمی کی جس سے temporary shortage ہوئی لیکن جہاں

As for over all wheat situation is concerned there was no wheat crisis and there was enough wheat available when they came.

جناب چیئرمین : جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اس ضمن میں میری پھر گزارش ہوگی۔ Next rota day.

Mr. Chairman: We will also defer this question along with the other question. Next question No. 29

Election campaign for Mr. Justice Dorab Patel)

29. ***Prof. Khurshid Ahmed :** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state :

(a) total amount incurred on campaign for Mr. Justice Dorab Patel election for Asian seat in the International Court of Justice; and

(b) the number of person sent abroad to lobby for him and total amount spent on each person separately ?

Sahabzada Yaqub Khan : (a) The total amount incurred on the campaign for Mr. Justice (Retd) Dorab Patel's candidature for election to the International Court of Justice is approximately Rs. 22,00,000.

(b) Four Special Envoys of the Prime Minister, at the Ministerial level, were sent to visit countries members of the Security Council in order to lobby support for Justice Patel's candidature.

Two Ministerial Special Envoys were sent to India and Sri Lanka to discuss the candidatures.

Following are the names of the six Ministerial Special Envoys, the countries visited by them and approximate expenditure incurred on their respective visits :—

Name of Special Envoy	Countries visited	Total amount
1	2	3
		Rs.
1. Syed Iftikhar Hussain Gilani, Law Minister.	U.K. Brazil, Colombia.	2,84,190
2. Mr. Yahya Bakhtiar, Attorney General of Pakistan.	USSR, Finland and (New York).	1,91,750
3. Mr. Iqbal Akhund, Adviser to the Prime Minister on Foreign Affairs and National Security.	Malaysia, Nepal, China, USA and UN (New York).	2,75,991
4. Malik Mohammad Qasim, Adviser to the Prime Minister on Political Affairs.	France, Algeria, Ethiopia, Senegal and Syria.	1,76,801
5. Mr. Aitzaz Ahsan, Interior Minister ..	India.	4,150
6. Mr. Farooq Ahmad Khan Leghari, Minister for Water and Power.	Sri Lanka.	12,190

In addition to the six Ministerial Envoys, three Special Envoys of the Prime Minister at the Ambassadorial level covered 21 countries in Africa and Latin America where we do not have resident missions. Similarly, 13 Pakistan Ambassadors covered another 35 countries of their concurrent accreditation (where we do not have resident missions) mainly in Africa and Latin America to deliver special messages of the Prime Minister.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! یہ سوال ایسا تھا جس کو پڑھ کر قوم کو بتایا جاتا کہ جو bungle جسٹس دراب پٹیل کے کیس کے سلسلے میں کیا گیا ہے اس کے اوپر قوم کا کتنا روپیہ ضائع ہوا ہے جس طریقے سے اس پوری کی پوری campaign کو چلایا گیا ہے محض اس لیے کہ ایک شخص کو نوازنا تھا اور اس بنا پر نوازنا تھا کہ اس نے پاکستان کے ایک اسلامی ریاست ہونے کے معاملے کو dispute کیا اور کہا کہ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ ہونا چاہیے اس لیے

[Prof. Khurshid Ahmed]

کہ اس نے ایک خاص مقدمے میں ان کی مرضی کے مطابق فیصلہ دیا تھا۔

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب سوال کیا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : سوال یہ تھا کہ دراب پٹیل کی campaign پر کتنا خرچہ ہوا ہے اور حکومت بتاتی ہے کہ اس پر ۲۲ لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں اس میں چھ Ministerial Envoys دنیا میں بھیجے گئے جنہوں نے U.K. برازیل، کولمبیا، روس فن لینڈ ملایشیا، نیپال، چین امریکہ فرانس الجیریا ایتھوپیا، سینیگال اور شام بھارت سری لنکا گئے اس کے علاوہ تین سپیشل Envoys پرائم منسٹر کے Ambassador level کے گئے جنہوں نے ۱۲ ممالک کا دورہ کیا ان کا خرچہ شامل نہیں ہے اور اس کے بعد جو کچھ حاصل کیا وہ کیا ہے۔ یہ بڑا اہم سوال تھا اس کو پورے طریقے سے قوم کے سامنے آنا چاہیئے اور معلوم ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : وہ کہتے ہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین : پڑھ دیا ہے انہوں نے ؟ وہ سوال یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اتنے خرچ کے بعد حاصل کیا کیا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : بہت کچھ کیا۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : یہ سمجھنے کی بات ہے اسی طرح کا ایک امیدوار پاکستان حکومت نے جج بنانے کے لیے پیش کیا تھا اس کے اعداد و شمار کا تقابل اور موازنہ آپ فرمائیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اس گورنمنٹ اور اس گورنمنٹ میں کیا فرق ہے انہوں نے سیکیورٹی کونسل میں ایک ووٹ حاصل کیا۔ دراب پٹیل صاحب کو تین ووٹ ملے انہوں نے ۲۲ ووٹ حاصل کیے انہوں نے ۴۵ کے لگ بھگ حاصل کیے آپ بھی مسٹر چیئرمین سمجھتے ہیں۔ اس دور میں باوجود اس کے کہ یہ دعویٰ تھا پاکستان کی بڑی پوزیشن ہے سب کچھ ہے اور بڑا خرچ کیا گیا اور اس کے لیے بڑی دوڑ دھوپ کی گئی ساری حکومت جو تمام ملکوں کے ساتھ اچھے تعلقات کی دعویدار تھی اس کے باوجود بھی ایک اور تین میں فرق ۲۲ اور ۴۵ میں فرق ہے یہ فرق اگر نظر نہیں آتا تو میں بے بس ہوں فرق بتلانے میں۔

جناب محمد ہاشم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جیسے کہ موجودہ حکومت بار بار کہتی ہے کہ ہمیں خالی خزانہ ملا انہوں نے ان دوروں کے لیے پیسے کہاں سے arrange کیے۔

Mr. Chairman: This is no point of order.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! سب سے پہلا سوال میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں جس شخص کو پاکستان نے اس کام کے لیے منتخب کیا وہ ناموزوں تھا اور یہی وجہ ہے کہ پوری مسلم دنیا نے اس کی مخالفت کی اس لیے کہ آن ریکارڈ موجود تھا کہ اس نے اسلام کی اسلامی قوانین کی پاکستان کے اسلامی کریکٹر کی اور یہ بات کہ قائداعظم کو اس ملک کو اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے ان تمام چیزوں کی openly مخالفت کی ہے دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی فارن منسٹرز کانفرنس میں انہوں نے جو میمو سرکولیٹ کیا ان کی تائید میں اس میں یہ بات لکھی تھی کہ آن کے تاج میں جو سب سے خوبصورت پر ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے ذوالفقار علی بھٹو کے کیس میں Note of dissent دیا تھا اور سپریم کورٹ کی میجارٹی سے اختلاف کیا تھا میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد کیا کسی ایک جج کو فی الحقیقت اس بنیاد پر کہ اس نے ایک کیس میں فلاں رائے دی تھی آپ reward کریں گے اس طریقے سے اس کو بین الاقوامی دنیا کے سامنے لائیں لائیں سے پہلے سر ظفر اللہ خان ایک قادیانی تھا اور اب ایک پارسی کو جس نے اسلامی ریاست کی مخالفت کی تھی اسلامی قوانین کی، حدود قوانین کی، اسلامی شرعی قوانین کی کھل کر مخالفت کی ہے۔ پاکستان میں کی ہے انگلستان میں کی ہے چینل LWT ٹی وی پر اس کے اوپر انٹرویو لیا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: سوال فارمولیٹ کریں یہ سوال کیا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: سوال یہ ہے کہ پاکستان نے اتنا روپیہ ضائع کیا انوار الحق صاحب کے لیے جب cause کیا گیا تو اس وقت اس کا ۱۰/ ابھی خرچ نہیں ہوا مجھے صحیح معلومات نہیں ہیں لیکن جہاں تک میں نے سنا ہے فارن آفس صحیح معلومات دے سکے گا سیکیورٹی کونسل میں ایک اور نیشنل اسمبلی میں ان کو ۳۰ سے زیادہ ووٹ ملے تھے انہوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ تین ووٹ اور ۴۲ ووٹ ہیں اور پورے پاکستان کی ساری دنیا میں بدنامی ہوئی ہے اور جتنا financing کیا جس طریقے سے۔

جناب چیئرمین: سوال کیا ہے جس کا وہ جواب دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: سوال یہ ہے کہ پاکستان کے سرمائے کو آپ نے ضائع کیا ہے اسے justify کیجئے ؟

جناب چیئرمین: وہ کہتے ہیں کہ سوال یہ ہے کہ . . . .

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! مجھے سمجھ آرہا ہے کہ یہ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ حکومت نے پاکستان نے قوم کا جو ۲۲ لاکھ روپیہ خرچ کیا ہے وہ ضائع کر دیا سوال ان کا یہ ہے اس ضمن میں آپ کی کیا رائے ہے ۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں سوال یہ ہے کہ کیا یہ صحیح ہے کہ ضائع کیا گیا ہے ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ سمجھنے کی بات ہے سوال یہ ہے اسی طریقہ سے ہمیں پھر یہ سوچنا پڑے گا سابقہ حکومت نے ایک منتخب وزیراعظم کو پھانسی دینے کے عوض ان کو جج بنانے کی کوشش کی جہاں تک یہ جو فرما رہے ہیں کہ اس گورنمنٹ نے نوازا ہے ۔ تو اسی طریقے سے، سزائے موت دینے کے ضمن میں، اس کو انٹرنیشنل کورٹ کا جج بنانے کی کوشش کی گئی تھی ۔ اور آپ نے دیکھ لیا کہ اس کوشش میں انکی کامیابی میں اور موجودہ حکومت کی کامیابی میں بہت فرق ہے ۔ اگر وہ conceptually درست ہوتے تو وہ آج جج ہوتا اور اسی طریقے سے اگر یہ بھی نہیں بنے تو پھر بھی دونوں میں دن رات کا فرق ہے ۔ "تین اور ایک" میں فرق ہے بائیس اور پینتالیس میں فرق ہے پھر جمہوری حکومت ہے، اور اس صورت حال میں اور اس صورت میں بڑا فرق ہے جہاں تک بات کہنے کا تعلق ہے، باتیں کہنا بہت آسان ہے ۔ یہ زیاں ہوا ہے ۔ اس ضمن میں، میں information حاصل کر کے، اس honourable House کے سامنے انشاءاللہ رکھوں گا کہ اس کے لیے اس وقت کی گورنمنٹ آف پاکستان نے کتنا خرچ کیا تھا تاکہ یہ موازنہ ہو سکے ۔ میں نے یہ information صبح سویرے collect کرنے کی کوشش کی ہے، تاکہ comparison ہو سکے کہ سابقہ حکومت نے کتنا خرچ کیا تھا ۔ حالانکہ اس وقت کی اور آج کی مالیات میں کچھ فرق آ چکا ہے، رقم میں devaluation ہونے کی وجہ سے ۔ لیکن پھر بھی میرا خیال ہے کہ اس وقت کا خرچ اور آج کے خرچ میں کوئی خاص فرق نہیں ہوگا ۔ اس لیے کارکردگی میں جو فرق ہے وہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے ۔

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین: جی جناب ۔

قاضی عبداللطیف: میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سوال کا جواب الزامی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ جو نکات انہوں نے اٹھائے ہیں، ان کا جواب دیا جانا چاہیئے۔ صرف الزامات لگانا اور پھر الزامی تقریر کر دینا۔ یہ ان کے سوال کا جواب تو نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ صحیح فرما رہے ہیں، میں اتفاق کرتا ہوں کہ جب سوال ہی الزام تراشی پر مشتمل ہو تو جواب اسکا پھر کیا بن سکتا ہے۔ میں قاضی صاحب سے عرض کروں گا، جیسے مجھے حکم فرما رہے ہیں، میں تعمیل کروں گا۔ ویسے آپ بھی پروفیسر صاحب سے گزارش کریں کہ وہ اگر ہمیں بلا وجہ کے الزامات سے معاف کر دیں تو اس کے جواب میں، میں بھی الزامات نہیں لگاؤں گا۔ یہ الزام اگر ایک دوسرے پر نہ لگائیں تو مفید ہو گا۔ یہ قوم کا ایک آنریبل فورم ہے، اس کو اگر مثبت انداز میں استعمال کریں تو ہمارے لیے یہ سود مند ہو گا۔

Mr. Chairman: Mr. Ahmed Mian Soomro - supplementary question.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Is it between the unsuccessful efforts of both the governments ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Unsuccessful efforts of both the governments mean the previous and this ?

Mr. Ahmed Mian Soomro: Yes.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Partially it is successful as we are waiting for the next coming poll, they were completely failure.

Mr. Ahmed Mian Soomro: You have substantially failed!

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Sir, the main question which has been lost sight of that this seat in the International Court of Justice was a seat of India for five years and unfortunately the incumbent died and it was about one year and nine months that were available. What were the impelling circumstances to put up a candidate from Pakistan for a seat which was occupied by India for a shorter period and spent on this lot of money without any justification, what were those circumstances ? The House would like to know the circumstances under which for such a short period you risked our reputation, you spent our money without any results.

Mr. Chairman: Dr. Sher Afgan.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : گو اس کا مثبت نتیجہ سامنے نہیں آیا لیکن next الیکشن آرہا ہے اس میں میرا خیال ہے کہ انڈیا۔۔۔

جناب چیئرمین : سوال یہ ہے کہ صرف دو سال یا پونے دو سال کے لیے اتنا خرچ کیوں کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : یہی تو میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : یعنی اگلے الیکشن کی تیاری ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : یہی تو میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ خرچ اس لیے کیا گیا کہ ایک جگہ بنائی جائے۔ مثال کے طور پر، اگر آپ پسند فرمائیں تو میں عرض کروں کہ عام رسم و رواج میں یہ بات ہوتی ہے کہ جب آپ کسی تندور سے روٹی پکوانا چاہتے ہیں تو آپ تھوڑا سا وہاں پر ایندھن رکھ کر آتے ہیں' اس طرح سے آپ کی باری confirm ہو جاتی ہے' statutory ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے ہم نے کوشش کی ہے کہ next contest جو آئے گا اس کے لیے we are trying

جناب چیئرمین : شکریہ۔

جناب احمد میاں سومرو : بھائی' ڈاکٹر صاحب کو زیادہ تنگ نہ کرو۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Mr. Chairman, should I take it that it was Tandoori Siyasat ?

Mr. Chairman: Last question Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد : میرا سوال ہے کہ اس سے پہلے ہم نے یونیسکو کے سیکرٹری جنرل کے لیے ایک بڑی مؤثر کوشش کی تھی اور الیکشن کے results بھی بڑے عمدہ آئے تھے' ٹھیک ہے کہ ہم یہ الیکشن جیت نہیں سکتے تھے' لیکن وہ ایک فاتحانہ شکست تھی' لیکن اس کے باوجود وزیر خارجہ نے استعفیٰ دیا۔ کیا میں یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ اس حکومت میں جس شخص نے اس پوری سکیم کو pilot کیا' اس میں اتنی اخلاقی جرأت ہے کہ وہ بھی استعفیٰ دے ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ وہ انہی کے ساتھی ہیں' یہ خود بہتر سمجھتے ہیں' ان سے یہ بات خود کر لیں۔

پروفیسر خورشید احمد : انہیں تو آپ نے نکال باہر کیا تھا، اس سلسلے میں ان کا نام لینا صحیح نہیں ہے۔ اس مہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اب بھی وہ آئی جے آئی کے ہیں، ہمارے ہاں مہربانی فرما کر رہے ہیں اور گورنمنٹ آف پاکستان اور پیپل آف پاکستان کے لیے کام کر رہے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : دیکھئے، آئی جے آئی اور پیپلز پارٹی، کا یہاں مسئلہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : باقی اقتدار کی بات جو ہے وہ اپنے کلیگ سے کیجئے،

پروفیسر خورشید احمد : یہ نام جو آپ نے دیئے ہیں یہ campaign کے لیڈر تھے، اس میں ان کا نام نہیں ہے۔ ان نو افراد میں ان کا نام نہیں ہے۔ یہ campaign چلائی ہے پیپلز پارٹی والوں نے، اس میں آئی جے آئی کا یا فارن منسٹر کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔

Mr. Chairman: I think we will go on to the next question. Question No. 30. We may take the answer as read.

راجہ شاہد ظفر کی جانب سے کون جواب دے گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جواب تو میں ہی دوں گا جی۔

ایک معزز رکن : ہر درد کی دوا، ڈاکٹر صاحب ہی ہیں جی۔

Cement Agencies

30. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui:** Will the Minister for Production be pleased to state :

(a) the number of cement agencies sanctioned by the Government since January 1989, with province-wise breakup ;

(b) the existing monthly quota of cement bags for each cement agency ; and

(c) the criteria on which the cement agencies are sanctioned ?

Raja Shahid Zafar: (a) Nil.

(b) (i) For agencies sanctioned upto 30th June, 1985, different quota for different areas.

(ii) For agencies sanctioned from 1st July, 1985 :

(a) 30 tonnes against security deposit of Rs. 25,000.

[Raja Shahid Zafar]

(b) 50 tonnes against security deposit of Rs. 50,000.

(c) The criteria kept in view has been the marketing requirements as well as the credibility of applicants, based mainly on the recommendations of the elected representatives.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال، محسن صدیقی صاحب۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: It has been said that no sanction has been made for an agency. Is it a fact that certain names and a list has been approved but licence has not been issued ?

Mr. Chairman: Dr. Sher Afgan.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : ابھی اس پر پابندی لگی ہوئی ہے، جب یہ سامنے آئے گی تو اس وقت یہ بتلایا جا سکتا ہے ابھی تو کوئی ایسی سکیم نہیں ہے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: No. No. You say that no licence is being issued. My information is that a very large list has been approved and it is a question of a former order of licence to be issued or agency agreement to be issued. Is it a fact or not ?

جناب چیئرمین : جی جناب ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : یہ تو محسن صدیقی صاحب کو ہی پتہ ہوگا، ان کا انفارمیشن میڈیا اتنا alert ہے ہمیں تو کوئی پتہ نہیں ہے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: So, he pleads ignorance.

Mr. Chairman: We will go to the next question No. 31.

Sale of banned medicines

31. *Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Will the Minister for Health, Special

Education and Social Welfare be pleased to state :

(a) the names of medicines which are banned in other countries for being dangerous, but are being sold in Pakistan ;

(b) the reason why the sale of these dangerous medicines has not been banned in Pakistan so far ; and

(c) whether the said medicines are prepared in Pakistan or imported ?

Syed Amir Haider Kazmi (a) There is no medicine which has been banned world-wide but is being sold in Pakistan.

(b) If a medicine is restricted|banned by one or a few countries of the world it does not become necessary that it should be withdrawn from sale in other countries as well, because the requirements of medicines are based on the disease pattern, racial differences, dietary habits and geographical conditions etc.

(c) No such drug is being manufactured in Pakistan or imported which has been banned universally for being dangerous.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Dr. Sher Afgan is all in one, Sir.

جناب چیئرمین : اپنی ذات میں انجمن ہیں۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Supplementary. Is the honourable Minister aware that there are many medicines in the market which are internationally banned and to quote just an example 'Entroviaform' is a medicine, very well known, I think every common man knows it was for dysentery. Ultimately it was detected and proved that this is a medicine which creates blindness and it has been internationally banned but it is still available in Pakistan on any medical store and the statement that he made that no such medicine is available is absolutely incorrect. You can go, check up with his authorities. I have personal knowledge about it.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین! جو خطرناک اور اس قسم کی injurious medicine label ہو جاتی ہیں، اس کے لیے باقاعدہ ہمارے پاس Drugs Act 76 ہے اور سیکشن 7 اس سے deal کرتا ہے۔ اس کے مطابق رجسٹریشن بورڈ اس کو لسٹ سے خارج کر دیتا ہے اور کوشش ہوتی ہے کہ وہ drug available نہ ہو، لیکن میں جناب والا! اس رکن کے

[Dr. Sher Afghan Khan Niazi]

سامنے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے ممالک ہیں کہ جہاں پر چند میڈیسنز جو ہیں وہ prohibit کی جاتی ہیں، ban ہو جاتی ہیں۔

ایک معزز رکن: اپنے ملک کی بات کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں اپنے ملک کی بھی بات کروں گا۔ I am a Doctor as well. مثال کے طور پر Chlorophinical ایک ڈرگ ہے۔ جو enteric fever یا typhoid fever کے لیے ایک قسم کی سب سے ضروری medicine ہے۔ اب چند ممالک میں یہ prohibited ہے، کیونکہ اس کے مضر اثرات ہیں، plastic anaemia ہو جاتا ہے، جس سے white blood cells جو ہیں، وہ damage ہو جاتے ہیں لیکن ہمارے ہاں ابھی تک یہ چل رہی ہے اور بہت سارے ممالک میں بھی یہ چل رہی ہے۔ اسی لحاظ سے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں typhoid کی بیماری یا بخار اتنا کثرت سے ہے کہ اگر ہم اس میڈیسن کو knock out کر دیں تو ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں رہے گا۔

اسی طریقہ سے بہت ساری جہاں تک injurious medicines کی وہ بات فرما رہے ہیں اس کے لیے رجسٹریشن بورڈ active ہے اور جو میڈیسن مضر قرار دے دی جاتی ہے تو اس کو حکومت پاکستان نکال دیتی ہے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: My question Sir, was how is it that these medicines are available in the Market ? What are the steps that they have taken ? These medicines are available in the market. I quoted an example - a specific example that is available in Karachi market.

جناب چیئرمین: وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ban نہیں کی ہوئی What is he saying is کہ کچھ دوائیاں جو دوسرے ممالک میں banned ہوں وہ یہاں پر banned نہیں ہیں۔ اس کی وجہ انہوں نے Chloro Phinical کی مثال دی ہے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: No Sir, his answer is as follows :

(a) 'The names of medicines which are banned in other countries for being dangerous but are being sold in Pakistan'.

Ans (a) There is no medicine which has been banned world-wide but is being sold in Pakistan'.

جناب چیئرمین : تو آپ کا کہنا ہے کہ یہ جو Entroviaform ہے۔
it is banned world-wide

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین ! گزارش یہ ہے کہ ڈل تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ واقعی اگر Entroviaform banned ہے پاکستان میں available ہے جیسے فرما رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پرانے سٹور پر ban ہو گئی اور اس کے سٹاک کو اٹھانے کے لیے کہہ دیا گیا۔ لیکن بعض اوقات چند میڈیکل سٹورز یا دواخانوں میں یہ دوائیں وہ اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ میڈیکل سپلائی وہ وہاں کمپنیوں سے نہیں لیتے وہ دوسرے ایجنٹوں سے sale در sale کے ذریعے لیتے ہیں اب اس بنیاد پر اگر کہیں سے محسن صاحب کو وہ دوا نظر آ گئی ہو تو اس میں یہ ایک قدرتی بات ہے کہ وہ ایک رکھی ہوگی ورنہ حکومت پاکستان کی جانب سے جو world basis پر ban کی جاتی ہے اس پر پوری طرح عمل ہوتا ہے وہ بچی کھچی دوا انہیں نظر آئی ہوگی جیسے کہ وہ فرما رہے ہیں کہ available ہے۔

otherwise it is not on the list. It is not marketed. It is not allowed to be marketed, not allowed to be sold.

جناب چیئرمین : نہیں اگر ban ہو گئی تو یہ بچی کھچی کہاں سے۔ ۔ ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : میں عرض کرتا ہوں آپ اگر جناب والا ! میڈیکل پیشہ سے منسلک ہوتے تو آپ کو پتہ ہوتا آپ دوائیں ڈھونڈنے جائیں تو ایک آئیٹم جو بالکل غائب ہے سالوں سے کسی نہ کسی دواخانے سے آپ کو مل جائے گی۔ ان کے پاس سے وہ ساری کی ساری ایک وقت میں sale نہیں ہو جاتیں ۔ ایک چیز پر پابندی لگ جاتی ہے تو اسکی کچھ مقدار دواخانوں میں رہ جاتی ہے ۔

Mr. Chairman: Dr. Bisharat Elahi, any other supplementary question please.

Dr. Bisharat Elahi: Sir, Dr. Sher Afgan is my professional colleague, so I have got to elaborate the point a little.

Mr. Chairman: You see, it has disturbed me to hear that there are certain medicines which cause a plastic anaemia and yet the compulsions are that we must continue with that medicine. If that is correct I don't know.

Dr. Bisharat Elahi: Well, there are medicines for that matter. There are lot of antibiotic which can cause a plastic anaemia but all these medicines when are being administered

[Dr. Bisharat Elahi]

they have got to be monitored properly. The patient is not being monitored properly. But unfortunately in Pakistan our monitoring systems are very poor. Now coming back to Entroviaform very recently I asked this question to a doctor, a friend of mine, and he (I am not taking the responsibility for his statement but it sounded reasonable to me), said that this is still being marketed in Pakistan but they have now removed or excluded the incriminating ingredient from Entroviaform which is previously being sold so that the drug that is being sold now is free from that incriminating ingredient. This is what I was told and I hope that is true. As Dr. Sher Afgan said that it may be available at some places, no, it is available everywhere in Pakistan. Even now if we go to any Chemist shop it is available. But I am told that the drug that is available now in Pakistan under the name of Entroviaform is not the same drug, the incriminating ingredient has been removed from that.

Mr. Chairman: I think Dr. Sahib you should verify this from the Ministry of Health. This is an important question. If Entroviaform has been banned for some reason and Dr. Sahib is saying that 'yes' it is banned but the harmful ingredient has been removed.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I will get the information. I can quote another as the Plosil injections if you give other way they are very good for the gastric intestine and other thing. But they are co-reactive to certain patients, that is why on every packet of the medicine is written 'poison'. They are not food. They are not tofees. They are poison, on every medicine we write it as the honourable Member has told us that with due care and with prescription of the physician we have to prescribe the medicine to give in a regular fashion.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! چونکہ اسکا تعلق ایک طرح سے گورنمنٹ assurances سے ہوجاتا ہے۔ اس کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے میں چاہوں گا کہ جناب وزیر صاحب تین باتوں کو specifically مطلع کریں یا دیکھ لیں کو، پہلی بات یہ کہ کیا اس دوا پر پابندی ہے اور اگر پابندی ہے تو پھر اس کا تدارک کیوں نہیں کیا گیا۔ نمبر۲ کیا اس دوا سے وہ عناصر وہ اجزا نکال دیئے گئے ہیں جو مضر تھے اور اس کے بارے میں کیا ثبوت ہے؟ تیسری چیز یہ ہے اور اگر نکال دیئے گئے تو پھر اس کے باوجود کیوں پابندی رکھی گئی ہے؟ ان تینوں کے بارے میں specifically معلومات فراہم کی جائیں۔

Mr. Chairman: I am sure, he has noted it down. Next question, Mr. Salim Saifullah Khan Sahib. Anybody on his behalf.

Prof. Khurshid Ahmed: Yes, on his behalf.

PAKISTAN STEEL

Mr. Salim Saifullah Khan (put on his behalf): Will the Minister for Production be pleased to state the time by which the production of Pakistan Steels will be increased from 1.1 million tonnes to 3 million tonnes ?

Raja Shahid Zafar: Pakistan Steel has envisaged to increase its production capacity in two stages. In the first stage the capacity will be increased from 1.1 million to 1.5 million tonnes per year by 1991 and in the second stage from 1.5 million to 3.0 million tonnes per year by 1995-96.

Mr. Chairman: Supplementary question - no - next question No. 38.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین! اس کو دوبارہ دے سکیں گے کیونکہ اس میں ڈیٹا اتنا ہے کہ جب تک میں چیک نہ کر لوں سپلیمنٹری سوال کرنا مشکل ہے ؟

Mr. Chairman: We defer it. So, that concludes the Question Hour. Now what is the sense of the House regarding the adjournment motions ?

قاضی عبداللطیف : آپ کی اجازت سے کیا میں پوچھ سکتا ہوں۔ میرے سوال کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں جب آجائیں گی تو پھر میز پر رکھ دی جائیں گی۔ تو کتنے تک میں یہ توقع رکھ سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین : میں نے ان سے کہا تھا۔ غالباً آپ اس وقت موجود نہیں تھے کہ ہر سوال کے لیے کم از کم ۱۴ دن کا نوٹس دیا جاتا ہے اس کے بعد کسی کے پاس یہ کہنے کا جواز نہیں ہے کہ ہمارے پاس وقت نہیں ہے یا وقت پر یہ نہیں کر سکے لیکن اگر کوئی ایسی مجبوری آجاتی ہے تو تھوڑا کر کے جلد سے جلد کریں کیونکہ ہمارا سیشن ہی ۱۸ دن کا ہوتا ہے ۔ تو یہ ممکن ہی نہیں ہوگا کہ آپ وقت مانگیں

[Mr. Chairman]

اور سوال دوبارہ آجائے۔ تو اسلئے مہربانی کر کے میں نے ان سے پہلے بھی کہہ دیا ہے کہ یہ تمام محکموں کو لکھیں کہ آئندہ وہ وقت پر انفارمیشن دیں اور جو سوال پوچھا جاتا ہے ۱۳ دن کا نوٹس ہوتا ہے انہیں یہ سمجھا دیا جائے کہ ۱۳ دن کا نوٹس، کافی نوٹس ہوتا ہے۔ رولز میں اسی لیے ۱۳ دن رکھے گئے ہیں کہ کافی سمجھے گئے ہیں۔

جناب احمد میاں سومرو: جناب کیا یہ ہاؤس محتاج ہے وزیروں کی مہربانی پر ؟

Mr. Chairman: No, Dr. Sahib is the Incharge of Parliamentary Affairs so we have asked him, I am sure, he will take requisite steps so that the House proceedings can proceed smoothly and properly.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: ملک فرید اللہ خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے حالیہ مکمل اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: What is the sense of the House regarding adjournment motions ? O.K. we take up the adjournment motions. Janab Maulana Sami-ul-Haq Sahib.

مولانا سمیع الحق: حضرت چونکہ رات پروفیسر صاحب کی تحریک التوا، توفنی بنیاد پر آچکی تھی اور آپ نے فنی بنیاد پر نہیں لی تھی۔ میں نے "مرکز" کے بارے میں دوبارہ دے دی تھی۔ وہ بڑا اہم واقعہ ہے پورے ملک کے ایک اخبار پر اسطرح شب خون مارا گیا ہے اس کو تباہ و برباد کیا گیا ہے اگر آپ اس کو لے لیں تو . . . .

جناب چیئرمین: دیکھیں ناں اس کو out of turn لینے کے لیے۔

You will have to move a motion.

پروفیسر خورشید احمد: میں آپ کی اجازت سے جناب چیئرمین! رولز کی دفعہ ۲۳۸ کے تحت اس امر کی تجویز کرتا ہوں کہ میں نے اور اسی طرح محترم مولانا سمیع الحق صاحب اور طارق چودھری نے "مرکز" اخبار کے جلائے جانے کے سلسلے میں جس تحریک التوا کا نوٹس دیا ہے اسے out of turn آج لے لیا جائے اس لیے کہ یہ قومی اہمیت کا مسئلہ اور فوری مسئلہ ہے۔

MOTION UNDER RULE 236

Mr. Chairman: It has been moved under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the adjournment motion regarding the burning of 'Markaz Office', moved by Prof. Khurshid Ahmed, Mr. Muhammad Tariq Chaudhry and Maulana Sami-ul-Haq be taken out of turn.

(The motion was adopted).

جناب چیئرمین : جناب move کریں جی۔

پروفیسر خورشید احمد : ٹیکسٹ دے دیں مجھ کو۔

Mr. Chairman: I think, we will not be able to complete discussion today because the Minister of State for Information and Broadcasting was not probably aware of information that this motion is coming up. So, you can move your motion, make your statement and then we will give an opportunity to the Minister of State for Information to make a statement on this.

Prof. Khurshid Ahmed: Right.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, I have an important adjournment motion regarding the release of heavy water from Kanop at Karachi which is going to affect thousands lives and I want to bring it today.

جناب چیئرمین : اس کو آپ آج نہ لائیں۔ اگلے دن پر لے آئیں۔

If you would like it to be taken up out of turn.

Mr. Ahmed Mian Soomro: But it should not lapse if discussion is over and it does not come because it is a very important point.

Mr. Chairman: No. You see there are two ways - if the session is prorogued then normally these notices lapse unless you repeat it. But it you repeat the motion then it will survive. Dr. Sahib.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ یہ پڑھ لیں۔ اور بریف سٹیٹمنٹ جبار صاحب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین : وہ میں نے پہلے کہہ دیا ہے ان کو۔

You are quite right. I agree with you.

پروفیسر صاحب اسے move کر لیں گے۔ اس پر مولانا صاحب اور طارق صاحب اپنے خیالات کا اظہار کر لیں گے اس کے بعد وزیر صاحب کو سن کر پھر فیصلہ کریں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : خیالات کا اظہار بھی اس وقت کریں جب جاوید جبار صاحب ہوں تو یہ زیادہ سود مند ہوگا۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : وہ جواب دے سکیں گے ؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جواب بھی دے سکیں گے اور اس کے لیے بڑا . . .

(مداخلت)

جناب چیئرمین : ان کو اخبارات کے ذریعے پتہ چل جائے گا کہ کیا اظہار خیال ہوا ہے ان کو موقع بھی دے دیا جائے گا لیکن یہ چونکہ اہم مسئلہ ہے، یہ اٹھانا چاہتے ہیں

So, I permit it.

جی جناب پروفیسر صاحب.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! قبل اس کے کہ میں تحریک پڑھ کر سناؤں۔ محترم احمد میاں سومرو صاحب نے بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ نے صحیح فرمایا ہے کہ اگر ایوان prorogue ہو جاتا ہے تو ہم repeat کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہاں ایک مشکل پیش آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایڈجرنمنٹ موشن کے لیے اس کا recent occurrence ہونا اور first opportunity پر مسئلہ کو اٹھانا، یہ دونوں باتیں ضروری ہوتی ہیں اور بڑے اہم مسائل ہوتے ہیں اور اس وجہ سے اس میں مشکل پیش آجاتی ہے۔ یا تو آپ اس کو relax کر دیں اس پہلو سے۔

Mr. Chairman: I would not like to relax the rules. The reason for this is that by the time of the next session more important things will come up. So, the purpose is to address yourself to the situation which is of recent occurrence, and the idea behind the rules is that the recent occurrences should be taken up because these are matters of public interest. Other

matters can also be brought up by other means.

لیکن اس particular motion کے لیے اگر آپ relaxation چاہتے ہیں۔ تو آپ کسی مناسب وقت پر یہ موشن and if this is the sense of the House relaxation کے لیے move کر دیں۔

and if the House so decides I will abide by the decision of the House.

پروفیسر خورشید احمد: ویسے تو Heavy Water کا مسئلہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: تو آج آپ اس کو پڑھ لیں۔

ADJOURNMENT MOTION Re: ATTACK ON THE DAILY 'MARKAZ' - ISLAMABAD

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں ایک نہایت ہی اہم اور فوری مسئلے پر تحریک التوا پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آج صبح اڑھائی اور پونے تین بجے کے درمیان وفاقی دارالحکومت سے شائع ہونے والے روزنامہ "مرکز" کے دفتر پر جب اس کی لوکل کاپیاں چھپ رہی تھیں، پچیس تیس مسلح نقاب پوشوں نے حملہ کر کے اخبار کے چھاپہ خانوں کو مکمل طور پر دستی سڑدل بموں کے ذریعے آگ لگا کر برباد کر دیا۔ حملہ آور یہ نعرے لگاتے ہوئے فرار ہوئے کہ اب بے نظیر کے خلاف لکھ کر دیکھو اور اس کے آگے کا حشر بھی یہی ہوگا۔ یہ واقعہ جمہوریت کے منہ پر ایک طمانچہ اور آزادیٔ صحافت کو طاقت کے بل پر کچلنے کی ایک کوشش ہے جسے معمول کی کارروائی روک کر فوری طور پر ایوان میں زیرِ بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی طارق صاحب آپ بھی اسی کی تائید کرتے ہیں یا آپ اپنی موشن پڑھنا چاہیں گے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جیسے آپ حکم دیں جناب۔

جناب چیئرمین: آپ کی تحریک اس سے مختلف ہے؟

جناب محمد طارق چوہدری: تھوڑی مختلف ہے۔

جناب چیئرمین: پڑھ دیں پھر آپ۔

جناب محمد طارق چوہدری: شکریہ جناب۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ ۲۲ فروری کو اسلام آباد بلیو ایریا میں واقع روزنامہ "مرکز" کے دفتر پر درجنوں مسلح افراد نے حملہ کیا۔ پریس کو جلا ڈالا۔ توڑ پھوڑ کی اور دھمکیاں دیتے ہوئے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اسلام آباد کے شفاف ترین علاقے میں پارلیمنٹ بلڈنگ اور ایوان صدر سے صرف آدھ کلومیٹر کے فاصلے پر اس دیدہ دلیری کے ساتھ اخبار کے دفتر پر حملہ آور ہونا اور پھر ان کا آسانی سے فرار ہو جانا انتہائی تشویش کا باعث ہے۔ لہٰذا اس اہم مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: جناب مولانا صاحب۔

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ فوری نوعیت کے حسب ذیل معاملہ کو زیر غور لایا جائے۔ روزنامہ "مرکز" اسلام آباد پر جو پارلیمنٹ کے عین سامنے روڈ پر واقع ہے۔ رات حملہ کیا گیا، پریس جلا دیا گیا، مشینری اور ملحقہ شعبے جل کر خاکستر ہو گئے یہ آزادی اظہار رائے اور صحافت پر شدید حملہ ہے۔ براہ کرم اس معاملہ کو زیر غور لایا جائے۔

Mr. Chairman: Prof. Sahib speak briefly just on the admissibility, please.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! سب سے پہلے جس پہلو کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ یہ فی الحقیقت قومی اہمیت کا مسئلہ ہے۔ صحافت کی آزادی جمہوریت کے فروغ اور ترقی کے لیے ایک بنیادی ضرورت ہے۔ موجودہ حکومت نے بار بار اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ صحافت کی آزادی کی علمبردار ہے اور جمہوری اقدار پروان چڑھانا چاہتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اختلاف رائے جو بھی ہو وہ دلیل کے ساتھ بیان کیا جائے۔ قوم کو متوجہ

لیا جائے اور جو بھی فیصلہ قوم کرے اسے قبول کیا جائے ۔ یہی جمہوریت ہے ۔ اس میں بنیادی حقوق کا تحفظ بنیادی آزادیوں کا تحفظ بے حد اہم ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ماضی میں اس نوعیت کی غلطیاں لوگوں سے نہیں ہوئیں ۔ لیکن ایک غلطی دوسری غلطی کے لیے وجہ جواز نہیں بن سکتی ۔ اس لیے یہ بڑا ہی قومی اہمیت کا مسئلہ ہے کہ ایک اخبار جو حکومت پر تنقید کر رہا ہے اسے اشتہارات بند کر کے سرکاری معاملات میں مختلف طرح بلیک آؤٹ کر کے اور پھر تشدد کو اس مقام تک پہنچا کر کہ حملہ آور ہُوا جائے پریس کو جلایا جائے ۔ threat کیا جائے اور threat اس کو نہیں بلکہ ان سب کو کہ جو اختلافی راستہ اختیار کر رہے ہوں ۔

جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ اسلام آباد میں security measure s ہیں ۔ ہم میں سے جو بھی داخل ہوتا ہے ۔ اسلام آباد میں وہ جانتا ہے کہ ماریپین لیے ہوئے یہ لوگ کھڑے ہوتے ہیں ۔ غیر مضرت رسان گاڑیوں کو دیکھا جاتا ہے ۔ لیکن یہ کیسا سیکورٹی کا نظام ہے کہ ایک ایسے علاقے میں جو گورنمنٹ ایریا ہے ۔ ایک بڑی گاڑی آتی ہے جس میں مسلح افراد ہیں ۔ نعرے لگاتے ہیں ۔ جلاتے ہیں اور کوئی ان کو روکتا نہیں ہے ۔ یہ قومی اہمیت کا ایک مسئلہ ہے اور اس کا تعلق دارالخلافے سے ہے اس کا تعلق صحافت کی آزادی سے ہے اس کا تعلق جمہوریت کے مستقبل سے ہے ۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس پر دو آراء نہیں ہو سکتیں ۔ یہ واقعہ recent occurrence کا بھی ہے ۔ ابھی کل یہ واقعہ ہوا ہے ۔ اور ہم نے کوشش کی ہے کہ فوری طور پر اس ایوان میں اس کا نوٹس لیا جائے ۔ میں خود وہاں پر گیا ہوں کل تقریباً ڈیڑھ بجے دن کو وہاں پر گیا ہوں ۔ اور میں نے دیکھا ہے اور مجھ سے پہلے متعدد دوسرے دوست جاکر اس کو دیکھ آئے ہیں ۔

جناب والا ! اس کا تعلق مرکزی حکومت سے بھی ہے ۔ اس لیے کہ یہ دارالخلافے میں واقعہ ہوا ہے ۔ لوگ یہی کہتے ہیں کہ اس کی مرضی سے ہوا ہے ۔ لیکن میں اس حد تک نہیں جاتا کہ escalation ہو جائے ۔ بات پوری طرح سامنے آئے ۔ لیکن دارالخلافے میں یہ واقعہ ہونا فی الحقیقت ایک بڑی serious چیز ہے ۔ اس بنا پر جتنی بھی ٹیکنیکل وجوہ ہیں ۔ اس کے لیے کسی بھی legislation کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ کسی کی ذات پر حملہ نہیں ہے صدر کی پالیسی اور کی ۔ وہ تمام جو ضروریات ہیں ایک تحریک التوا کی وہ بدرجہ اتم اس کے اندر پوری ہوتی ہیں ۔ اس بنا پر میں سمجھتا ہوں جناب والا ! کہ اس کو آپ ایڈمٹ کریں اس پر غور

[Prof. Khurshid Ahmed]

کریں اس طرح ہمیں ایک غلطی کی اصلاح ہی کے لیے نہیں بلکہ ملک میں صحافت کی آزادی کے تحفظ کے لیے ایک اچھی روایت قائم کرنے کا موقع ملے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب والا! میں پروفیسر صاحب کی تائید کرتا ہوں۔ صرف اتنے اضافے کے ساتھ کہ مرکز اخبار کے مالک جو ہیں وہ یونیورسٹی کے زمانے میں میرے کلاس فیلو تھے اور تب سے میں ان کو جانتا ہوں۔ اس وقت بھی پیپلز پارٹی کی حکومت ہوتی تھی۔ اور وہ سٹوڈنٹ تھے اور تب بھی ان کا پیپلز پارٹی کے ساتھ اختلاف رائے تھا اور ایک روزنامہ کا مالک بننے کے بعد بھی ان کا قدرتی رجحان جو ہے وہ اس طرف نہیں ہے جو ہماری یہاں پر مرکزی حکومت ہے یہاں سے نکلنے والے دوسرے روزنامے جو مرکزی حکومت کی حمایت کرتے ہیں دوسرے لوگ تو ان کو جلانے کے لیے نہیں جاتے ہیں اور اگر اس کا مخالف اخبار جلایا جاتا ہے تو ضرور اس کی کوئی وجہ ہے اور میں درخواست کروں گا کہ اس کو ایڈمٹ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی مولانا سمیع الحق صاحب، مختصراً ارشاد فرمائیں۔

مولانا سمیع الحق: جناب والا! میں بھی ان خیالات کی تائید کرتا ہوں جو میرے فاضل دوستوں نے اس تحریک کے بارے میں ظاہر کیے ہیں ایک طرف تو گویا ملک میں ٹرسٹ کے نام سے اخبارات ہیں جن کو کھلی چھٹی ہے اور وہ مسلسل کردار کشی پر لگے ہوئے ہیں اور روزانہ نئے نئے سکینڈل قومی سطح کے قائدین کے بارے میں وہ شائع کر رہے ہیں اور اُن کو منشیات اور ہیروئن میں ملوث کیا جا رہا ہے اگر ان کو اس طرح کھلی آزادی حاصل ہے جس کے بارے میں محترمہ وزیر اعظم صاحبہ نے پہلی تقریر میں قوم کو مژدہ سنایا تھا کہ پریس ٹرسٹ کو ختم کر دیا جائے گا لیکن پھر اسی پریس ٹرسٹ کو لوگوں کی عزتوں سے کھیلنے کے لیے نئی زندگی دی گئی ایک زمانے میں "مشرق" پشاور کے بارے میں جب بھٹو مرحوم کا دورہ تھا ایک پارٹی نے صرف مظاہرے کا اعلان کیا تھا اس کے بارے میں برسر اقتدار پارٹی کی طرف سے قومی اسمبلی میں طوفان مچا دیا گیا تھا تو اس وقت بالکل پارلیمنٹ کے سامنے اگر ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں تو کسی وقت یہ غنڈے نعرے لگاتے ہوئے سینیٹ میں بھی داخل ہو سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ بھٹو جیئے کا نعرہ لگاؤ گے تب پاکستان میں رہ سکو گے کیونکہ یہ بالکل پارلیمنٹ کے پڑوس کا معاملہ ہے اور ایسے

شب خون مارنا اور نعرے لگاتے ہوئے ایک اخبار کو تباہ و برباد کرنا . . . . اس کا جرم کیا تھا وہ ایک اپنا موقف پیش کرتا رہتا تھا وہ اسلامی جمہوری اتحاد کا باقاعدہ آرگن بھی نہیں ہے اس کے ضمیر اور اس کی صوابدید کی ایک بات تھی وہ اسلامی جمہوری اتحاد کی خبروں کو شائع کرتا تھا اور اس کو سزا اس حد تک دی گئی اگر اس کی کوئی بات غلط تھی یا وہ ہتک عزت کا مرتکب ہوتا تھا یا غلط خبریں شائع کرتا تھا تو اس کے لیئے عدالت کا دروازہ کھلا تھا حکومت فوراً عدالت میں وہ کیس پیش کر سکتی تھی یہ طریقہ اگر ملک میں چل پڑا تو میرے خیال میں یہ جمہوریت وغیرہ جو برائے نام سی ہے نام نہاد جمہوریت، مونث جمہوریت یہ شاید آگے جمہوریت صاحبہ کہیں گے تو یہ جمہوریت صاحبہ یہ مونث جمہوریت شاید یہیں دم توڑ جائے اس لیے اس معاملے کا آپ سختی سے نوٹس لیں۔

جناب چیرمین: شکریہ جی۔ میرے خیال میں اس کو ہم کل لے لیں گے جب جاوید صاحب موجود ہوں گے اور انہیں مہربانی کر کے یہ کہہ دیں کہ وہ کل تشریف لائیں۔ کل سیشن ہے

مولانا سمیع الحق: کل تو چھٹی ہے جی۔

Mr. Chairman: No, I think we will have to continue because we intend to continue upto the 28th. So, tomorrow there will be a session but the session will be in the evening.

سید فصیح اقبال: ایسے معاملات میں اگر حکومت نے توجہ نہ دی تو اور شہروں میں بھی ایسے واقعات رونما ہو سکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اسلام آباد کی انتظامیہ کو خوراً مستعفی ہونا چاہیئے اتنا بڑا واقعہ ہوا اور اب تک کسی کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پریس کی آزادی نہیں جمہوریت کے عمل کو بھی روکنے کے مترادف ہے کوئی جمہوری پروسیس بغیر پریس کی آزادی کے نہیں چل سکتا میری گزارش یہ ہے کہ اگر آج اس مسئلے کو آپ لے لیں کیوں قومی اہمیت کے علاوہ یہ ملک کے ایک ایسے آزاد پریس کا مسئلہ ہے جس میں کسی بھی صحافی کو آزادی سے کام کرنے کا موقع نہیں ملے گا اگر یہ دھونس دھاندلی جاری رہی ——— پچھلے دنوں کوئٹہ میں "اخبار جنگ" کے دفتر پر حملہ ہوا تو ہماری صوبائی حکومت کے چیف منسٹر نے ۲۴ گھنٹے میں ان لوگوں کو گرفتار کیا ان پر کیس چلایا گیا۔ محسوس ہوتا ہے کہ اس آزادی کا صحیح طور ہمارے صوبے میں ——— اگر اس قسم کے معاملات میں جہاں صدر مملکت رہتے ہیں وزیر اعظم ہے ایک منتخب حکومت ہے ۴۸ گھنٹے ہو گئے ہیں اب تک انتظامیہ

کا کسی قسم کا کوئی کارروائی نہ کرنا یہ حکومت کی ناکامی کا ثبوت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ واقعی ملک کی آزادی میں تمام صحافیوں کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا جمہوریت کی طویل جدوجہد میں ایک پارٹی اپنا نام لے رہی ہے اس میں پورے پاکستان کا حصہ ہے اس میں صحافیوں نے بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آزادی سلب کرنے کی ہر کوشش کو ہمیں condemn کرنا چاہئیے پورے ایوان میں اس کی مذمت کرنی چاہیئے کیوں کہ ہر اخبار کو اپنی آزاد پالیسی چلانے کا آئینی حق بھی ہے اور یہ اخبار کی پالیسیاں ان کی اپنی صوابدید پر چلتی ہیں ان کو کسی طرح سے جبر کے ساتھ تشدد کے ساتھ دبایا نہیں جا سکتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کو آپ آج ہی لیں اور منسٹر صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے ان کی ECNEC کے اجلاس میں اتنی زیادہ ضرورت نہیں تھی جتنی اس ہاؤس میں کیونکہ وہ خود بھی رات کو مرکز کے دفتر میں تشریف لے گئے ہیں لیکن اب تک ان کا بیان کسی نیشنل پیپر میں نہیں آیا مرکز میں ان کے دورے کی خبر تھی تو میں سمجھتا ہوں ان کو یہاں ہونا چاہیئے تھا۔

Mr. Chairman: Mr. Ahmed Mian Soomro.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I submit that this is a matter of very urgent public importance and of the freedom of the press which is one of our main spheres to see that the press is free. This matter may be given more importance and should be discussed today in preference to other business. Dr. Sher Afgan is all in one, incharge of all the departments. He is a doctor for every thing. So, he is here representing the other gentlemen. I think he can ably defend.

Mr. Chairman: Dr. Noor Jehan Panezai.

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: جناب والا! یہ بڑی عجیب بات ہے کہ سینیٹ میں جب بھی کوئی مسئلہ اٹھایا جاتا ہے تو اس کے متعلق وزیر کبھی بھی یہاں موجود نہیں ہوتا اور ایک، دو نئے چہروں کو لا کر بٹھا دیتے ہیں جن کو جواب تک دینا نہیں آتا ہے سب سے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ کیپیٹل میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا اس میں دو متعلقہ وزیر ہیں، وزیر اطلاعات اور وزیر داخلہ ان کو تو موقع پر ہی اپنی غیرت کی خاطر استعفیٰ دے دینا چاہیئے شکریہ!

جناب چیئرمین: دیکھیں یہ موشن ہم نے آوٹ آف ٹرن لیا ہے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! دنداء میں سے کسی صاحب نے اس کی مخالفت کی نہیں ہے جب مخالفت نہیں کی گئی ہے تو بحث کے لیے اسے منظور کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ ہم نے آوٹ آف ٹرن لیا ہے منسٹر صاحب کو اس کا باقاعدہ نوٹس نہیں تھا کہ یہ مسئلہ آج اٹھایا جائے گا لہذا مناسب یہ ہے اور انصاف کا تقاضا بھی یہ ہے کہ ان کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنا موقف بیان کریں وزیر داخلہ بھی اور وزیر اطلاعات بھی اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ کل یہاں آئیں گے، میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور یہ آزادی صحافت سے تعلق رکھتا ہے تو کل انشاء اللہ اس کو لے لیں گے۔

جناب احمد میاں سومرو: آج شام کو لے لیں۔

Mr. Chairman: In the afternoon I do not want to disrupt the proceedings on the foreign policy debate.

Mr. Ahmed Mian Soomro: This is a more important matter.

Mr. Chairman: It is important, we will take it up tomorrow.

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین! حکومت کی طرف سے بھی تو کوئی یقین دہانی کرائیں کہ اس سلسلے میں حکومت کیا کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ کے خیالات انہوں نے سن لیے ہیں وہ بتا بھی دیں گے تو اس کو ہم کل لیں گے۔

We will take it up tomorrow and I am sure Dr. Sahib you will convey it to the Minister concerned that this is an important matter and they should be here tomorrow.

مولانا سمیع الحق: پوائنٹ آف آرڈر، جناب چیئرمین صاحب یہ بھی اسی طرح ایک معاملہ ہے کہ قومی اور فوری نوعیت کے معاملات کے ساتھ ان کی دلچسپی کا یہ حال ہے کہ رات آپ نے باقاعدہ ہدایت جاری کی تھی لوڈ شیڈنگ کے بارے میں وزیر صاحب کل ضرور تشریف لائیں یہ سارا ریکارڈ پر ہو کا کہ وہ تشریف لائیں اور لوڈ شیڈنگ کے بارے میں کچھ بیان دے دیں، آج اس مسئلے کو چوتھا دن ہو گیا ہے، کال اٹینشن نوٹس کے ساتھ اتنی بے اعتنائی کہ پورا ملک جل رہا

[Maulana Samiul Haq]

ہے اور مختلف گرڈ سٹیشن کام چھوڑ چکے ہیں تباہ ہو گئے ہیں مختلف گرڈ سٹیشن ختم ہوتے جا رہے ہیں جب پورے ملک پر اندھیرا چھا جائے گا اور یہ قیامت جب آجائے گی تو اس کے بعد منسٹر جواب دیں گے روم جل رہا ہے اور نیرو بانسری بجا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب ہمیں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وزیر صاحب کل تشریف لائیں گے آج وہ ایکنیک کی میٹنگ میں معروف ہیں۔

مولانا سمیع الحق: جناب والا کل تو چھٹی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں کل چھٹی نہیں ہے، جو پروگرام ہمیں دیا گیا ہے اس کے مطابق ۲۸ تک ایوان کی کارروائی جاری رہے گی۔ روزانہ انشاء اللہ، تو اب میرے خیال میں تقریباً تحریک التوا کا ختم ہونے والا ہے، اب ہم فارن پالیسی پر بحث شروع کرتے ہیں تو آج کیا خیال ہے بولنے والے بہت ہیں وقت ہمارے پاس کم ہے تو اس پر آج کوئی قدغن لگائی جائے۔

اخوانزادہ بہرہ ورسعید: جناب قدغن کیا لگانی ہے کوشش کریں گے کہ کم وقت لیا جائے۔

جناب چیئرمین: اگر ایوان کی یہی مرضی ہے تو میں ایوان کی مرضی کے مطابق چلوں گا بہرہ ورسعید صاحب۔

FURTHER DISCUSSION ON THE FOREIGN POLICY

اخونزادہ بہرہ ورسعید: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ میں جناب چیئرمین صاحب کا بڑا مشکور ہوں وزیر خارجہ صاحب اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: ان کی جگہ ملک قاسم صاحب ہیں وہ نوٹس لیں گے۔

اخونزادہ بہرہ ورسعید: ملک صاحب نوٹس لے رہے ہیں ٹھیک ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے ملک کی خارجہ پالیسی کا جو نقشہ پیش کیا ہے اس سے کم از کم میں مطمئن نہیں ہوں جناب والا! کسی ملک کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے لیے دیگر عوامل کے علاوہ تین عوامل کی طرف ضرور توجہ دینی چاہیئے۔ نمبر ۱۔ اس ملک کا جغرافیائی محل وقوع نمبر ۲۔ اس ملک کی اقتصادی حالت نمبر ۳۔ اس ملک کی اندرونی حالت۔ اور اندرونی حالت کے متعلق حضرت قائداعظم صاحب نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلمان ایک غیرت مند معاملہ فہم مدبر قوم ہے مگر

کسی کام کو کرنے سے پہلے اسے اپنے گھر کی طرف دیکھنا چاہیئے کہ آیا اس کا گھر درست ہے۔

جناب والا! ہماری خارجہ پالیسی کے ضمن میں سب سے پہلے میں اپنے ملک کی جغرافیائی پوزیشن پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے کی کوشش کروں گا ایک طرف ہمارا عظیم با اعتماد دوست چین ہے جو ہر آزمائش کی گھڑی میں ہمارے ساتھ پوری طرح آگے بڑھا ہے۔ اس کے علاوہ افغانستان کا ملک ہے۔ جس نے روز اول سے جب پاکستان کی درخواست اقوام متحدہ میں پیش ہوئی تو پاکستان کے ممبر بننے کی مخالفت کی تھی اور پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا جو جو بھی حکمران افغانستان میں آئے گو کہ وہ ہمارے ایک صوبے کے بڑے آدمی کے بھائی بنتے رہے مگر وہ پاکستان کے بھائی نہ بنے اور ہمیشہ پاکستان کی مخالفت کی۔ تیسری طرف ہمارے ساتھ ایران ہے۔ ایران میں پہلے شہنشاہیت تھی اس کے ساتھ بھی ہمارے تعلقات اچھے تھے اس کے بعد اب امام خمینی صاحب کی حکومت ہے اور ہمارے تعلقات روز بروز ان کے ساتھ خوشگوار ہوتے جا رہے ہیں۔ چوتھی طرف ہمارا ایک ازلی دشمن جس کو ہم ہندوستان کہتے ہیں جس نے کبھی بھی پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا اور جس کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے چاہے وہ خواہش مہاتما گاندھی کی تھی چاہے یا وہ پٹیل کی تھی چاہے نہرو کی تھی یا اندرا کی تھی چاہے اب راجیو کی ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے پاکستان اس صفحہ ہستی سے خدانخواستہ مٹ جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم ہمارے ایک بہت ہی با اعتماد دوست جس کو میں تو کم از کم اپنا با اعتماد دوست تسلیم نہیں کرتا لیکن اس کی بھی یہ خواہش ہے کہ ہم ہندوستان کے تابع مہمل بن جائیں جس طرح سے سری لنکا بھوٹان مالدیپ اور دو اور ممالک جس کو یہ سارک ممالک بھی کہتے ہیں۔ بن چکے ہیں۔

جناب یہ ہماری جغرافیائی حالت ہے۔ اس وقت افغانستان میں جو حالت ہے میں یہی کہوں گا کہ روس کی افواج اگرچہ خود وہاں پر نہیں ہیں مگر وہ سارا سازو سامان اس وقت بھی پاکستان کے دروازے پر دستک دے رہا ہے وہی سکڈ میزائل ہیں وہی ان کے انسٹرکٹرز ہیں وہی ان کا سب کچھ وہاں موجود ہے اور اب تو ہمارے بہت مہربان دوست ہندو پائلٹ سکھ پائلٹ اور ان کے انسٹرکٹرز بھی وہاں افغانستان میں موجود ہیں جو وہاں کے گیرژن کا ساتھ دے رہے ہیں۔

[Akhunzada Behrawar Saeed]

جناب والا! پاکستان کی طرف اگر روس یا امریکہ یا اور دیگر ممالک توجہ دے رہے ہیں تو وہ اس لیے نہیں کہ یہ ایک اسلامی ملک ہے اس میں ۱۰ کروڑ آبادی ہے اس کی جغرافیائی حالت جس طرح سے میں نے عرض کی ان ممالک میں یہ گھرا ہوا ہے بلوچستان کا علاقہ جس میں کراچی پورٹ قاسم جیسی ہیکھی دو بندرگاہیں بن سکتی ہیں۔ ایسی جگہ پر واقع ہے جہاں سے گلف سٹیٹس تک رسائی ہو سکتی ہے اس لیے دور دراز ملک جو کہ سپر پاور بھی ہے اس کا اگر پاکستان کے ساتھ interest ہے تو اس لیے بھی ہے کہ خدانخواستہ اگر پاکستان پر کسی کسی غیر ملک کا قبضہ ہو یا ایسے ملک کا قبضہ ہو یا پاکستان ایسے ملک کے زیر تسلط آجائے جس سے وہ گلف تک پہنچ کر گرم پانی تک پہنچ کر تیل کی سپلائی بند کرے تو کم از کم یورپ کے سارے ممالک سردی سے ٹھٹھر ٹھٹھر کر مر جائیں گے۔ وہاں کے کارخانے اس کے علاوہ ہیں لیکن ان کے لیے جو ایندھن درکار ہے اس کا بھی اسی پر انحصار ہے۔ پاکستان کی دوستی کا اگر کوئی دم بھرتا ہے تو ہم پر احسان نہیں کرتا اس کو ہماری ضرورت ہے اور اگر ہم اس کے ساتھ دوستی کرتے ہیں تو ہمیں بھی اس کی ضرورت ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں دوست کون ہے ہم مشرقی ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! مشرق کے لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جس کے ساتھ دوستی بناتے ہیں تو پھر وہ نبھاتے بھی ہیں لیکن بدقسمتی سے یہ عادت مغرب میں نہیں ہے اس کی دوستی اس حد تک ہے جس حد تک اس کا مقصد پورا نہیں ہوتا جونہی اس کا مقصد پورا ہوا وہ پیٹھ موڑ لیتے ہیں۔

جناب والا! پاکستان کی جو اہمیت ہے وہ ہم نے واضح کر دی۔ جب روس سوا لاکھ فوج کے ساتھ افغانستان پر یلغار کرتے ہوئے آیا اور طورخم تک پہنچا اور افغانستان کے غیور باشندوں کے پاس ڈنڈوں اور پرانے زمانے کی بندوقوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا اور اگر یہ سینیٹ والے میرے ساتھ شامل ہوں تو میں اس عظیم شہید جنرل ضیاءالحق کو سلام کرتا ہوں اس نے تن تنہا اپنے جرنیلوں کو ساتھ لے کر فیصلہ کیا کہ روس اس سے آگے نہیں بڑھے گا اور اس نے کر کے دکھایا ۱۹۸۳ء تک جناب چیئرمین صاحب کسی ملک نے بھی ہماری مدد نہیں کی کوئی اسلحہ نہیں بھیجا افغانستان کے غیور لوگوں کو کسی قسم کی تربیت نہیں دی لیکن ۱۹۸۳ء کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ افغانستان والے مرنا بھی جانتے ہیں اور اپنے ملک کو بچانا بھی جانتے ہیں اور دوسروں کو ختم کرنا بھی جانتے ہیں

تب جا کر وہ آگے بڑھے ان کو یقین ہو گیا ہمارے کسی جرنیل نے کہا تھا۔

If I were a Russian General, I would have safely walked through the warm water.

اب ان کو یقین ہو گیا تھا کہ اب کوئی ایسا جنرل نہیں ہوگا جو بڑے آرام سے گرم پانیوں کی طرف بڑھ سکے گا۔ جناب والا! اگر کوئی ہمارے ساتھ یہیں لین دین کرتا ہے یا ہماری طرف توجہ دیتا ہے تو وہ اس کی ہم پر مہربانی نہیں ہے۔

جناب والا! میں ایک چیز کو ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں، اور دوستوں میں بیٹھ کر اس پر بات کرتا رہتا ہوں کہ اور آج میں پھر یہی کہوں گا کہ ہمیں دو دعوت نامے آئے دو سپر طاقتوں کی طرف سے، ہمارے پہلے وزیر اعظم کے نام، انہوں نے ایک دعوت نامے کو قبول کیا اور دوسرے دعوت نامے کو ٹھکرایا۔ یہ غلطی کی، وہ ان کو بھی نبھا سکتے تھے اور ان کو بھی نبھا سکتے تھے، بلکہ میں یہ کہوں گا کہ جو دوسری طاقت تھی، جس کے دعوت نامے کو ٹھکرایا گیا، وہ تو ہمارے پڑوسی ہیں اور پڑوسی کا حق سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور میں جناب سمیع الحق صاحب کا یہ فقرہ ہرگز قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ اگر روس کے قریب ہم ہو گئے تو ہم ملحد ہو جائیں گے۔ ہم کمیونسٹ ہو جائیں گے، ہم خدا کے منکر ہو جائیں گے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس میرے ملک میں، اس وقت جتنے ملحد ہیں یا کمیونسٹ ہیں کیا ان کو روس نے ایسا کر دیا ہے۔ روس میں اس وقت جتنے مسلمان ہیں، میں نے خود پچھلے سال ماسکو میں عید کے دن کوئی ڈھائی ہزار کے مجمع کو نماز پڑھتے دیکھا،

مولانا سمیع الحق: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! اخونزادہ صاحب ریورس گیئر لگا گئے ہیں۔ ان کی اچھی خاصی تقریر جاری تھی، میرا سہارا لے کر انہوں نے اپنی گاڑی پیچھے کو لانی شروع کر دی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! یہ گاڑی جو ہے یہ ریورس بھی چلتی ہے اور آگے کو بھی چلتی ہے۔ اس پر آرام سے بیٹھیں، اس کو چلنے دیں اگر آپ کو ریورس گیئر برا لگتا ہے تو پھر آپ اتر جائیے۔ جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا۔ کہ اس وقت جو پالیسی بن

[Akhunzada Behrawar Saeed]

گئی، اور ہمارا ناتا ایک ایسے ملک کے ساتھ جو ہم سے ہزاروں میل دور تھا جوڑا گیا۔ اس نے ہمارے ساتھ ایک معاہدہ بھی کیا، حضور، چیئرمین صاحب! یہ معاہدہ ۱۹۵۴ء کا معاہدہ ہے۔ اس میں ۱۹۴۹ اور ۱۹۵۱ کے ایکٹ کا تذکرہ تو ضرور ہے مگر اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ مگر اس معاہدے کو جب ہم پڑھتے ہیں اور خاص کر آپ کی اجازت سے اگر میں اس کی ایک دو شقیں آپ کو سنا دوں تو آپ یہ دیکھ لیں گے کہ اس وقت کتنی مہربانی ہماری طرف ہوئی ہے۔

Mutual Defence Assistance agreement between the Government of the United States of America and the Government of Pakistan. I quote Sir;

> 'Taking into consideration the support which the Government of the United States has brought to these principles by enacting the Mutual Defence Assistance Act of 1949 as amended in the Mutual Security Act of 1959.'

اور پھر اس سے آگے جا کر جناب میں اس کی آرٹیکل کی شق (۲) پڑھ کر سناتا ہوں۔

The Government of Pakistan will use this assistance to maintain its internal security, the word **Sir, 'exclusively'** its legitimate, self-defence or to permit it to participate in the defence of the area or in United Nations collective security arrangements and measures and Pakistan will not undertake any act of aggression against any other nation. The Government of Pakistan will not without the prior agreement of the Government of United States devotes such assistance purposes other than those for which it was furnished.

یہ ہے وہ **operative clause** تین ہزار میل دور سب سے پہلے دوستی کے لیے پاکستان نے اس دوست کو چنا تھا، جس نے یہ ہمارے ساتھ agreement کیا اور پھر اس کا کردار، برا نہ منائیں، کیا رہا، ۱۹۶۲ یا ۱۹۶۳ میں جب ہندوستان اور چین کی گڑ بڑ ہوئی تو ہم سے درخواست کی گئی کہ اس کو کہیے یا ہمیں حکم دیا گیا کہ آپ اس وقت کشمیر میں کوئی مداخلت نہ کریں۔ ہندوستان کی اس کمزوری سے کوئی فائدہ نہ اٹھائیں۔ کیونکہ اس وقت ہم اس پوزیشن میں تھے۔ کہ ہم کشمیر کو occupy کرتے اور انہوں نے (نہرو)

اس کو اتنا exploit کیا کہ United States of America کی ساری فوجی امداد ہندوستان کی طرف چل پڑی اور پاکستان کے لیے وہ امداد بند ہو گئی، اور جناب والا! اس کے بعد جب ۱۹۶۵ء میں جنگ شروع ہوئی تو اس وقت ہمیں یہ کہا گیا کہ اس کلاز کا مطلب یہ ہے کہ جب پاکستان پر کوئی کمیونسٹ ملک حملہ آور ہو تو اس وقت ہم پاکستان کی مدد کے لیے سوچیں گے۔ اور ہماری رہی سہی جو مدد تھی، وہ بھی روک دی گئی۔ اور ہمیں کہا گیا کہ جو اسلحہ ہم نے دیا ہے، اسے آپ نے ہندوستان کے خلاف استعمال نہیں کرنا ہے پھر معاہدہ تاشقند عمل میں آیا۔

اب جناب، پھر میں اس سے آگے جا کر ۱۹۷۱ء کے معاملہ کی طرف آتا ہوں۔ اس دوران آپ دیکھیے، ۱۹۷۱ء میں اس ہمارے دوست نے، جس پہ ہم نے اتنا اعتماد کیا، جس کی خاطر ہم نے ایک عظیم سپر پاور کو ٹھکرایا، جس کے لیے ہم نے سپر پاور کو مجبور کیا کہ ہمارے ازلی دشمن کے ساتھ وہ دوستی کرے۔ جناب چیئرمین صاحب!

۱۹۷۱ء میں اس دوست نے جو رول ادا کیا اس کے بارے میں، میں اتنا کہوں گا کہ

"ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو"

آخر کار وہی ہوا، جو "وہ" اس کے ساتھ "وہ" اور روس اور بھارت چاہتا تھا وہ ہوا۔ اور پھر جناب، دیکھیے موازنہ کیجیے، میں وہ بھی آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

اس حملے سے پہلے روس نے ہندوستان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا، میں جناب کی اجازت سے اُسی معاہدہ میں سے کچھ اقتباسات پیش کروں گا اور اس میں آپ دیکھیے کہ فرق کتنا ہے؟ اُس دوست کا اس دوست کے ساتھ، اور اِس دوست کا اِس دوست کے ساتھ اور اس دوست کا ہمارے ساتھ، جناب والا! روس کے اس ایگریمنٹ میں جو کہ ہندوستان کے ساتھ ہوا ہے میں وہ شق نمبر ۶ پڑھتا ہوں۔

"Attaching great importance to economic, scientific and technical cooperation between them, the high contracting parties shall continue to strengthen and widen their mutually advantageous and all-round cooperation in these fields_ and also to expand their cooperation in the fields of trade, transport and communications on the basis of the principles of equality, mutual advantage and the most forward nations' principle. In compliance with the existing agreement, and special agreement with neighbouring

[Akhunzada Behrawar Saeed]

countries as it is stipulated in the trade agreement between the union and Sir, I pass on to eighth clause and I quote:

"In accordance with the traditional friendship established between the two countries each of the high contracting parties solemnly declare that it shall not enter into or participate in any military alliance directed against other party."

کہاں ہم اور کہاں ہمارا وہ دوست جو ہمیں یہ کہتے ہیں کہاں یہ ہمارا دشمن جو ہمارے دشمن کے ساتھ contact کرتا ہے آگے جناب میں اس کے ایک دو پیراگراف اور بھی پڑھوں گا میں 9Th پڑھتا ہوں۔

"Each of the high contracting parties undertakes to refrain from giving any assistance to any third party".

اس میں فرق دیکھیئے اس میں کہتے ہیں آپ کو جو ہم نے اسلحہ دیا آپ استعمال نہ کیجیے۔ اِس کو کہا ہے کرو۔

"Undertakes to refrain from giving any assistance to any third party taking for in and on conflict with the other party in the event that any of the parties is attacked or threatened with attack the high contracting parties will immediately start mutual consultations with a view to eliminating that and taking appropriate and effective measures to ensure peace and security for their countries."

Finally, I quote, Sir :-

"The present treaty is signed for a term of 20 years and shall be prolonged automatically for every subsequent period of five years unless abrogated earlier with a notice".

جناب مَیں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے وزیرِ خارجہ صاحب نے جس نکتے پر اتنا زور دیا اور ہماری سابقہ حکومتوں نے جس انداز میں کوششیں کیں میں یہ کہوں گا کہ اللہ حسین شہید سہروردی کو جنت الفردوس میں جگہ دے اس نے جرأت کی اور ایک وفد لے کر چائنا کا دورہ کیا ورنہ ہم میں اتنی بھی جرأت نہیں تھی اور چائنا کے ساتھ ہمارے تعلقات استوار کئے حالانکہ گو اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ چائنا پالیسی کا فاونڈر کوئی اور ہے مگر وہ تاریخ کو غلط نہیں کر سکتے۔ تو جناب والا! یہی تو ہمارے دوستوں کے تعلقات

ہیں اور یہی ہمارے دوستوں کا وہ سلوک ہے اب میں جناب ایک کلاز جو پاک ہندوستان کے ایگریمنٹ میں ہے اس کو پڑھتا ہوں وہ آرٹیکل نمبر ۶ ہے -

"In the interest of their mutual security the Government of Pakistan will cooperate with the Government of the United States in taking measures designed to control trade with nations which threaten the maintenance of world peace."

ہم پر کتنی پابندی لگائی جاتی ہے کہ کسی کے ساتھ تجارت نہیں کریں گے جہاں ان کے نقطۂ نگاہ سے اس ملک کی تجارت کو نقصان پہنچتا ہے لیکن وہاں سے اسلحہ کس قیمت

پر اور کس مقدار سے ہندوستان کو ملتا ہے ٹیکنالوجی ملتی ہے ایگریمنٹ ہوتا ہے اور جو کچھ اس کے بس میں ہے اُس کو دیا جاتا ہے اور ہندوستان روز بروز طاقتور بنتا جا رہا ہے -

اب میں اس مسئلہ پر آپ کی توجہ ہندوستان کی طرف مبذول کراؤں گا- ہندوستان جیسے میں نے عرض کیا ہے ہمارا ازلی دشمن ہے اسلحے کا انبار لگا رہا ہے خود بھی بنا رہا ہے سارے ممالک سے بھی خرید رہا ہے کیوں؟ کس ملک سے اس کو خطرہ ہے سری لنکا سے خطرہ ہے وہ وہاں پر ہندوستانی اس کے under ہے - مالدیپ سے خطرہ ہے؟ وہاں سازش کر کے فوج بھیج دی- بنگلہ دیش سے خطرہ ہے؟ وہاں پہ چٹاگانگ والوں کو اٹھایا اور ہم سے کاٹ کر علیحٰدہ کر دیا- اب بھوٹان اور نیپال کی شہ رگ کو پکڑا ہوا ہے- باقی رہے ہم، یہ سارا انبار اسلحہ کا ہمارے لیے لگایا جا رہا ہے اور ہمیں ہدایت کی جاتی ہے اور اس پر خوشی منائی جاتی ہے کہ ہمارے وزیر اعظم صاحبہ نے یہ undertaking دی ہے کہ وہ ہندوستان کے ساتھ تعلقات خوشگوار کرتی رہے گی میں جناب کی توجہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی سینیٹ کی ایک قرارداد کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور اس ہاؤس کو بھی متوجہ کرتا ہوں - ۱۶، نومبر کے انتخابات کے بعد یہ ہمارا دوست اِس ملک میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہا ہے وہ کیوں؟

جمہوریت کے نام پر (ملک صاحب کہیں تشریف لے گئے ہیں یہ تو بُری بات ہو گئی - - - -)

مولانا سمیع الحق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب بہرہ ور سعید صاحب بہت بہترین تقریر فرما رہے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آج کا دن اس بحث کے لیے ہے۔ اور چالیس منٹ ان کو تقریر کرتے ہوئے ہو گئے ہیں۔ اگر ایک مقرر گھنٹوں غیر محدود تقریر کرے تو میرے خیال سے اکثر ارکان تقریر کرنے سے محروم ہو جائیں گے، لہذا آپ کچھ وقت محدود کر کے اس کی پابندی کرائیں تاکہ ہر ایک بحث میں حصہ لے سکے۔

جناب چیئرمین: بجرانی صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟ میرا خیال ہے کہ کوئی اصول بنا لیا جائے۔ پروفیسر صاحب آپکا کیا خیال ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: بیس پچیس منٹ رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب سمیٹنے کی کوشش کریں۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: میں جناب والا! یہ عرض کروں گا کہ جو میرے دوستوں نے فرمایا ہے یہ میری تقریر کے بعد اس فارمولا پر عمل کریں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: اس کا کوئی رول آپ بتا سکتے ہیں۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: نہیں جناب آپ کی مہربانی اور ان کے تعاون سے۔

مولانا سمیع الحق: وہ مہربانی حضرت کافی ہو گئی ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب یہ میری تقریر نہیں ہے فریاد ہے اور فریاد کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔

مولانا سمیع الحق: ہم بھی فریاد کرنا چاہتے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب اگر آپ نہیں چاہتے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ لیکن ایسی چیزیں ہیں جو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ میں شاید ایسی چیزیں آپ کے نوٹس میں لایا ہوں۔ اور بھی کوشش کرتا ہوں۔ جناب میں عرض کر رہا تھا کہ 16 نومبر کے انتخابات کے بعد اس ہمارے دوست یونائیٹڈ سٹیٹس نے غیر معمولی دلچسپی پاکستان کے معاملات میں لی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیوں؟ یہ ایک بڑا سوال ہے۔ میرے دوست جو بعد میں تقاریر کریں گے اس پر روشنی ڈالیں گے۔ میں یہ عرض کروں گا دو ڈپٹی فارن سیکرٹری un-scheduled آتے ہیں۔ سولارز آ رہا ہے shuttle-cocking شروع ہے زور دیا جا رہا ہے کہ فلاں کو حکومت دو اور پھر جب حکومت دی جاتی ہے تو کم از کم میری

یادداشت میں ہے کہ امریکہ کی سینیٹ میں اس جمہوریت کی تعریف کی ایک قرارداد پاس کی جاتی ہے کہ امریکہ کی سینیٹ میں کیا یونائیٹڈ سٹیٹس کو یہ علم نہیں ہے کہ یہ جمہوریت جناب جونیجو صاحب کی حکومت میں عمل میں آئی تھی ان کو یہ پتہ نہیں ہے کہ انہوں نے بیس سال کے بعد بنیادی حقوق بحال کئے تھے۔ ان کو یہ پتہ نہیں ہے کہ انہوں نے بیس سال کے بعد ایمرجنسی اٹھائی اور عدالتوں کو آزادی دی۔ یہ سب ان کو معلوم ہے یہ سب وہ جانتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ کیوں اس حکومت کی ثنا خوانی کرتے ہیں اور میں اس قرارداد کا ایک پیراگراف پڑھ کر سناتا ہوں۔ میں اپنے دوستوں سے درخواست کروں گا کہ آپ ناراض نہ ہوں وہ باتیں کرتے کرتے یہ کہتے ہیں۔

> "Whereas Prime Minister has pledged to continue Pakistan's steadfast support of freedom for the Afghan people."

This is No. 1. No. 2,

> "Has promised that Pakistan will not develop nuclear weapons......."

undertaken, given a word of honour that Pakistan will not develop a nuclear weapon, that Pakistan will become a تابع مہمل of India, it will surrender to India, it will vanish, and

> "No. 3, has undertaken initiatives to improve relations with our (fatal enemy) India"....

fatal is my word, Sir.

یہ تین شرائط ایسی ہیں جو پاکستان کی کوئی باوقار حکومت تسلیم نہیں کر سکتی اور میں پھر کہوں گا کہ شہید اعظم جنرل ضیاء الحق کو سلام کر کے، جب ان کو trade کی آفر کی گئی (کارٹر کے وقت) اس نے کہا اس سے تو مونگ پھلی بھی نہیں خریدی جا سکتی۔ وہ ڈکٹیٹر جو یونیفارم میں تھا۔ اس نے تو اس کو ٹھکرایا اور جو حکومت عوام کے ووٹوں سے آنے کا دعویٰ کرتی ہے۔ وہ undertaking دیتی ہے تین چیزوں کی۔ جبکہ ایک چیز تو ہمارے حق میں ہے لیکن میں بڑی معذرت سے عرض کروں گا کہ جب سے یہ حکومت برسراقتدار آئی ہے آہستہ آہستہ افغانستان پالیسی میں تبدیلی آ رہی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ سعودی عرب اور دیگر ممالک تو اس کو تسلیم کرتے

[Akhunzada Behrawar Saeed]

ہیں اور ہم اسے تسلیم نہیں کرتے اور اس کی جنگ لڑتے ہیں ۔ کیوں؟ کیا وجہ ہے؟ کس لیے؟ امریکہ ناراض ہوتا ہے ۔ جس دن امریکہ فیصلہ کر لے گا تسلیم کرنے کا یہاں بھی فیصلہ ہو جائے گا ۔ اور دوسری چیز ہندوستان ناراض ہوتا ہے اور تیسری چیز چند ووٹ ہیں ۔ صوبہ سرحد میں جسے وہ ضائع کرنا نہیں چاہتی ۔ ان چند ووٹوں کی اتنی قیمت ہے، اتنی اہمیت ہے کہ اس سے اگر خدانخواستہ خاکم بدہن افغان مجاہدین افغانستان میں کامیاب نہیں ہوتے تو پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ جاتا ہے اگر وہ اپنی آزادی کی جنگ لڑتے ہیں تو وہ ہمارے دفاع کی جنگ بھی لڑتے ہیں ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر جی ۔ میرے خیال میں کافی وقت ہو گیا ہے ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: آپ حکم کیجئے تو میں بیٹھ جاتا ہوں ۔ باتیں تو اور بھی کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ میں سمیٹ لیں سارا کچھ ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: پانچ منٹ میں تو بڑا مشکل ہے جناب ۔

جناب چیئرمین: دریا کو کوزے میں بند کر لیں اور ایوان کے سامنے وہ کوزہ پیش کر دیں ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! میں کیا کہوں؟ چند سوالات اٹھتے ہیں کہ کیا ہم موجودہ حالات میں اپنی خارجہ پالیسی میں کوئی ڈرامائی تبدیلی لا سکتے ہیں؟ یہ اس ایوان کے لیے قابل غور ہے ۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا ایسا کرنے سے ہمارے قومی مفاد کو نقصان پہنچے گا؟ کیا ہم دونوں سپر طاقتوں کو نظرانداز کر کے ان کے فوجی اور اقتصادی تعاون کو نظرانداز کر کے اپنی سالمیت کا دفاع کر سکتے ہیں؟ اور کیا دوردراز کی بڑی طاقت سے دوستی کی بجائے ہمسائے کے ساتھ دوستی کرنا بہتر نہیں ہوگا؟ میں جناب گورباچوف کو، جو اس وقت دنیا کا بہترین لیڈر ہے، بتاؤں کہ میں بڑا راسخ العقیدہ مسلمان ہوں اور fundamentalist مسلمان ہوں ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ملک میں، افغانستان میں، ایران میں ایسی مملکت بن جائے جو صرف اسلام کے نام سے ہو لیکن اگر وہ چین کے ساتھ دوستی کر سکتا ہے اگر وہ یورپ کے ساتھ دوستی کر سکتا ہے اگر وہ امریکہ کے ساتھ دوستی کر سکتا ہے تو کیا ہم اس کے ساتھ دوستی

نہیں کر سکتے۔ کیا یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے؟ کیا اس میں کوئی عار ہے کیا ہم متوازن پالیسی اختیار نہیں کر سکتے؟ کیا جو کچھ وہاں سے آئے گا اس پر ہم عمل کریں گے؟ کیا ہم واقعی آزاد ہیں؟ کیا جو کچھ آئی ایم ایف کہے گا وہی ہم کریں گے؟ جو ورلڈ بینک کہنے گا وہی ہم کریں گے؟ ٹھیک ہے ہم مقروض ہیں۔ ہم مجبور ہیں یہ ایشیائی ملک ہے مسلمان ملک ہے۔ ترقی پذیر ملک ہے مگر بے غیرت نہیں ہے۔ ہم مقابلہ کر سکتے ہیں ہمارے پاس افرادی قوت ہے ہمارے پاس حوصلہ ہے۔ ہمارے پاس سب کچھ ہے۔ لیکن اگر نہیں ہے تو لیڈر شپ نہیں ہے۔

جناب والا! آخر میں میں بادل نخواستہ ایک دو باتیں عرض کروں گا کہ ہندوستان جس طریقے سے اپنی نیوی بڑھا رہا ہے اور جس طریقے سے اس میں اضافہ کر رہا ہے یہ بہت بڑے خطرے کی نشانی ہے۔ اور ایک بڑے مشہور ماہر جس کا نام ایڈمرل مہان ہے جو father of modern sea strategy ہے ان کا کہنا ہے کہ ہندوستان جس طریقے سے اپنی نیوی کو بڑھا رہا ہے، اضافہ کر رہا ہے اس کی یہ کوشش ہے کہ وہ بحیرہ ہند پر مکمل کنٹرول کرے اور جس ملک کا بحیرہ ہند پر کنٹرول ہوگا سارے ساتوں کے ساتوں سمندر اس کے کنٹرول میں ہوں گے، بتائیے ہم کہاں جائیں گے سیاچین پر وہ پہلے بیٹھا ہے اب ہمارا وفد جائے گا وہ کہیں گے ٹھیک ہے بھئی سیاچین نہ تمہارا نہ ہمارا چلو یہ no man's land ایک بات تو انہوں نے منوا لی ناں، ہم کہتے ہیں ہمارا ہے، وہ کہتے ہیں کسی کا نہیں، کل کو آکر اس پر قبضہ کر لیں گے تو جناب عالی میں یہ عرض کروں گا کہ پس چہ باید کرد آج سے ۵۵ سال پہلے علامہ اقبال صاحب نے ایک آرٹیکل لکھا تھا اور اس میں یہی الفاظ لکھے تھے کہ "پس چہ باید کرد"، انہوں نے کہ

آنچہ در خاک تو است اے مرد حر آن فروش آن بنوش آن بخور

جناب! بڑے افسوس کے ساتھ میں ختم کرتا ہوں، جی جو چاہتا تھا وہ نہیں کہہ سکا مولانا سمیع الحق اور دوسرے دوستیں راستے میں حائل ہو گئے بُری طرح حائل ہو گئے، فارن پالیسی پر بات کرنے کا بہت بڑا موقع ملا تھا اور بہت دنوں کے بعد اچھا ہوتا کہ ہم کئی گھنٹے اس پر بحث کرتے، پانچ چھ دن اس کے لیے ہوتے ہم اس پر کھل کر بحث کرتے اور ہم بتاتے

[Akhunzada Behrawar Saeed]

ہمارے یہ یہ نکات ہیں لیکن جاتے جاتے آپ سے دو چیزیں آپ کی اجازت سے کہتا ہوں وہ یہ کہ اب جناب والا ! ہمارے لیے صرف ایکچارہ کار ہے — ایک یہ کہ افغانستان پاکستان اور ایران کا ایک مضبوط الحاق ہونا چاہیئے اور دوسری چیز جاہیے بی بی بینظیر کہے چاہیے ڈاکٹر صاحب کہیں چاہیے بہرہ ور سعید کہے ہمیں ایٹم بم بنانا چاہیے ، اسلامک بم بنانا چاہیئے اگر جنوبی افریقہ بنا سکتا ہے ہندوستان بنا سکتا ہے اسرائیل بنا سکتا ہے سب ممالک بنا سکتے ہیں تو صرف پاکستان ہی کیوں گنہہ گار ٹھہرے . اسلیئے کہ یہ ایک اسلامی ملک ہے ان دونوں کے بغیر ہمارے پاس جینے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے اور میں یہ کہوں گا بی بی بینظیر سے، بی بی صاحبہ کم از کم آپ اپنے والد کے وہ الفاظ تو یاد کیجئے انہوں نے کہا تھا کہ ہم گھاس کھائیں گے مگر ایٹم بم بنائیں گے آج آپ کیا کھائیں گی اور ایٹم بم نہیں بنائیں گی میں نہیں سمجھتا، میں یہی کہوں گا پیپلز پارٹی والوں سے کہ میرے دوستو آپ کی پارٹی اچھی پارٹی ہے آپ میں اچھے اچھے لیڈر بھی ہیں اس لیڈر شپ کو تبدیل کر دو پاکستان خراب ہو رہا ہے تباہ ہو رہا ہے ان کے ہاتھوں ایک خاندان کے ہاتھوں، السلام علیکم -

جناب چیئرمین : مولانا سمیع الحق صاحب مختصر ارشاد فرمائیں، آپ کے لیے دس منٹ ہیں -

مولانا سمیع الحق : ٹھیک ہے جناب، بسم اللہ الرحمن الرحیم، ایک بہت اہم مسئلے پر ایوان میں اظہار خیال ہو رہا ہے اور ہم آپس میں تو یہ سب کچھ کہتے رہتے ہیں اصل مقصد یہی تھا کہ حکومت کی ہائی کمان تک ہماری باتیں اور گزارشات پہنچ جائیں اور چاہیئے یہ تھا کہ جو اس وقت بعض پالیسیوں میں تبدیلی رونما ہونے والی ہے یا ہو رہی ہے اسکے پیش نظر خود وزیراعظم صاحبہ اس ایوان میں موجود رہتیں اور خارجہ پالیسی کے بارے میں ایوان کے ارکان کے خیالات سنتیں، مگر بدقسمتی سے معلوم نہیں ہے کیوں اس ایوان سے ان کو الرجی ہے کہ وہ سوائے چار منٹ کے اب تک ان ۶، ۷ مہینوں میں اس ایوان میں تشریف نہیں لا سکیں تو یہ براہ راست ان کے سننے کی باتیں تھیں دوسرے مرحلے پر آپ نے بہت سوچ و بچار کے بعد یہ دن طے کیا تھا تقریباً آدھ گھنٹہ اس پر گفتگو رہی تھی کہ وزیر خارجہ صاحب کب دستیاب ہوں گے تو جناب وزیر خارجہ تشریف بھی لے آئے لیکن وہ ایوان میں ہمارے خیالات سننے کے لیے موجود

نہیں ہیں نہ ان کے جو نمائندہ ہیں جو آپ فرماتے ہیں کہ وہ نوٹس لیں گے وہ بھی کچھ دیر ایسے خاموش گپ شپ لگا رہے تھے پھر چلے گئے۔

جناب چیئرمین : نہیں نہیں نمائندے موجود ہیں۔

مولانا سمیع الحق : تو یہ ایک عجیب افسوسناک صورتحال ہے میں سمجھتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب کو جان بوجھ کر بالکل لاتعلق رکھا جا رہا ہے اور وہ ایوان میں بھی آج اس لیے نہیں ہیں کہ وہ ہمارے خیالات نہ سن سکیں اور ہمیں یہی محسوس ہو رہا تھا۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب نوٹس لے رہے ہیں اور ان کو پہنچا دیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد : ڈاکٹر صاحب پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ وہ معاشی معاملات کو نہیں سمجھتے اور خارجہ پالیسی میں بھی ان کا ادراک محدود ہے اس لیے وہ صحیح طرح سے نمائندگی نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین : آفیشل گیلریز میں فارن آفس کا سٹاف موجود ہے وہ آپ کے نوٹس لے رہے ہیں۔

Dr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman, you will probably remember that before these days were fixed the convenience of the Foreign Minister was taken into account.

Mr. Chairman: Certain events take place which cannot be foreseen. Today, the Foreign Minister is engaged in a high level security meeting which of course the public interest demands that he should be present there. It is not a question of low or high level. It is an important security meeting which requires the presence of the Foreign Minister and he mentioned this yesterday and you permitted him to go. Although he said that he would be here by 11.00 but I know that the meeting has been prolonged. Maulana Sami-ul-Haq please proceed on.

مولانا سمیع الحق : بہر حال حضرت ہم پہلے بھی محسوس کرتے تھے کہ جناب وزیر خارجہ صاحب کو خارجہ پالیسی سے بالکل الگ تھلگ رکھا جا رہا ہے اور اس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ آج اس بحث کو سننے کے لیے بھی ان کو وقت نہیں مل سکا ہے میٹنگ میں بڑا اہم مسئلہ ہو گا۔ میرے خیال میں قوم کی سالمیت اور ملکی دفاع کے حالات، ملک کو درپیش ہیں تو یہاں ان کو بہرحال موجود رہنا چاہیئے تھا، اہم ترین مسئلہ جو فوری طور پر توجہ چاہتا ہے وہ افغانستان

[Maulana Samiul Haq]

کا ہے اس پر میں چند منٹ گزارش کروں گا جناب والا ! ہم نے بڑے اخلاص سے بڑی دلسوزی سے جنیوا معاہدہ کے وقت یہ سارے خدشات ظاہر کیے تھے اور ہم نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں اور بند اجلاس میں بھی جنیوا معاہدہ کی شدید مخالفت کی تھی - ہم نے کہا تھا کہ بلاوجہ آپ اپنے آپ کو ایک فریق اور جارح بنا رہے ہیں جبکہ پاکستان اس مسئلے میں فریق نہیں تھا اور روس اور مجاہدین کا مسئلہ تھا یعنی نجیب اللہ اور مجاہدین کا مسئلہ تھا- لیکن پاکستان نے اپنے آپ کو فریق بنا لیا اور روس کو جج تسلیم کر لیا ، جارح کو منصف کا مقام دے دیا پھر ہم نے کہا کہ اس جنیوا معاہدے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا اور مہاجرین واپس نہیں جائیں گے اور جنگ کا سلسلہ بدستور جاری رہے گا اور وہ ساری صورتحال ہو بہو ہمارے سامنے آگئی روس نے بظاہر بوریا بستر لپیٹ لیا اس نے دنیا میں نیک نامی تو حاصل کر لی لیکن وہ اپنی پوری قوت اور اسلحہ کے ساتھ اب بھی افغانستان میں موجود ہے اور اس ساری لڑائی اور جنگ اور جدال کی ذمہ داری پاکستان کے سر منڈھ رہا ہے اور دنیا بھر میں ایک واویلا مچا ہوا ہے کہ پاکستان جارحیت کر رہا ہے ہم نے جو خدشات ظاہر کئے وہ من و عن صحیح ثابت ہوئے ہم ۵۰ لاکھ یا ۳۰ لاکھ مہاجرین کو ان حالات میں یہاں سے اٹھا کر افغانستان میں پھینک نہیں سکتے نہ ہم مجاہدین پر اتنا کنٹرول کر سکتے ہیں کہ وہ جیتی ہوئی جنگ ہار دیں بعد اپنے گھروں میں بیٹھ جائیں اور وہ جہاد ختم کر دیں اس صورتحال میں ہمارے ہاتھ بالکل بندھے ہوتے ہیں -

دوسری صورت میں جو ہم نے موجودہ صورتحال میں فتح حاصل کی تھی اس فتح کو شکست میں تبدیل کرنے کی پالیسی پر گامزن ہیں یہ نہ صرف اس ملک کے ساتھ بلکہ تاریخ کی عظیم ترین دی گئی قربانیوں کے ساتھ غداری ہو گئی کہ ہم نے مجاہدین کی نصرت کی انصار کے جذبے کا مظاہرہ کیا اور پاکستان نے تاریخ میں ایک بے مثال کردار ادا کیا آزادی کے لیے جنگ لڑنے والی ایک مظلوم قوم کے لئے - لیکن عین وقت پر جب وہ منزل مقصود پر پہنچنے کے قریب ہو گئے ہم نے ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنے کی پالیسی اختیار کر لی ہے اب جو صورت حال سامنے آ رہی ہے اور ہماری موجودہ تبدیل شدہ پالیسی کو بھارت بھی تحسین کی نظر سے دیکھ رہا ہے اور امریکہ بھی اس کی تعریف کر رہا ہے یہ سب کچھ بے وجہ نہیں ہے - کل ٹائمز آف انڈیا نے تفصیل سے ایک اداریہ لکھا ہے جو جنگ اخبار نے نقل بھی کیا ہے اس نے لکھا ہے کہ اب افغانستان کے سلسلے میں

موجودہ حکومت کی پالیسیاں بہت بہترین ہوتی جا رہی ہیں اور حقیقت پسندی کی طرف ہم توقع کرتے ہیں کہ پاکستان کی پالیسی جا رہی ہے اور امریکی سفیر نے بھی یہی الفاظ کہے ہیں کہ بینظیر کی پالیسیاں افغانستان کے سلسلے میں بہتر ہوتی جا رہی ہیں وجہ یہ ہے کہ اس آخری مرحلے پر روس امریکہ اور بھارت تینوں اس پر متفق ہیں کہ افغانستان میں جیتی ہوئی جنگ سے اسلامی قوتوں کو کہیں فائدہ نہ پہنچے وہاں مجاہدین کی حکومت قائم نہ ہو امریکہ کی دلچسپی صرف روس کے واپس جانے اور پسپا کرنے سے تھی اور بظاہر روس چلا گیا اور اب امریکہ نہیں چاہتا کہ وہاں مجاہدین کی حکومت یا ایسی حکومت جو مستحکم حکومت اسلام کی بنیادوں پر قائم ہو گئی علی الاعلان یہ شواہد اور ثبوت موجود ہیں کہ امریکہ اس کی راہ میں رکاوٹ بن رہا ہے روس کے ساتھ اس سلسلے میں وہ مفاہمت کر چکا ہے ٹھیک ہے آپ چلے جائیں لیکن ان کے قدم ہم نہیں جمنے دیں گے اور جب مجاہدین کی اسلامی حکومت قائم ہو گئی تو وہ پاکستان کی مغربی سرحد کے لیے ایک آہنی اور فولادی حصار ثابت ہو گئی اور پاکستان کو ان مجاہدین اور اس حکومت کی وجہ سے مغربی سرحد سے کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تو راجیو گاندھی اس چیز کو سمجھ چکا ہے اب وہ ہر حالت میں چاہتا ہے کہ یہ آہنی اور فولادی حصار مغرب میں پاکستان کو مہیا نہ ہو اور جو روس کے گماشتے ہیں اور سامراجی ہیں ان کو کسی نہ کسی طرح حکومت میں شریک کرایا جائے اور وسیع تر حکومت کی بات کل بھی وزیر خارجہ صاحب نے فرمائی تھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ افغانستان کا ہے ہم کون ہوتے ہیں کہ یہاں سے ان کے بارے میں فیصلے کریں کہ ان کو وسیع تر حکومت بنانی چاہیئے۔ افغانستان روس نے چھین لیا تھا اور سامراج نے اس پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنے ایجنٹوں کو اس نے ٹینکوں پر بٹھا کر افغانستان میں بھیجا مگر مجاہدین ڈٹ گئے اور ایمان کی قوت سے انہوں نے افغانستان کو چھڑایا اور روس کو ذلیل کر کے پسپا کرایا اب جن لوگوں نے روس کی خاطر ۱۶ لاکھ افراد کو قتل کیا - ۵ لاکھ افراد کو ملک سے باہر پھینکا اور سارے ملک کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اب ان قاتلوں کے بارے ہمیں قد ہے کہ ان کو بھی حصہ ملے جہاد کے مال غنیمت میں قاتل کو ہم حصہ دینے پر تلے ہوئے ہیں وسیع تر حکومت کا مقصد یہی ہے کہ کسی طرح روس کے ایجنٹوں کو بھی اس میں یا جو روس کے زمانے میں حکومت میں تھے اور باہر بھاگ گیئے تھے ان کو بھی لا کر مجاہدین کے ساتھ بٹھایا جائے وہ قاتل بھی مقتولوں کے ساتھ اور ۱۶ لاکھ افراد کو قتل کرنے والے بھی مظلوموں کے ساتھ اس

[Maulana Samiul Haq]

میں شریک ہو جائیں یہ ہم کون ہوتے ہیں ان کے بارے میں فیصلہ کرتے والے۔ یہ فیصلہ ہم مجاہدین کا کیوں نہیں مانتے ہم پہلے مختلف رکاوٹیں ڈال رہے تھے پھر دنیا میں یہ مسئلہ اُٹھا کہ افغان مجاہدین کسی عبوری حکومت پر متفق نہیں ہیں وہ عبوری حکومت بنا ہی نہیں سکتے پھر ان سازشوں کو ناکام بنانے میں وہ کن کن مشکلوں سے گزرے ہیں مجھے اس کا اندرونی پتہ ہے اور وہ ایک کمرے میں بیٹھ کر سارے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ایک ڈھانچہ تشکیل دینے پر متفق ہو گئے انہوں نے دنیا کا سارا پروپیگنڈہ ختم کرا دیا کہ ہم متفق نہیں ہو سکتے انہوں نے عبوری حکومت قائم بھی کر لی اب ہم مسائل پیدا کر رہے ہیں کہ دنیا اس کو تسلیم کرے گی نہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ دنیا تسلیم کرتی یا نہ کرتی جس جذبے سے ہم نے آٹھ سال اُن کے ساتھ تعاون کیا ان کو پناہ دی اور اس جنگ آزادی نے پاکستان کو سرخرو کر دیا سارے اقوام عالم سے ہم نے تائید حاصل کی پہلے ہی دن ہم اسے تسلیم کر لیتے دنیا ہمارا انتظار کر رہی تھی کہ یہ تسلیم کریں گے جب گھر کا معاملہ ان کا ہے جب یہ تسلیم نہیں کرتے تو ہمیں کیا پڑی ہے اور یہ پالیسی اگر تبدیل نہ ہو چکی ہوتی اور ضیاء الحق مرحوم اگر زندہ ہوتے تو میرے خیال میں پہلے ہی دن یہاں سے تسلیم کرنے کی آواز آتی مجھے پریشانی تھی وہاں علماء آئے ہوئے تھے سعودی عرب کے بہت ممتاز علماء وہ ہمارے ہاں بیٹھے ہوئے تھے بڑے اونچے طبقے کے وہ لوگ ہیں اور اتفاقاً ان کو ٹیلی فون آیا سعودی عرب سے تین بجے اعلان ہو گیا کہ سعودی عرب نے اس حکومت کو تسلیم کر لیا تو خوش ہونے کی بجائے انہوں نے "اناللہ وانا الیہ راجعون" کہا یہ کیوں؟ انہوں نے کہا ہم یہ اعزاز پاکستان کا دیکھنا چاہتے تھے ہمیں دُکھ ہے کہ پاکستان پہلے نمبر پر نہ آیا ہمارے ملک نے تسلیم کر لیا تھا کہ یہ مسئلہ پاکستان کا تھا پھر دوسرے دن بحرین نے بھی تسلیم کر لیا سوڈان ملائیشیا نے بھی کر لیا اسلامی تنظیم نے بھی ان کو سیٹ دے دی لیکن ہم ہیں کہ اب جلال آباد کو لئے بیٹھے ہیں۔ ۸۵ فیصد علاقے پر ان کا قبضہ ہے عملاً مکمل قبضہ ہے سوائے چند شہروں کے۔ چھ چھ سات سات مہینے ان کا پہلے بھی محاصرہ رہا ہے ایسا نہیں ہے خوست کے محاذ پر وہ تین مہینے ڈٹے رہے بالآخر کامیابی ان کو حاصل ہوئی کچھ ایسے عوامل سامنے آئے ہیں کہ روس جلال آباد کے مسئلے کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہا ہے اور اس کے سیاسی مقاصد ہیں اس کا خیال ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ پہلے چونکہ میں وہاں تھا اب تو میں وہاں نہیں ہوں یہ ساری مصیبت ان کی اپنی ہے وہ سیاسی

سٹنٹ بنا کر اس مسئلے کو پیش کر رہا ہے کہ یہ ایک معمول کی لڑائی ہے اور پورے افغانستان کے محاذوں پر جنگ جاری ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ جب یہ فتح ہو گا تب تسلیم کریں گے پھر کہیں گے کہ کابل فتح ہو گا تب تسلیم کریں گے یعنی یاسر عرفات تو مراکش میں بیٹھا ہوا ہے یہ اچھی بات ہے کہ ہم اس کی ہوائی حکومت کو ہزاروں میل فلسطین سے دور تسلیم کر سکتے ہیں فلسطین کی ایک انچ زمین پر ان کا قبضہ نہیں ہے اس کی حکومت نہیں ہے لیکن مجاہدین کے لیے ہم کہتے ہیں کہ جب پورا قبضہ کر لیں گے تو پھر ان کو تسلیم کریں گے۔ پھر ان کو تسلیم کرنے کی کیا ضرورت ہو گی۔ اب مجاہدین کہتے ہیں اس کے صدر نے مجھے کہا جب اللہ ہمیں تسلیم کر چکا ہے تو انہیں کسی کے تسلیم کرنے کی کیا پرواہ ہے اللہ تعالیٰ روس کو ذلیل کرا کے ان کو تسلیم کر چکا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ کل وزیر خارجہ صاحب نے کہا کہ وقت کا انتظار کرنا چاہیے میں کہتا ہوں کہ وقت کے ساتھ ساتھ حالات بگڑ بھی سکتے ہیں یہ جتنی قربانیاں ہم نے دی ہیں یہ ضائع بھی جا سکتی ہیں پھر ہم کف افسوس ملتے رہیں گے پھر انہوں نے یہ اشارہ بھی کیا کہ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات مستحکم ہوتے جائیں گے تو کیا ہم نے نجیب اللہ گورنمنٹ کو تسلیم کر لیا ہے۔......

جناب چیئرمین: مولانا صاحب پندرہ منٹ آپ کے ہو چکے ہیں۔

مولانا سمیع الحق: نہیں حضرت۔

جناب چیئرمین: بارہ بجے آپ نے شروع کیا تھا وہ گھڑی دیکھ لیں۔

مولانا سمیع الحق: بارہ نہیں دس منٹ اوپر پھر وہ بات چیت چل رہی تھی۔

جناب چیئرمین: الفاظ کے بہلاوے میں آپ کو خیال نہیں رہتا۔

مولانا سمیع الحق: ایک تو اس حکومت کو فوری تسلیم کرنا چاہیے اگر تسلیم نہ کیا گیا تو اس میں حضرت نقصان یہ ہو گا کہ جو ہمیں بہت بڑی ہمدردیاں افغان قوم اور مجاہدین کی حاصل ہوئی ہیں ایک لازوال رشتہ میں ایک دوسرے سے وابستہ ہو چکے ہیں اتنی عظیم قربانیوں سے یہ محبت اور تعلق جو ہے وہ موجودہ پالیسیوں کی وجہ سے کہیں نفرت میں تبدیل نہ ہو جائے جو قوت ہمیں حاصل ہو چکی ہے وہ ہم گنوا نہ بیٹھیں اور اسی پالیسی کا عجیب مظاہرہ ہے ہم نے پاک افغان سرحد پہ تو امن چوکیاں قائم کر دیں یہ کتنا ظالمانہ اور یکطرفہ فیصلہ ہے ہم نے پاکستان کے افغانستان سے جہاں سرحدات ملتی ہیں وہاں اقوام متحدہ کی امن چوکیاں قائم کر لی ہیں۔ جبکہ ہم اور وہ دونوں دوست تھے لیکن روس کے ساتھ جو سرحدات ملی ہوئی ہیں وہاں کوئی امن چوکی و نہ

[Maulana Samiul Haq]

نہیں ہے وہاں سے تو دھڑا دھڑ اسلحہ کے کنوائے آ رہے ہیں دریائے آمو کے ساتھ دن رات اس پر اسلحہ کے کنوائے آ رہے ہیں اور کابل ائیرپورٹ پر روزانہ اسلحے کے بھرے ہوئے جہاز اتر رہے ہیں لیکن وہ سرحد بالکل کھلی چھوڑ دی گئی ہے جو دو دشمنوں کے درمیان سرحد ہے وہاں تو امن کی ضرورت نہیں ہے اور دو دوستوں کے درمیان امن چوکیاں قائم کرنا اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہم نے مجاہدین کے پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا ہے کہ وہ آجا بھی نہیں سکیں گے اور وہ کوئی اسلحہ وغیرہ بھی نہیں لے جا سکیں گے تو پھر واضح اعلان کر دیجئے مجاہدین کو اٹھا کر ان کے ملک میں پھینک دیجئے میرے خیال میں اتنی زمین ان کی وہاں بھی ہے تو یہ صورت حال میں جو تبدیلی رونما ہونے والی ہے اس کا نوٹس لینا چاہیئے اور یہ پالیسی تبدیل نہیں ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب۔

مولانا سمیع الحق: جناب والا! میری دوسری گزارش یہ تھی کہ یہاں ہمیں عالمی طور پر محسوس ہو رہا ہے کہ بھارت کی بالا دستی کے منصوبے جو ہیں وہ پورے کئے جا رہے ہیں، موجودہ تبدیلی کو بھی ہم اس منصوبہ کا حصہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کو بھارت کا مکمل زیر دست بنایا جائے۔ ابھی ہمیں کل صاحبزادہ صاحب نے مژدہ سنایا تھا کہ راجیو گاندھی اور بے نظیر کے درمیان سارک کے موقع پر مفید مشورے ہوئے تھے لیکن یہ مفید مشورے قوم کے بار بار مطالبہ کے باوجود ایوان کے سامنے رکھے اور نہ ان کو قوم کے سامنے رکھا، نہ تفصیل کے ساتھ صاحبزادہ صاحب نے اس پر روشنی ڈالی۔ سارک میں ہم اس کی چودھراہٹ کے لیے لگے ہوتے ہیں۔ ہندوستان نے سری لنکا اور مالدیپ میں مداخلت کی اور ہم خاموش رہے۔ اب وہ نیپال کو سزا دے رہا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ جیسے کسی ایک شخص کی جان خطرے میں ہو اور اس کو ایک ریوالور کی ضرورت ہو، لیکن اس کو ریوالور بھی نہ دیا جائے۔ بھارت اس کو اس بات کی سزا دے رہا ہے کہ تم نے ریوالور کیوں مانگا ہے، تمہیں ریوالور کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں اپنے جان و مال کا تحفظ پہلے کس نے دیا ہے۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ یہ سارک کس مرض کی دوا ہے۔ ان امور پر پاکستان کیوں خاموش ہے۔ یہ سارک، اگر شارک مچھلی ہے تو اس پر لعنت بھیجنی چاہیئے۔ اس سے الگ ہو جانا چاہیئے۔ صرف جلسوں، استقبالیوں اور انتظامات کے لیے ہی

سارک بنی ہوئی ہے۔

جناب والا! پاکستان کے شمالی علاقہ جات جو ہیں ان پر بھی خطرات کے سائے منڈلا رہے ہیں۔ اور بیرونی قوتیں اپنے مقاصد پورے کرنے کے لیے شمالی علاقہ جات کو الگ تھلگ کرنے کے منصوبے بنا رہی ہیں، یہ منصوبے پاکستان کے لیے نہایت ہی خطرناک ہیں اگر اس کو ایک الگ صوبے کی شکل دی گئی تو کشمیر کا مسئلہ بالکل ختم ہو جائے گا اور آئندہ اسی صوبے کو جس طرح بنگلہ دیش کی صورت میں مشرقی پاکستان کو الگ کیا گیا، اسی طرح سے الگ کر کے فرقہ وارانہ بھٹی میں جھونک دیا جائے گا اور وہاں لبنان کی سی کیفیت مستقل جاری رہے گی بعض عالمی قوتیں ایک ایسے علاقے ہیں جو پانچ بین المملکتی سرحدات سے ملا ہوا ہے، یعنی بھارت سے، چین سے، روس سے، افغانستان سے، اور پاکستان سے، وہاں پھر ایک ایسی چیز بن جائے گی جیسے اسرائیل عالم عرب کے لیے ناسور بنا ہوا ہے۔ یہ الگ تھلگ صوبے کی آواز بظاہر تو حقوق کی آواز ہے، لیکن یہ ہے بڑی خطرناک آواز، ہم چار، پانچ سال سے اس طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ ایسی سازشیں ہو رہی ہیں۔

جناب والا! جہاں تک حقوق کا مسئلہ ہے، اس سلسلے میں عرض ہے کہ شمالی علاقہ جات کے لوگوں کا حق متعین ہونا چاہیئے۔ جب وہ آزاد کشمیر کا جغرافیائی، آئینی اور تاریخی حصہ ہیں تو ان کو باقاعدہ آزاد کشمیر اسمبلی میں فوراً نمائندگی دینی چاہیئے۔ اس ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ سے فوراً ان کو وابستہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنے حقوق کے لیے لڑ سکیں۔

جناب والا! ایٹمی پروگرام کے بارے میں موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد کچھ عجیب باتیں سامنے آ رہی ہیں۔ بعض ذمہ دار لوگوں نے کہا تھا کہ ایٹمی پروگرام کا سارا سلسلہ روک دیا گیا ہے۔ اس کی پوری وضاحت قوم کے سامنے ہونی چاہیئے کہ کیا واقعی ایٹمی پروگرام کا سلسلہ روک دیا گیا ہے اور وہاں کام ختم کرا دیا گیا ہے اس کے بارے میں واضح کوئی چیز ہمارے سامنے نہیں آئی، ہماری گزارش ہے کہ ہمیں ہر حال میں اپنے ایٹمی پروگرام کو جاری رکھنا چاہیئے۔ یہ انرجی کا پروگرام اس دباؤ میں نہ ہوتا، اگر ہم روس، امریکہ اور بھارت کے دباؤ میں نہ آتے ہوتے آج نہ یہ لوڈ شیڈنگ ہوتی اور نہ یہ مشکلات ہوتیں۔ اگر ہم نے ایٹمی انرجی حاصل نہ کی تو

[Maulana Samiul Haq]

شاید ہم دو تین صدیاں پیچھے چلے جائیں گے۔ اور دنیا کی دوڑ کے میں ہم بالکل شریک نہیں ہو سکیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! مولانا صاحب، میرے خیال میں اب کافی وقت ہو چکا ہے،

جناب آصف فصیح الدین وردگ صاحب،

Mr. Asif Fasihuddin Vardag: Mr. Chairman, Sir, I am grateful to the Foreign Minister of Government of Pakistan for making a very clear and emphatic statement for the first time before this House that when he speaks of a broad-based government he is not using the same language as Mr. Rajiv Gandhi or Mr. Gorbachov. When he talks of a broad-based government he talks of a government without the PDPA to the exclusion of the PDPA, I am glad that for the first time this clarification has been made. I hope, that he continues with this point of view after Benazir has concluded her USA visit and this is not just a ploy for making that USA visit a success. If he persists in this view and a broad-based government means a government to the total exclusion of the PDPA then I can congratulate him for this point of view and for expressing it for the first time in this House.

Mr. Chairman, Sir, the Afghan people have waged an historic struggle against a super power which was their next door neighbour and through their sacrifices of 1.3 million or 1.6 million lives and through the emigration of about 5 million people and through the sacrifice of their hearths and homes in Afghanistan, through tremendous sacrifices they have achieved the expulsion of 1,20,000 Soviet troops. This has been achieved through the Afghans' will to win or die. This has been achieved through the total support of the people of Pakistan and the total support of the past government of Pakistan. This has been achieved through the support of the US, Egypt, Saudi Arabia and through a considerable support from China, through international support and the waking of the international world conscience to the plight of the Afghan people and to the aggression of the Soviets. With these factors the expulsion of the Soviet forces has been achieved. Now, if we reduce any of these factors then the results that have been gained so far will be negated and the most important and the most crucial factor in any guerilla warfare is the factor of total support

from the host country. Pakistan has been acting as that host country and if our support flags not only the (fight), the insurgency in Afghanistan will be badly affected, adversely affected but also the international support that has been gradually increasing, will be decreasing over time ......

Mr. Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh on a point of order.

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Chairman, Sir, at this stage he should use the word 'fight' for freedom and not insurgency. This is my suggestion to him.

Mr. Asif Fasihuddin Vardag: I am grateful to my colleague. I was only speaking in technical terms, the fight for freedom. The fight for freedom is through a guerilla warfare which is technically called an insurgency.

Mr. Chairman, Sir, I was saying that if Pakistan's total support, the total support from the people of Pakistan and from the Government of Pakistan were to flag then not only will the role of the host country in guerilla warfare terms be eliminated but international support will also diminish overtime. This would be most unfortunate at this juncture when the Afghan war of freedom is nearing its logical conclusion.

Now, that there is no likelihood, no possibility of, despite every Soviet effort, despite every effort of the Najib Government, diminishing the will of the Afghan people in any way in the matter of their total commitment to the war of freedom and to the elimination not just of the Soviets from their soil but also of the stooges, the camp followers, the dogs at heels of the Soviet Union which are represented by the Najib Government and the Kabul regime. The Afghans are going to achieve this - their will to achieve this is their total commitment. Now, the main thing is that the people of Pakistan should continue their full support to that struggle and that is possible on two fronts :

(1) That the political parties of Pakistan and the people of Pakistan should take note of the mischief that is being created at the behest of their tutors and masters by some political leaders in this country; and

(2) Secondly, the attitude of the Government and the discreet covered measures that are being taken by the Government of Pakistan to ensure a prolongation of the present situation in the hope that the Afghan

[Mr. Asif Fasihuddin Vardag]

freedom fighters may be brought round to accepting a situation which they are not at the present willing to accept and this is being done at the behest of the present Government's greatest friend and ally over whom our learned Foreign Minister just glossed over. I am talking of India - our present Government's greatest friend and ally represented by Rajiv in India. Perhaps this is a natural phenomenon - I will not discuss that issue but all I am saying is that we must not betray the Jehad just because of the friendship of Mr. Rajiv with our present Prime Minister and we must not in any way endanger the freedom fight of the Afghan people.

The Afghan people more than ever before today need Pakistan's total support and that support can be shown by the immediate recognition of the present interim government of Afghanistan at the moment based in Peshawar. The argument that recognition will follow only when some city of Afghanistan is in the hands of the freedom fighters is to me a facile argument, is to me an argument which does not recognize the objective conditions of the freedom struggle itself. In Afghanistan a guerilla war-fare has been fought and for the effective conduct of guerilla war-fare mobility is the most essential pre-condition. If static headquarters are provided to the Afghan interim government in Afghanistan that means the host country has ceased to play its role and then that static headquarters in Afghanistan will become the target of continuous bombing raids and of missile attacks. Do we wish to destroy the Afghan interim government before it has even fully established itself as the government of entire Afghanistan. I think we have done a similar thing by creating encampments around Jalalabad which are subjected constantly to Scud missile attacks, to nerve gas attacks, to nepalm bombs and to constant air raids and straffing by Migs. To me this is the height of folly in guerilla war and a country that is demanding the guerillas to establish a permanent locatable base susceptable to air attacks and to missile attacks is thrusting upon the freedom fighters of Afghanistan a war of suicide. To me this condition is a very dangerous condition. The other conditions for recognition of any State are all available. One may differ on the question of the total percentage of area being held by the freedom fighters. One may say that it is 80% or 85% but it is absolutely true and has been admitted by the Soviets themselves before the U.N. that a large area of Afghanistan is under the total control of the Mujahideen. If this is so then they are eligible for recognition. They have time and again said that they will abide by all the treaties, they will accept all treaty obligations

and if this is so then the next important condition of recognition is also met but which friend of a country, which friend of a rising nation has ever taken such consideration into view.

We talk of Islam, we talk of the brotherhood of Muslims and our learned Foreign Minister spoke of Muslim Ummah and today he is failing to recognize a government of that Muslim Ummah - of our brothers in Afghanistan, of our closest neighbours and of the people for whom this nation has made tremendous sacrifices and a government which has been brought into existence through the support and commitment of the people and the past government of Pakistan. I am sure that if there had been no pressure from Rajiv and if this situation had arisen in some part of Latin America or in some part of Europe or in some part of South-East Asia where India had no direct concern or direct interest our Government, in its support of freedom struggle throughout the world about which our Foreign Minister never fails to talk, would certainly have immediately recognized that government. It is only because of Rajiv Gandhi's interference, it is only because of his clash of interest with the freedom fighters of Afghanistan that we are failing to recognize the interim government of Afghanistan. I feel that if they would wish this struggle to lead to a satisfactory conclusion, satisfactory for the people of Pakistan and satisfactory for the people of Afghanistan, then not only must we recognize this government but the sort of lobbying that the Foreign Office has conducted for Mr. Dorab Patel just because of a favour, I hope not, that he had done for the Peoples Party, if a similar campaign were to be launched for the recognition of Afghanistan that would have certainly meet with much reater success.

Our learned Foreign Minister said that we could not press for a seat for the interim government before the NAM in its last meeting simply because the situation was adverse to such a proposal. If lobbying had been done before the NAM meeting and if lobbying is undertaken now for the next NAM meeting in three months' time then with all his capabilities and with all his experience and with all his contacts, I am sure, our capable Foreign Minister would be able to ensure a seat for interim government of Afghanistan in NAM. But can he even talk of a seat for the interim government in NAM before that government is recognized by Pakistan? How can Pakistan propose the name of a government for taking a governmental seat without even recognizing it? So, the first condition is recognition of the interim government of Afghanistan.

I also feel that in this matter of guerilla warfare we must

[Mr. Asif Fasihuddin Vardag]

not guide the Afghan Mujahideen towards prestige points like capturing of Jalalabad or any other city. I think the pressures that they have maintained over the past several years must be continued, the PDPA must be bled continuously, must be harassed continuously and the people who are supporting it in some cities they must be wooed away from it through constant pressure on one side and throug amnesties, understandings and reconciliation on the other side. I feel that the Afghan freedom fighters must now have not just these shoulderfired missiles whether they are blowpipe or stinger they must also have now their own armoured vehicles, they must have tanks and when they are moving from guerilla warfare to mobile warfare of larger bodies of people then they must be equipped for that purpose and if they are going to sit around Jalalabad with stingers and with Klashnikovs then we are only destroying them in the firing ground of Jalalabad and speaking in military terms........

Mr. Chairman: Mr. Vardag please try to wind up now.

Mr. Asif Fasihuddin Vardag: Mr. Chairman, I will try to wind up. So, the important thing is that in the present situation known systems of moving from a state of insurgency into a state of mobile warfare and into the beginnings of conventional warfare must be undertaken and the Afghan freedom fighters must be equipped for that purpose and artillery and armour are the two most things that are needed at this juncture.

Another very important factor in the Afghan war for freedom is the state of preparedness of Pakistan's own Armed Forces. No host country can remain host to an insurgency or to a guerilla warfare unless it is itself in a viable position to defend itself from the possible counter insurgency forces. Now, the counter insurgency forces are the Soviets and the Indians and unless the Pakistani Armed Forces are prepared in every manner to wage the defensive war even in case of an attack from these two fronts only then can a successful host role be played. And for this it is very important that Pakistan's defence needs be met today more than ever before. I am totally worried and in a state of anxiety over the statement of our Finance Minister that Pakistan's defence budget is to remain static. When he talks of keeping the defence budget static he does not realize that inflation has already eaten away into the economy of Pakistan and into the value of the Pakistani rupee. On one side there is inflation within the country and on the other side there is a real devaluation of the Pakistani rupee internationally. If the defence budget is going to remain static in rupee terms it means in real terms a reduction of nearly 20 to 25 per cent

of the purchasing power for the defence forces internationally. I am afraid that if this is done then there is no question of Pakistan's support to the Afghan struggle and if this is done, this is being done only at the behest again of Mr. Rajiv Gandhi by the present Government which says - friendship with India at any cost - where as the nation wants - friendship with India at no cost.

Mr. Chairman, Sir, not only has this been done but a very settled campaign has been launched against an organization of the Armed Forces of Pakistan and I am speaking of the ISI. The ISI has had a role in the Afghan struggle whatever that role may be, this is not for us to debate here but what worries us is that for the first time perhaps in history a government is trying to damage its own intelligence service and I am afraid that this is again being done at the behest of the enemies of Pakistan and the enemies of the Afghan freedom war and I again point to Mr. Rajiv, he is the enemy of the Afghan freedom struggle and the enemy of Pakistan and this is being done, this campaign of villification against this organization is being carried out simply to please all those who are against the freedom struggle of the people of Afghanistan in Afghanistan and this is being done in a situation, it is surprizing when perhaps the latest missile that has fallen over Bhakkar could have been an Agni missile and it is certain not a Scud missile as we are told and this Agni missile could have been fired from either India or Afghanistan. Even in this situation when government of Pakistan is behaving in this fashion at the behest of the power which may have dropped a missile which could have fallen on a major city of Pakistan and could have cost us innumerable lives which is a violation of our territorial integrity; even in this situation this Government is kowtowing to the requirements of Mr. Rajiv. One is, therefore, not surprised when SAARC could do nothing and the Chairperson of SAARC could do nothing in the matter of Nepal. One is not surprised when Pakistan's Prime Minister had anything to say about the recent repression in Kashmir. One is not surprised when despite evidence of Indian interference in Sindh Pakistan could make no protest to India about it. Even there was no interference in Western Punjab (India) constantly raised a hue and cry. When according to our learned Foreign Minister no personnel of the Armed Forces of Pakistan were fighting in Afghanistan. Afghanistan was constantly raising a hue and cry and our learned Foreign Minister used a large number of adjectives for that villification campaign and for that campaign of lies, it is surprising, therefore, when reports of Indian interference in Kabul meet with no protest from Pakistan. When recent clashes in Siachen where perhaps India was trying to

[Mr Asif Fasihuddin Vardag]

teach the Pakistani Armed Forces a lesson and has learnt a lesson itself even there is protest has been launched and all that is going to be done in a continuation of the meetings of the Secretaries to resolve the Siachen issue. I wonder how the Defence Secretaries of Pakistan and India can resolve this issue.

Mr. Chairman: I think your time is over now Mr. Vardag.

Mr. Asif Fasihuddin Vardag: The last few words.

Mr. Chairman: Yes, last few words.

Mr. Asif Fasihuddin Vardag: Mr. Chairman, I would emphasize upon the Government of Pakistan the present Government of Pakistan that if they have any love for Islam, for the Muslim Ummah, for the freedom struggle of the freedom loving people of the world, if they have any love for their neighbour, if they have any regard for their historical, cultural and religious ties with this neighbour, if they have any regard for the Muslim Ummah, if they have any regard for the sacrifice of the people of Pakistan and of the people of Afghanistan , if they have any regard for the integrity, strength and the defence needs of Pakistan then they should immediately recognize the interim government of Afghanistan and continue to give total support to the freedom loving people of Afghanistan in their national struggle against the Soviets and their camp followers. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا - حقیقت یہ ہے کہ سینیٹ میں پہلی بار خارجہ پالیسی پر مفصل بحث ہو رہی ہے - اور مجھے خوشی ہے کہ جناب وزیر خارجہ بھی اب ہمارے درمیان موجود ہیں ذاتی طور پر میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے میں ایک مشکل محسوس کر رہا ہوں اور وہ یہ کہ محترم صاحبزادہ صاحب کا ذاتی طور پر میں بے حد احترام کرتا ہوں اور ان کی شرافت کے ساتھ ساتھ ان کی لیاقت اور ان کی خدمات کا بہت معترف ہوں لیکن اس وقت ایک anomalous situation ہے اور وہ یہ کہ ان کا سیاسی تعلق اپنا ایک خاص پس منظر رکھتا ہے اور ان کی وزارتی ذمہ داری بالکل ایک مختلف نوعیت کی

ہے میں وہی رویہ اختیار کروں گا جو میں نے صدر محترم کے خطاب پر کیا تھا کہ گو روئے سخن صاحبزادہ صاحب کی طرف ہے لیکن دراصل میرا خطاب حکومت اور اس کی موجودہ خارجہ پالیسی سے ہے۔

[At this stage the Chair was vacated by the Chairman which was occupied by Mr. Deputy Chairman].

پروفیسر خورشید احمد: صاحبزادہ صاحب کی تقاریر بالعموم حسن خیال، حسن آداب کا مرقع ہوا کرتی ہیں کل جو تقریر انہوں نے کی ہے اس کے بارے میں میرا تاثر یہ ہے کہ شاید وہ اس ایوان کے ارکان کی معلومات میں کوئی خاص اضافہ نہیں کر سکے ہیں۔ انہوں نے خارجہ پالیسی کے خدوخال واضح کیے لیکن ہم جو معلومات چاہتے تھے یا جو فکر اور rational پالیسی کے پیچھے ہونا چاہیئے تھا وہ ہمارے سامنے نہیں آسکا مجھے اس پر ایک واقعہ یاد آیا کہ ہارورڈ میں ایک فلسفی کو تقریر کرنے کے لیے بلایا گیا on the Secrets of the Philosophy of Haigle تقریر کے بعد لوگوں کو کہنا پڑا کہ the Speaker was successful in keeping up the secret تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس راز سے آشنا نہ ہو سکے جس کی ہمیں توقع تھی۔

جناب والا! میں اپنی معروضات کو سب سے پہلے نسبتاً کم اہم معلومات سے لیتا ہوں اور اس میں سب سے پہلا مسئلہ جو مجھے پریشان کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس ملک کی خارجہ پالیسی کو اس وقت کون چلا رہا ہے آیا فی الحقیقت یہ ذمہ داری وزیر خارجہ کی ہے وزیر خارجہ کے ساتھ ساتھ ہمارے پاس ایک فارن پالیسی ایڈوائزر بھی ہے۔ ہمارے پاس دو سیکیورٹی ایڈوائزر ہیں اور مجھے اس سلسلے میں سب سے زیادہ پریشانی جس بنا پر ہوئی وہ نیویارک ٹائمز کی یہ رپورٹ ہے جس میں جلال آباد کے واقعہ کے بارے میں ایک خاص پس منظر پیش کیا گیا ہے اس کی عمومی تردید آ گئی ہے لیکن واقفان حال جانتے ہیں کہ عمومی تردید ان تمام بنیادی حقائق کے بارے میں خاموش ہے جن کی بنا پر یہ سارے سوال پیدا ہوتے تھے میں اسی context میں فوج اور آئی ایس آئی کے خلاف جو مہم ملک میں اور ملک کے خلاف باہر چل رہی ہے واشنگٹن پوسٹ نے تین ماہ پہلے اس کا آغاز کیا اور اس کے پیچھے معلومات فراہم کرنے

[Prof. Khurshid Ahmed]

والے وہی lobbyists تھے جو اس سے پہلے پیپلز پارٹی کے لیے کام کرتے رہے ہیں، ٹائم میگزین نے لڑائی کو آگے بڑھایا اور جو چارج شیٹ ٹائم میگزین نے پیش کی ہے اسے بار بار ہیں نے دہرایا ہے اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر ایک ملک کی اینٹیلی جنس ایجنسیاں ان چاروں کاموں کو نہ کریں جنہیں اس کو بطور چارج شیٹ کے پیش کیا گیا ہے تو پھر وہ کس مصرف کے لیے ہیں۔

جناب والا! مجھے اس پر اضطراب ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ قوم کے سامنے یہ بات آنی چاہیئے اور جہاں تک میرے اپنے غور و فکر کا تعلق ہے تو میری رائے یہ ہے کہ ملک جن حالات سے گزر رہا ہے اس میں فی الحقیقت ہمیں آج bi-partisan foreign policy کی ضرورت ہے حقیقت یہ ہے کہ بہت سی نازک باتیں ہیں جو میں یہاں بھی کہتے ہوئے حجاب محسوس کرتا ہوں اس لیے اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ جو نازک دور ہے اس میں ہم ایک bi-partisan foreign policy develop کریں، دوسرا میرا اضطراب جناب والا! ان نئی تقرریوں پر اور تنزلیوں پر ہے جو پچھلے ۶ ماہ میں خارجہ میدان میں ہوئی ہیں جناب والا! میں ذاتیات کو زیر بحث نہیں لانا چاہتا لیکن امریکہ کی سفارت ہماری اہم ترین سفارتوں میں سے ہے جو نام وہاں کے لیے جا رہا ہے ان کی ذات محترم ذات ہے میں ذاتی طور بھی ان کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن پچھلے دس سال میں جو مضامین انہوں نے لکھے ہیں اور جو اب کتابی شکل میں موجود ہیں اس میں افغان پالیسی، ہندوستان سے پاکستان کے تعلقات کے بارے میں اور جس نام نہاد flexable اور realistic خیالات کا انہوں نے اظہار کیا ہے اس کے بعد میں سمجھتا ہوں اتنی اہم ذمہ داری، حساس ذمہ داری ان کو سونپنا بہت بڑی غلطی ہو گی، اقوام متحدہ میں افغانستان کے مسئلے کو لیجئے اس کے لئے ایسے افراد کو لایا جا رہا ہے جن کا فارن پالیسی کا کوئی تجربہ نہیں ہے جن کی وفاداریاں مشتبہ ہیں جن کے بارے میں ملک مضطرب ہے کہ قادیانیوں کو ایسے حساس مقامات پر بھیجا جا رہا ہے اور جن کی خدمات اگر ہیں تو یہ کہ انہوں نے ایک خاص پارٹی کے لیے انفارمر کی خدمات انجام دی تھیں۔ جناب والا! اخبارات میں یہ بات بھی آئی ہے کہ وزیر اعظم کے سعودی عرب کے دورے کے بعد جدہ کے کونسل جنرل کو ہٹا دیا گیا۔ اور اتنے شارٹ

نوٹس پر اور اتنے بے ہنگم انداز میں ہٹایا گیا اور اس بنا پر کہ انہوں نے پروٹوکول فیسیلیٹیز اسی ملک کے ایک چیف منسٹر کو دی تھیں، ابوظہبی میں انفارمیشن سیکریٹری کو ہٹا دیا گیا اس لیے کہ وہاں ایک وزیر صاحب گئے تھے اور انہوں نے جنرل ضیاء الحق صاحب کے خلاف باتیں کیں جس پر کہ لوگوں نے ان کی تواضع کی لیکن سزا اس کی ملی سرکاری ملازمین کو۔ میری نگاہ میں جناب والا! یہ طریقہ فارن پالیسی چلانے کا نہیں ہے۔

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ فارن آفس نے بڑی pettiness کا مظاہرہ کیا ہے جب جناب نواز شریف صاحب کی شاہ فہد سے ملاقات کے بارے میں اس نے ایک پریس نوٹ جاری کیا جو حقائق کے خلاف تھا میں خود سعودی عرب میں تھا ان کی ملاقات ہوئی ہے اکیلے میں ہوئی ہے اور یہ ایک معروف طریقہ ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ مسٹر بھٹو جب حکومت میں نہیں تھے اس وقت جاتے تھے اور دنیا کے اہم لیڈرز سے ملتے تھے میں کوئی بہت بڑا انسان نہیں ہوں لیکن جناب والا! مجھے بار بار شاہ فیصل سے ملنے کا موقع ملا ہے میں دوسرے سربراہان مملکت سے ملا ہوں کرنل قذافی سے میں نے ملاقات کی ہے اور میں اس زمانے میں اپوزیشن میں تھا اور اس کے اوپر کسی کو اعتراض نہیں ہوا نہ ہونا چاہیئے۔ جس وقت یونانی لیڈر اینھل لیبر پارٹی کا لیڈر منتخب ہوا تو اس کے بعد اس نے پہلی courtesy call جناب متران سے کی اس کے بعد وہ جرمنی گیا ہے کوہل سے ملا ہے امریکہ گیا ہے ریگن سے ملا ہے آخر اس میں کیا ایسی چیز ہے ان چیزوں کے بارے میں اس طرح کا بیان دینا یہ pettiness ہے یہ فارن پالیسی نہیں ہے۔ جناب والا فارن پالیسی کی qualitative improvement جو ہے اس کے بارے میں بہت سی تجاویز ہم نے اس سے پہلے بھی دی ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ اب تک ان کے اوپر توجہ نہیں دی گئی۔

اس کے بعد جناب والا! میں اس بات پر آنا چاہتا ہوں کہ میں نے جہاں تک حالات کا مطالعہ کیا ہے۔ پچھلے ۶ مہینے میں اور جناب وزیر خارجہ صاحب کی تقریر کو بڑے غور سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانے میں فارن پالیسی میں تین strategic drifts ہوئے ہیں اور اسی سمت میں آپ بڑھ رہے ہیں۔ پہلا strategic drifts جو ہے وہ افغانستان کے مسئلے کے اوپر ہے افغانستان کے مسئلے پر پیپلز پارٹی کا موقف وقتاً فوقتاً رہا ہے پچھلے دس سال میں اسے سامنے رکھا جائے کابل سے ان کے

[Prof. Khurshid Ahmed]

جو links ان کے اور ان کے کچھ لوگوں کے رہے ہیں اس پس منظر کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس تمام کے باوجود الیکشن سے پہلے پیپلز پارٹی نے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ وہ فارن پالیسی کی حد تک افغانستان کے مسئلے کے اوپر continuity کی علمبردار ہے غالباً یہی وجہ تھی کہ جناب صاحبزادہ صاحب کو زحمت دی گئی وہ نظریاتی اختلافات کے باوجود سیاسی اختلافات کے باوجود اس ذمہ داری پر continue کریں لیکن جناب والا! صاف نظر آرہا ہے کہ پرائم منسٹر سیکریٹریٹ میں ایک اور cell ہے جو افغان مسئلے کے اوپر اپنی approach کو آگے بڑھا رہا ہے اور اس کے نتیجے کے طور پر افغان پالیسی کے اوپر confusion پیدا ہو رہا ہے پہلے جو یکسوئی تھی پہلے جو firmness تھی جو clarity of vision تھی اور جس کی بنا پر ہم نے ایک تاریخی کردار ادا کیا اس آخری نازک مرحلے پر اس میں تبدیلی بڑی نقصان دہ ہو گی۔ اسی لیے میں فارن پالیسی کی بات کر رہا ہوں کہ یہ مسئلہ کسی ایک پارٹی کا نہیں یہ قوم کا مسئلہ ہے یہ پورے ریجن کا مسئلہ ہے یہ ہمارے ہاں آنے والی نسلوں کا مسئلہ ہے۔

جناب والا! میں جناب وزیر خارجہ سے شکایت کروں گا انہوں نے انصاف نہیں کیا جب ملک میں اٹھنے والی دو آوازوں کو انہوں نے کم و بیش مساوی انداز میں پیش کیا ایک وہ آواز جو ہندوستانی سفارت خانے کی آواز بازگشت تھی جسے قوم میں فی الحقیقت کوئی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی جو خود اپنے علاقے کے اندر غیر موثر ہو کر رہ گئی اور جنہوں نے پختون cause کا نام لیا تھا اور آج پختون cause کو betray کیا ہے اور دوسری طرف قوم کی اکثریت کا view point ہے جو یہ چاہتی ہے کہ افغان پالیسی کو اسی طرح جاری رکھا جائے اور افغانستان کی عبوری حکومت کو تسلیم کیا جائے۔ جناب والا! عبوری حکومت کو تسلیم کیا جانا اس وقت یہ ایک strategic ضرورت ہے یہ بڑا متضاد معاملہ ہے کہ ایک طرف پاکستان اسلامی وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں یہ موقف اختیار کرتا ہے کہ عبوری حکومت کو افغانستان کی سیٹ دو اسی آواز کو NAM کے اندر اٹھاتا ہے لیکن خود وہ خالی سیٹ عبوری گورنمنٹ کو دینے کے لیے تیار نہیں ہے یہ تضاد کیوں ؟ ہم سے کہا جاتا ہے کہ اس میں دو چیزیں حائل ہیں پہلی بات یہ کہ کوئی جگہ ان کو حاصل نہیں ہے جب وہ افغانستان کی

سرزمین پر منتقل ہو جائیں گے پھر ہم ان کو recognition دیں گے میرے خیال میں جناب والا! یہ ایک lame excuse ہے۔ آپ یاد کیجئے ۱۹۴۸ء جب شہریار کی گورنمنٹ انڈونیشیا نے نیدر لینڈ کے حملے کے بعد ایک ریفیوجی گورنمنٹ بن گئی تھی لیکن اس ریفیوجی گورنمنٹ کو تسلیم کیا گیا۔ الجیریا کی گورنمنٹ الجیریا کے اندر اور پی ایل او کی گورنمنٹ فلسطین کے اندر نہیں۔ میری نگاہ میں یہ تمام درست ہے مجھے ان پر نہ صرف یہ کہ کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ کیا گیا ہے بالکل صحیح کیا گیا ہے اور اسی بنیاد پر میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس interim government کو بھی تسلیم کیا جانا چاہیئے۔ آپ کی آواز میں اس وقت تک کوئی وزن پیدا نہیں ہوگا جب تک آپ اسے تسلیم نہیں کریں گے اور آپ اس وقت ڈپلومیٹک پولیٹکل فرنٹ پر بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ میں ابھی ذکر کروں گا کہ ہماری کیا ذمہ داری ہے لیکن آپ پیچھے رہیں گے جب تک آپ اس confused situation میں لگے رہیں گے۔ اس کے بعد آپ ایک نیا diplomatic political offence اختیار کر سکتے ہیں جو آپ کو لازماً اختیار کرنا چاہیئے۔

جناب والا! تیسری بات میں یہ بھی عرض کرونگا کہ یہ بات تسلیم شدہ ہے پانچ صوبوں میں (ولایتوں میں) مکمل اختیار مکمل اقتدار عبوری گورنمنٹ کو حاصل ہے اس کی حکومت وہاں قائم ہے اس کا ایڈمنسٹریشن وہاں چل رہا ہے اس کی پولیس وہاں کام کر رہی ہے اس کی عدالتیں وہاں معاملات کو طے کر رہی ہیں اور یہ بات میں یا آپ نہیں کہہ رہے ہیں۔ روسی پریس روسی ریڈیو خود گورباچوف نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ افغانستان کے بڑے علاقے پر مجاہدین کو قبضہ حاصل ہے کابل حکومت کو وہاں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے پھر جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ کابل حکومت کوئی آزاد حکومت نہیں ہے یہ وہ حکومت ہے جسے روسی ٹینکوں نے اقتدار سونپا تھا اور جو initially illegitimate government تھی جو initially occupying forces کی قائم کردہ حکومت ہو اسے کبھی بھی وہاں کی legitimate گورنمنٹ تسلیم نہیں کیا جا سکتا اس لیے یہ بات آپ کے سامنے رہنی چاہیئے۔ باقی رہی یہ بات کہ وہاں کے حالات کیسے ہیں جس کی بنا پر اس وقت پورا اقتدار اور پوری حکومت

[Prof. Khurshid Ahmed]

وہاں منتقل نہیں ہو سکتی ہے وہ دوسری بحث ہے میں اس پر بات کر سکتا ہوں وردگ صاحب نے بھی اس پر اچھی چیزیں کہی ہیں۔

چوتھی بات broad based government کے بارے میں کہی گئی ہے جناب والا! میری نگاہ میں جنیوا اکارڈ کی سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ جنیوا اکارڈ نے اصل مسئلے کے حل کا کوئی راستہ نہیں نکالا اس نے جنگ کے بعد ہونے اور جنگ کے جاری رہنے کی وجوہ کو سامنے رکھ کر مسئلے کو حل نہیں کیا۔ مسئلے کا حل یہی تھا کہ occupying forces کے ساتھ ساتھ ان کی قائم کردہ حکومت بھی ختم ہو اور ٹرانسفر آف پاور ہو لیکن ٹرانسفر آف پاور کے مسئلے کو نظر انداز کیا حالانکہ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جب زمبابوے میں لڑائی ہوئی میگابے صاحب اور نکوما صاحب revolutionary forces کے نمائندے تھے جب معاہدہ ہوا تو لنکاسٹر ایگریمنٹ جو ہے اس کی نمایاں ترین چیز یہ ہے ٹھیک ہے اب یہ جنگ ختم ہوتی ہے اور ٹرانسفر آف پاور اس طریقے سے ہوگا اور ہر revolutionary situation میں جو revolution کے لیڈر ہوتے ہیں وہ دراصل اقتدار لیتے ہیں۔ برصغیر میں یہی ہوا انڈونیشیا میں یہی ہوا خود چین اور روس میں یہی ہوا تھا الجیریا میں یہی ہوا زمبابوے میں یہی ہوا افغانستان کی حیثیت ایک revolutionary situation کی ہے revolutionary صورت میں لبریشن وار کو جو لوگ لیڈ کر رہے ہیں وہی نیچرل لیڈر ہیں وہی نیچرل پاور ہیں ان کو نظر انداز کرنا فی الحقیقت اس مسئلے کو نظر انداز کرنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج تک آپ اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں جناب والا! اسی خامی کو دور کرنے کے لیے یہ بات کی گئی کہ یہاں شورٰی منعقد ہوئی اور اس شورٰی کی شان میں بھی وزیر خارجہ نے ایک قصیدہ پڑھا ہے جس پر مجھے پوری طرح اتفاق ہے لیکن جناب والا! اگر وہ باتیں درست ہیں تو پھر اس شورٰی کے نتیجے میں جو عبوری گورنمنٹ وجود میں آئی دراصل یہی وہ broad based government کا آغاز ہے میں خود یہ چاہتا ہوں کہ جلد از جلد ہمارے ایرانی بھائی اس میں شریک ہوں اور میں پُر امید ہوں کہ بہت جلد انشاء اللہ ہو جائیں گے لیکن اس broad based government کو ماننا چاہیئے اور اس گورنمنٹ کو دنیا سے تسلیم کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے یہ ہے صحیح طاستہ پاکستان میں اور یہ نہ کرنا میری نگاہ میں آپ کا

پہلا strategic drift ہے۔

اس سلسلے میں جناب والا ! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان نو سال تک خاموش رہا۔ NAM کانفرنس میں یہ کوشش کی کہ کوئی چیز روس کے خلاف نہ آنے پائے لیکن اس تمام کے باوجود پچھلے ڈیڑھ سال سے وہ active ہو رہا ہے اور Indo-Soviet Alliance ایک خاص انداز میں افغانستان میں کام کر رہی ہے لیکن پاکستان اس پر خاموش ہے آج یہ بات ثابت شدہ ہے کہ سکڈ میزائل چلانے والے ایکسپرٹس روسی ہیں۔ روسی فوجوں کی واپسی کے باوجود ایک خاص تعداد میں روسی انجنئرز اور ڈرائیور افغانستان میں موجود ہیں آج یہ بات ثابت شدہ ہے کہ روسی فوجوں کی واپسی کے بعد ہندوستانیوں نے اپنا وہاں عمل دخل شروع کیا ہے اور اس سلسلے میں ائیر مارشل ایاز کا بڑا قیمتی مضمون دو قسطوں میں فرنٹیئر پوسٹ میں شائع ہوا ہے جس میں افغانستان کے فارن منسٹر کا خود اعتراف موجود ہے" ہاں ہندوستان سے ہمارے پرانے تعلقات ہیں وہ اکنامک پولیٹکل اور ایڈمنسٹریٹیو معاملات میں ہماری مدد کرتے رہے ہیں اور اس وقت بھی کر رہے ہیں اور جناب والا ! کوئی اور ثبوت چاہیئے تھا تو پرسوں کے اخبارات کے اندر یہ بات آئی ہے کہ حالیہ جلال آباد میں جو ہیلی کاپٹر گرایا ہے اس میں ایک ہندو ہیلی کاپٹر چلانے والا مارا گیا جس کا نام بھی دیا گیا ہے اس تمام چیز کے باوجود پاکستان خاموش ہے۔ offencive propaganda کابل سے ہو رہا ہے ماسکو سے ہو رہا ہے لیکن ہم ہندوستان کی involvement کے بارے میں منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے ہیں یہ کیسی خارجہ پالیسی ہے یہ کیا تضادات ہیں اس کو اگر میں strategic drift نہ کہوں تو پھر کیا کہوں۔

جناب والا ! میری نگاہ میں دوسرا strategic drift ہندوستان کے معاملے میں ہے میں اپنی حد تک بغور مطالعہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ان تمام چیزوں کو جو شائع ہو رہی ہیں۔ یہاں ہندوستان میں اور بیرونی ممالک میں اور ان میں سے درجنوں اس وقت میرے پاس موجود ہیں وقت کی کمی کے باعث میں شاید سارے ریفرنسز نہ دے سکوں لیکن جناب والا ! پوزیشن یہ ہے کہ پاکستان نے عملاً اس علاقے میں ہندوستان کی hegemony کو تسلیم کر لیا ہے آج تک پاکستان نے کبھی یہ پوزیشن قبول نہیں کی تھی ہمارے تو وجود میں آنے کا سبب ہی یہ چیز بنی ہم جانتے ہیں کہ ہندو کی ذہنیت کیا ہے۔ اس کا مذہب کیا ہے۔ اس کی

[Prof. Khurshid Ahmed]

سیاست کیا ہے، اس کی سائیکلوجی کیا ہے، آخر ایک ہزار سال تک برصغیر میں اکٹھے رہنے کے بعد کیوں اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ ہندوستان اور پاکستان، الگ الگ، آزاد ملکوں کی حیثیت سے وجود میں آئے۔ اس کی وجہ بنیادی طور پر یہی تھی لیکن آج عالم یہ ہے کہ اس پورے علاقے کے بارے میں جو ہندوستان کے عزائم ہیں، وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ اور جن سے صرف پاکستانی ہی پریشان نہیں ہیں بلکہ آپ انڈونیشیا کی پارلیمنٹ کے discussions کو دیکھیے، آسٹریلیا کی پارلیمنٹ کی discussions کو دیکھیے، ملائیشیا میں دیکھیے، ان تمام کی پارلیمنٹس، برابر اس بات پر غور کر رہی ہیں کہ انڈیا جو فوجی اسلحہ جمع کر رہا ہے جو نیول پاور بلڈ کر رہا ہے، اور ابھی اگنی میزائل، جن کو ابھی اس نے کل ہی ٹیسٹ کیا ہے ان سب کے consequences کیا ہونے ہیں۔ وہ اس علاقے کی منی پاور بن کر develop ہونا چاہتا ہے، ریجنل پاور بننا چاہتا ہے اور امریکہ نے اس کے اس رول کو تسلیم کر لیا ہے اور اب اپنی امریکہ نواز دوستی کی بنیاد پر ہم بھی ہندوستان کے آگے سجدہ کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جو سارک کانفرنس ہوئی، وہ پاکستان کے ماتھے پر ایک کلنک کا ٹیکہ ہے۔ آپ جنرل ضیاء الحق کو برا بھلا کہہ لیجیے آپ جونیجو صاحب کو اپنے سیاسی مقاصد کی خاطر برا بھلا کہہ لیجے اور ان دونوں سے مجھے اختلاف کرنے کا شرف حاصل رہا ہے، لیکن میں یہ بات صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ ان دونوں نے تعاون کی صورت کو باقی رکھا، سارک میں ہمیشہ اس بات کی کوشش کی کہ balance of power پاکستان اور دوسرے مسلمان ملکوں کے ساتھ رہے۔ انہوں نے اس بات کی کوشش کی کہ بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال، بھوٹان، مالدیپ اور پاکستان، یہ مل کر کوئی ایسا راستہ اختیار کریں کہ ہندوستان کے اس علاقے کے بارے میں جو عزائم ہیں، جو کوششیں ہیں، جو چالیں ہیں، ان کو contain کیا جا سکے۔ لیکن ہم نے اس کے بعد reverse کر دیا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ محض راجیو اور بے نظیر، یہ دو ہیرو ہیں اور باقی تمام irrelevant ہیں۔ اور ہماری وزیر اعظم صاحبہ اس حد تک گئیں۔ انہیں کوئی حیا محسوس نہ ہوئی، اس حد تک گئیں کہ انہوں نے اندرا گاندھی اور مجیب الرحمان کو tribute pay کینہ صرف اس غصہ کی بنا پر، کہ کچھ Heads of the State نے جنرل ضیاء الحق کو tribute pay کیا تھا۔ اگر یہ سطح ہے آپ کے سوچنے کی، اگر یہ سطح ہے آپ کے قومی اور بین الاقوامی معاملات کو طے کرنے کی، تو پھر کار طفلاں تمام خواہد شد والی بات ہے۔

جناب والا! ہندوستان آج پاکستان پر جو پریشر استعمال کر رہا ہے، سکھ کارڈ، کشمیر کا مسئلہ، معاشی تعاون، سیاسی دروازے کھلنا، common investments، اور cultural تعاون، پاکستان کی کتابوں میں ہندوستان کی تاریخ اور ہندوستان کے عزائم کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا، ٹیکسٹ بک کو revise کروانا، یہ ساری کی ساری چیزیں، ایک بڑے pattern کا حصہ ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ ہمارے وزیر داخلہ جب ہندوستان جاتے ہیں، اس کی جو رپورٹ ہندوستان کے اخبارات میں، میں نے پڑھی، اور اس کی جو رپورٹ پاکستانی correspondents نے پاکستان کے اخبارات کو بھیجیں، ان کو آپ پڑھ لیجئے، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کوئی بارڈر لائن نہیں، نہ ذہنی اعتبار سے اور نہ ثقافتی اعتبار سے، نہ غیرت کے اعتبار، نہ ایمان کے اعتبار سے، نہ سیاسی مقاصد کے اعتبار سے، اور اگر یہ اطلاعات درست ہیں کہ سکھوں کے معاملے میں، کشمیر کے معاملے میں، sensitive معلومات ہیں، جو ہندوستان کو pass on کی گئیں اور اہم پولیٹیکل پارٹی کی ایگزیکٹو کمیٹی نے اس مسئلہ پر openly ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں اور ان اخبارات میں جو کچھ شائع ہوا ہے، جو مذاق اور لطیفے شائع ہوئے ہیں، ان کو پڑھ کر شرم آتی ہے۔ ہماری اپنی ایک جداگانہ حیثیت ہے، اس کو آپ barter out نہیں کر سکتے۔

جناب والا! ہندوستان کی hegemony ہمارے لیے ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ میں صرف ایک ریفرنس پڑھ کر سناتا ہوں۔ لندن ٹائمز نے ایمپریل انڈیا پر ایک مضمون لکھا ہے، جس میں وہ کہتا ہے کہ

"India is even bigger than it looks. Its soldiers control a large part of Sri Lanka and keep order in the Maldives. It treats Bangladesh as a supplicant. It moves arrogantly across Pakistan to give support to the Afghan Government in Kabul which is Pakistan's enemy and now it is trying to turn Nepal into a vessel. Unfashionably Asia appears to be giving birth to an embryo super power with expansionist aims at a time when real super powers of the world are at least trying to look less menacing".

[Prof. Khurshid Ahmed]

جناب والا! پورا مضمون پڑھنے کے لائق ہے۔ ٹائمز کا مضمون پڑھنے کے لائق ہے، یہ سارے حالات ہیں اور اس کے بعد جو پالیسی آپ اختیار کر رہے ہیں، میں یہ نہیں کہنا چاہتا لیکن اگر آپ India Today میں جناب سینئر وزیر صاحبہ، مسز بھٹو صاحبہ، کا انٹرویو پڑھیں، جو انہوں نے ۱۹۸۲ء میں دیا تھا اور جس میں انہوں نے کس ممنونیت کا اظہار کیا تھا کہ انڈیا ہمارے ساتھ کیا کچھ کر رہا ہے، ہمیں سیاسی تائید دے رہا ہے، ہم تو انڈیا کے بارے میں بہت غلط فہمی میں تھے، اور جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے بھی اگر انڈیا سے ہزار سال تک جنگ کرنے کی بات کی تھی تو وہ شاید کسی اور مننگ میں کی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی پالیسی کا continuation ہے۔ جو آج ہو رہا ہے۔

'India Today' میں جو مضامین آ رہے ہیں ان کو آپ دیکھیے، ابھی Subranium کا جو پہلے Defence & Strategic Studies کا Analyst تھا مضمون آیا ہے اور اس میں اس نے کہا ہے کہ پاکستان میں ایسی حکومت جو آج ہے اس سے بہتر حکومت کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور ہماری ساری توجہ یہ ہونی چاہیئے کہ یہ حکومت باقی رہے۔ اگر اس کے لیے ہمیں کچھ Concessions دینے پڑ جائیں تو وہ بھی ہم دے دیں اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ concessions ہم سیاچین میں دے سکتے ہیں، فلاں جگہ دے سکتے ہیں۔ تو جناب والا! ہمارے لیے یہ تمام چیزیں حقیقت یہ ہے کہ بڑی پریشان کن ہیں، اور ہم مجبور ہیں کہ آپ سے یہ بات کہیں کہ پاکستان کی یہ قوم، ہندوستان کی بالادستی کبھی قبول نہیں کرے گی۔ یہ ہمارے لیے ناممکن ہے۔ ہم نے لڑ کر آزادی حاصل کی ہے۔ ہم اس ریجن میں اسلام، مسلمانوں کے حقوق، مظلوموں کے حقوق، چھوٹے ممالک کے حقوق کے علمبردار بن کر رہیں گے۔ اور کبھی بھی ہم ہندوستان کی بالادستی قبول نہیں کریں گے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس بات پر بھی پریشر استعمال کیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں سکھ ہائی جیکرز جو ہیں ان کو سزا دی جائے۔ یہ تمام چیزیں جو ہندوستان کر رہا ہے، پاکستان کی قوم، پیپلز پارٹی کا اس معاملے میں ہرگز ساتھ نہیں دے گی۔

جناب والا تیسرا strategic drift جو مجھے نظر آ رہا ہے، وہ امریکہ سے تعلقات پر ہے۔ جناب والا! جس طرح روس ایک colonial power ہے، اس طرح امریکہ بھی ایک colonial power ہے، وہ سپر پاور ہے، اس کے اپنے عزائم ہیں، اس کے اپنے مقاصد

ہیں، ہم سب سے دوستی چاہتے ہیں، لیکن امریکہ کے باجگزار بن جانا، تمام اہم معاملات میں امریکہ کے آگے سپر ڈال دینا اور امریکہ کے جو strategic interests ہیں، ان کا علمبردار بن جانا، یہ اس قوم کو ہرگز قبول نہیں ۔ مَیں جناب والا ! آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کو برسراقتدار لانے میں امریکہ کا ہاتھ ہے ۔ امریکن میڈیا کا ہاتھ ہے اور امریکن میڈیا میں یہ باتیں آرہی ہیں کہ

western communication media is being accused by Pakistanis of rigging elections in favour of Benazir.

مَیں وہاں سے کوٹ کر رہا ہوں۔

جناب والا ! امریکن ایمبیسڈر نے یہ بات کہی کہ crisis management میں ہم نے ایک رول ادا کیا ہے اور اس حکومت کو ہم برسراقتدار لا سکے ہیں ۔ جناب والا ! پاکستان میں آنے سے پہلے، ۱۹۸۶ء میں بے نظیر صاحبہ، امریکہ میں جاکر ایک خاص لابی سے تائید لے کر آئی تھیں اور یہ لابی وہی ہے جس نے ہمیشہ پاکستان کی مخالفت کی ۔ جس نے ہمیشہ انڈیا کا ساتھ دیا۔ یہی سولارز، یہی سینٹر گلینڈ، پنک، یہی وہ تمام افراد ہیں جو آج بھی پاکستان کے خلاف باتیں کر رہے ہیں، اور ہمارا عالم یہ ہے کہ ہندوستان کا وہ وزیراعظم جس سے برزنیف نے کہا کہ آج افغانستان میں جو حالات ہیں، اس کی بنا پر تمہیں تاریخی موقع مل رہا ہے کہ تم پاکستان پر حملہ کر دو، تو اس کے جواب میں ڈیسائی نے کہا کہ "نہیں" ہم اپنے فیصلے خود کرتے ہیں ۔ اس کو پاکستان نے اعزاز دیا اور ہم نے وہ اعزاز واپس لے لیا سولارز جس نے ہمیشہ پاکستان کی مخالفت کی، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ Israeli member of the Parliament from New York یہ اس کا title ہے امریکہ کے اندر، جو ہر معاملے میں پاکستان کی مخالفت کرتا رہا ہے، جس نے آج بھی، سی آئی اے کے ریفرنس سے شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق پاکستان کو امداد دینے کی مخالفت کی ہے، ان افراد میں اس کا نام ہے جنہوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی اور اب یہ افراد ہیں جنہیں ہم اعزاز دے رہے ہیں ۔ جنہیں ہم اپنا دوست قرار دیتے ہیں اور اسی سولارز کا ذکر آپ بے نظیر کی autobiography میں پڑھیئے، کس پیار کے ساتھ کیا گیا ہے، یہ حالات ہمارے لیے پریشان کن ہیں، جناب والا ! میں صرف ایک quotation دیتا ہوں

[Prof. Khurshid Ahmed]

جو پیپلز پارٹی کے ایک ہمنوا اخبار "ندا" ویکلی میں آیا ہے اور جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے کہ "اس وقت سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہم صحیح معنوں میں آزاد نہیں، ہماری سیاست اور ہماری اقتصادیات اس قدر سخت امریکی گرفت میں ہیں کہ ہم "چوں" بھی نہیں کر سکتے"۔ خود بینظیر بھٹو جانتی ہیں کہ اپنے اقتدار کے استحقاق کی منظوری حاصل کرنے کے لیے انہیں امریکہ کے بت کافر کے سامنے کس طرح عاجزی اختیار کرنا پڑی۔ حد یہ ہے کہ امریکی سفیر کے سامنے قوم کی قائد بے نظیر کو ایک امیدوار کی طرح پیش ہونا اور انٹرویو دینا پڑا۔ اور جب امریکی سفیر نے انہیں کامیاب قرار دیا تب کہیں جاکر صدر غلام اسحاق خان کی جانب سے ان کا پروانہ تقرری جاری ہوا۔ لوگ کہتے ہیں کہ صدر غلام اسحاق نے جو اچانک اپنا فیصلہ بدل دیا اور پانچ دسمبر کی بجائے یکم دسمبر، بلکہ درحقیقت اس سے بھی پہلے محترمہ بے نظیر بھٹو کی نامزدگی کا اعلان ہو گیا، وہ امریکی اشارہ پر تھا اگر یہ صحیح ہے تو ملکی سیاست کی یہ صورت حال، ہزار ہزار افسوس کے قابل ہے۔ اگر امریکہ ہمارے معاملات میں اتنا دخیل ہو گیا ہے تو یہ کسی بھی فریق کے حق میں اچھا نہیں۔ جناب والا! میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ drift جو امریکہ کی طرف ہوا ہے، یہ بڑا خطرناک ہے، بڑا غلط ہے ہم ان سے دوستی چاہتے ہیں لیکن اپنی آزادی، اپنی عزت، اپنے دین اور اپنے مقصد حیات کی قیمت پر نہیں۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے جناب والا! امریکی لابی جس طرح ساری دنیا میں کام کر رہی ہے کہ اب پاکستان ہیں، افغانستان میں fundamentalism آ گیا ہے اگر fundamentalism آ گیا ہے تو یہ گویا انکا سب سے بڑا چیلنج ہے۔

جناب والا! ان تین strategic غلطیوں کے بعد میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس اس وقت strategic opportunities ہیں۔ میری نگاہ میں جناب والا! پہلی strategic opportunity افغانستان میں ہے۔ یہ موقع قوموں کو بار بار نہیں ملا کرتا۔ جنرل ضیاء الحق صاحب، ہماری فوج اور پوری قوم نے اس معاملے میں بڑی بالغ نظری کا ثبوت دیا ہے اور جس مقام تک آپ پہنچ گئے ہیں خدارا اسے گنوانہ دیجئے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے عبوری حکومت کو تسلیم کیجئے۔ نمبر دو یہ کہ ایک diplomatic and political offence پوری دنیا میں چلائیے۔ جس طرح آپ نے اور میں صاحبزادہ صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ

افغان مسئلے کو دنیا کے سامنے introduce کرانے میں، اقوام متحدہ میں suport mobilize کرانے میں انہوں نے بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ دوبارہ وہی کردار ادا کریں۔ جس طرح دراب پٹیل کے لیے ایک فوج ظفر موج لے کر آپ لوگ نکلے اور لاکھوں روپیہ آپ نے ضائع کر دیا اور پاکستان کی بدنامی کا آپ باعث بنے۔ آپ اس کے مقابلے میں افغانستان کے لیے فوج کو لے کر نکلیئے اس وقت سخت ضرورت ہے ایک diplomatic offensive کی، media contact کیجئے۔ لوگوں سے ملیئے ان کی opinion mobilize کیجئے۔ مسلم ممالک، عرب ممالک Third World countries مغربی ممالک، ان میں اس کام کو کرنے کی ضرورت ہے ہماری آواز آج by default کمزور ہو رہی ہے تیسری چیز یہ ہے کہ ملک میں تائید حاصل کرنے کے لیے قوم کو اعتماد میں لیجئے۔ مجھے یہ بات کہتے ہوئے دکھ ہو رہا ہے کہ ہمارا ریڈیو اور ٹیلی ویژن افغانستان کے صحیح حالات قوم کے سامنے نہیں رکھ رہے۔ اُنکے ذہن کو تیار نہیں کر رہے۔ اور آخری چیز یہ ہے کہ اس کے لیے کوئی mechanism بنایئے کہ جس میں آپ bipartisan national policy افغانستان کے معاملے میں بنا سکیں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ہم کہنا چاہتے ہیں لیکن یہ ہے کہ open House میں کہنا مناسب نہیں ہیں لیکن اس کی ضرورت ہے کہ یہ کام کیا جائے۔

جناب والا! میری نگاہ میں دوسری strategic opportunity آپ کو کشمیر کے مسئلے کی حاصل ہے۔ ہم نے کشمیر کو وقتاً فوقتاً lip - service دی ہے۔ لیکن مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت ہماری حکومتیں کشمیر کے مسئلے کو بھول گئی ہیں پچھلے دس سال میں بین الاقوامی پلیٹ فارم پر اسکا ذکر ہوا جو قابل قدر ہے لیکن یہ کافی نہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج کشمیر جاگ رہا ہے آج کشمیر کا نوجوان اپنے خون کی قربانی دے رہا ہے آج وہاں کیفیت یہ ہے کہ پاکستان کے جھنڈے لہرائے جا رہے ہیں پاکستان کے نعرے لگائے جا رہے ہیں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو ایک پیراگراف پڑھ کر سنا دوں جو "Financial Times, London" کا پرچہ ہے اور ۱ مئی کے شمارے میں اُسکا Correspondent کشمیر سے ہو کر کے آیا ہے اور وہ آن کر کے یہ بات کہتا ہے کہ اس وقت کشمیر میں ہر جگہ یعنی پہلی بات آپ یہ سمجھئے کہ وہاں کے

[Prof. Khurshid Ahmed]

سابق پرائم منسٹر یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اس وقت ہندوستان سے الحاق کرکے غلطی کی ۔ یہ مسئلہ آج دوبارہ ہندوستان میں open ہوا ہے کہ plebiscite ہونا باقی ہے اور plebiscite کے بغیر کشمیر کی قسمت کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ وہ کہتے ہیں۔

"A restaurant owners says over 80 per cent of Kashmir Muslims don't want to be a part of India. They want to be a part of Pakistan. Kashmiries demonstrate their pro-Pakistani sentiments in every calculated manner to irritate India. A growing number put up Pakistan's flag on August 14th - Pakistan Day and illumined their houses. When President Zia-ul-Haq was killed in August last year roiting in Kashmir continued for five days because of the 'belief that India was behind it, etc. etc.

تو جناب والا! یہ strategic opportunity ہے کشمیر کے مسئلے کو اٹھائیے ملک میں اور بین الاقوامی سطح پر اٹھائیے۔ شملہ معاہدہ ہمارے پاؤں کی زنجیر بن گیا ہے ہمیں ایسی زنجیر نہیں چاہیئے یہ ہمارا حق ہے یہ کشمیریوں کا حق ہے اور آج کشمیری اس کے لیے جہاد کر رہے ہیں جدوجہد کر رہے ہیں politically اور otherwise کر رہے ہیں اُن کی مدد کیجیئے۔

جناب! تیسری strategic opportunity جو ہے وہ میری نگاہ میں فلسطین کا مسئلہ ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے فلسطین کا ذکر کیا ہے لیکن میری نگاہ میں بدقسمتی سے اس وقت ہماری فارن پالیسی میں فلسطین کیلئے low profiles ہیں پچھلے ڈیڑھ سال سے فلسطین نے جس قربانی جس بے مثال جدوجہد خون کا جو نذرانہ پیش کیا ہے اور استحصالی قوتوں کو اس طرح ہلا دیا ہے یہ ایک opportunity ہے ہمارے لیے کہ ہم آگے بڑھیں ان کی معاونت کریں ۔ اُن کی مالی مدد کریں ۔ اُن کی اخلاقی مدد کریں سیاسی اعتبار سے اس مسئلے کو اٹھائیں ۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ ایک نیشنل کمیٹی for supporting Palestine قائم کریں ۔ ہر ہر فرد اور حکومت contribute کرے آپ کو معلوم ہے کہ وہاں پر مسجد کے ذریعے سے ۔ کمیٹیوں کے ذریعے سے لوگ کام کر رہے ہیں لاکھوں افراد بے روزگار ہیں لیکن اللہ کا احسان ہے کہ ایک آدمی بھی بھوکا نہیں مر رہا ۔ سب لوگ مل کر کھانا کھا رہے ہیں۔ مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور امیر غریب ایک دوسرے

کے ساتھ share کر رہے ہیں - اور آج یہ جدوجہد صرف غزہ تک محدود نہیں ہے بلکہ ۱۹۶۷ء میں جن علاقوں پر اسرائیل نے قبضہ کیا تھا آج وہاں بھی پہنچے ہوتے ہیں - یہ strategic opportunity ہے - پاکستان کے لیے تاکہ وہ آگے بڑھے - ان مسئلے کو اٹھائے - ان تین strategic opportunities کے بعد میں جناب صرف یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ نیپال کے معاملے میں پاکستان نے بزدلی اور ہندوستان کی بالادستی قبول کرنے کا ثبوت دیا ہے - نیپال کی مدد کیجئے - ان کو supplies بھیجئے ان کی آواز کو اٹھائیے اور باقی تمام کو mobilize کیجئے سارک کے تمام ممالک کو، چین ہمارا بہترین دوست ہے اور جو Indo - China cooperation کے حالات پیدا ہو رہے ہیں چین کا ہمارا strategic مفاد ایک ہے ہمیں اس کو strengthen کرنا ہے اور میں اس سے آگے کہوں گا کہ آپ کو جاپان کو بھی involve کرنا چاہیئے جاپان ہمارے لیے economically, politically ایک بہت بڑا مددگار بن سکتا ہے کہ اُن سے دوستی آگے بڑھائیے اور اس کے ساتھ ساتھ وسط ایشیاء میں جو ہو رہا ہے اس سے آنکھیں بند نہ کیجئے - اس پر نگاہ رکھیئے اس کا مطالعہ کیجئے analyse کیجئے اور یہ دیکھئے کہ اس علاقے کے حالات سے کس طرح ہم عالم اسلام کے لیے قوت کا نیا خزانہ حاصل کر سکتے ہیں -

جناب والا! بنگلہ دیش میں محصور پاکستانیوں کو جلد از جلد پاکستان میں لانا، ایک بہت بڑی ضرورت ہے - اس معاملے میں مزید کوتاہی، تغافل ناقابلِ برداشت ہے - بیرون ملک پاکستانیوں کے معاملات کو اہمیت دیجئے اس کے لیے propery study کیجئے لوگوں سے contact کیجئے - اور بلاتفریق کون پیپلز پارٹی کا ہے اور کون دوسرا، تمام پاکستانیوں کی خدمت کیجئے - ساتھ ہی اپنے ڈیفنس کو مضبوط بنایئے ایسے کہ ڈیفنس کی مضبوطی اور Nuclear deterrence کی موجودگی کے بغیر آپ ایک مؤثر اور مضبوط خارجہ پالیسی نہیں چلا سکیں گے - آخری چیز یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ اپنی economy کی فکر کیجئے اس لیے کہ جس ملک کی معیشت کمزور ہو وہ ایک مضبوط خارجہ پالیسی نہیں چلا سکتا - شکریہ -

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ - جناب احمد میاں سومرو صاحب -

Mr. Ahmed Mian Soomro: Thank you Mr. Chairman. I realize the time constraint and would try to be within the period you expect me to take, although the subject is so important that it requires a lot of time to dilate on. I would also as far as

[Mr. Ahmed Mian Soomro]

possible try to avoid repetition of the very good speeches made by those who had earlier made speeches on the same situation.

Sir, we are grateful to the Foreign Minister for giving this opportunity to the Senate to debate the foreign policy. Object of this debate obviously Sir, is to guide the government in framing or carrying out the foreign policies. Unfortunately we have our restraints namely we do not have the amount of knowledge which is necessary to really contribute well to this subject because we do not have access to the files of the foreign office and, therefore, actually in many cases we do not know the correct facts or what are the constraints of the Government in doing or what they are doing. Realizing these constrains I would Sir, make an effort to put in whatever suggestions I deem in the interest of the country. All of us here are patriots, there may be a difference of opinion between us here but one fact I would on this occasion bring to the notice of the Prime Minister that she is the Prime Minister - elected Prime Minister of the country. She is not the Prime Minister only of Pakistan Peoples Party. Democracy demands that she particularly in the matter of foreign relations should try to take as many relevant persons and parties alongwith her. When she goes abroad, she represents the country, she does not represent the Pakistan Peoples Party. When she goes abroad she should take a reasonable number of Senators instead of avoiding to take Senators with her and anybody who goes out representing the country obviously is aware of the fact that there he is not representing or opposing any party but his behaviour there is to be and has to be in accordance with the interest of the country. I would, therefore, advise her that in these foreign delegations she should have representatives of both the Houses in such number she deems reasonable.

Sir, the policy of this Government as my learned brother pointed out ....

Mr. Deputy Chairman: I think we adjourn the House to meet again at 4.30 P.M. and Mr. Ahmed Mian Soomro will be allowed to continue his speech.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Actually I will finish in ten minutes.

Mr. Deputy Chairman: O.K.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, at this juncture I can not avoid eulogising the part played by the Foreign Minister. His experience, his honesty and his approach to the various subjects

have also made the Pakistan Peoples Party to utilize them and he has proved himself indispensible as already pointed out, he belongs to a party which is in the Opposition. But I am glad to see this working together of the parties on national issues because as Foreign Minister he does not represent any party, he represents the country which he has very ably represented. The corner stone of our foreign policy must always be non-aligned. We should not get involved in disputes with other countries or in their disputes *inter se* and we must have friendly relations with all our neighbours as long as it does not affect our integrity and solidarity and our sovereignty. Sir, here in this debate obviously we can not be sentimental, we have to be practical. There is no doubt that Pakistan and United States of America are together at present as a marriage of convenience. It is not a permanent marriage that can not be dissolved. Both are continuing this marriage of convenience because it is in the interest of both. We can not be sentimental and talk sentimentally against the United States of America. We must realize that we can not carry on in the present circumstances without the aid. If today we were to break our relations or integrize them, let us search our heart and see can we carry on economic? We want good relations with all. We must have good relations with United States of America and with Russia. There is no reason why our relationship with Russia can not be very much improved and made an equal partner in our relations as the Americans because the China and Russia after so long and such great enmity could have a rapproachment why can not we follow that policy. We have to follow a policy of attempting to have friendly relations with all our neighbours because that could make us and that alone could make us reduce substantially our defence expenditure and that money could then be utilized for our economic development for the development of the country.

Sir, as far as the Afghan policy is concerned there is a continuity from the previous government of Junejo or earlier government of Late Zia-ul-Haq Sahib. This policy of continuity has no doubt been also the corner stone from the United States of America. I think this continuity is the correct policy. We can not afford to let down the Mujahideen and at this stage I would say that an attempt for recognition of the interim government of Afghanistan in NAM is rather putting the cart before the horse unless we ourselves have recognized it. How can we prevail upon other countris to recognize it? Would they not say why are you not recognizing it first? What are the constraints? As I said we really have no access to the files. We don't know

[Mr. Ahmed Mian Soomro]

there may be some constraints with the government for not doing so that they would know better or take us in confidence in camera and let us know what are the positions. Therefore, for us at this stage to say that they must recognize or must not recognize it I think would not be correct for want of knowledge of all the correct facts Sir. Then as far as the Siachen Glacier is concerned Sir, from my knowledge which is very limited of course, I admit, I understand that two of the posts which are at a level of about 24,000 ft. or so above sea level. Similarly, on the Indian disputes on this both these posts are of no use to anyone whether to India or to us. They are very difficult to access. We and they are losing men and material just as a point of prestige. I think both the governmental representatives are meeting and if it does not affect our sovereignty these could be made this area into a no man's land, thereby saving men and material of Pakistan.

Sir, as far as the Nepal situation is concerned, I think, we must come forward to help them and help them in a manner which we feel is just and proper and substantially help to them. They are now being blockaded. From even humanitarian point of view, apart from being partners in SAARC, we must come to their help at this time otherwise Bharat would easily think of strangulating everyone. Their navy strength at present is much more than the strength of the army or airforce compared to Pakistan. What do they want to create a blockade of the navy ? How can we stand if God forbid they succeed in this blockade ? They are multiplying their navy very much in order to be the master of the seas. We must take note of that. We must, at least have a substantially defensive navy.

Sir, on the Afghan question, the present Government's policy, as I have said, is continuity. But we fail to understand the strange companionship of the present Government with its partner in the coalition in the North West Frontier Province. The policy of Awami National Party is completely opposite to the continuity being adopted by the Pakistan Peoples Party's Government. On such a main issue on our borders how long can this strange companionship last ? Where is the country drifting to - the continuity or the immediate partner on the border ? Let this be clarified. Take the nation into confidence. Tell us what is the correct position ? How are you going to end this tug of war between your two partners in the coalition ?

Sir, here, I would draw the attention of the Foreign Minister to a notice about something which has come to my notice from a quite reasonable and dependent source that is inspite of the

fact that we have a very able, experienced and honest Ambassador in India but visas for Pakistan are being sold there. They should take an immediate notice of this. Visas are being sold for Pakistan in Indian Embassy at Delhi. I will request them to please to take this matter seriously, enquire into it and the Ambassador as I said that he is an experienced and capable man and I am sure that this was brought to his knowledge, would by his means make efforts to see that we do this corruption there stopped.

Then Sir, something has been said about the Sindh situation involving India. Sir, I would not at this stage say so particularly being the Chairman of the Sindh Situation Committee unless we have substantial proof of it. It may be possible, it may not be. But to accuse a neighbourly foreign country we should have substantial proof and then there will be a serious charge. In the same way, they have no proof about the Sindh situation and it is incorrect for them also to level this charge against Pakistan unless they are able to prove it without doubt.

Then Sir, we heard about a decision in the SAARC Conference regarding abolition of visas for Parliamentarians visiting the SAARC countries. I would like to know from the Foreign Minister what has happened about that because no such instructions have come to our knowledge as yet. Then Sir, about the Khokrapar border, I would urge the government, people of southern part of Pakistan particularly Sindh have to travel such a long distance to Lahore in order to go to India. This must be considered because it was announced in the previous government of Muhammad Khan Junejo that they would open this border but upto this time it has not been opened. Then, before I end Sir, I would like to point out as to inspite of this border being closed what is happening ? I have myself had the opportunity of enquiring from a person stated to be from Bangla Desh as to how he came to Karachi ? He is working in Karachi and in Karachi, we know a lot of illegal immigrants particularly from those areas of Sri Lanka and Bangla Desh are working because they are cheaper and better for domestic service but their illegal emigration according to what has come to our notice during the Sindh Situation Committee is almost a million people. Why cannot we have a proper record of illegal immigrants entering our country and staying on. That Bangla Deshi cook, Sir, when I asked him how did you manage to come here ? He said, he was in a batch of about 50 persons, the Indian people brought him to the border and tell me you can go across. To get rid of them from their country and at the border he said he paid Rs. 2,500/- per person and all those fifty people

[Mr. Ahmed Mian Soomro]

were allowed to go ahead. Now, this is the state of affairs on your border. This is the state of affairs. Why cannot saboteurs cross from there by paying Rs. 2,500/- ? Why cannot they come and create horror in Sindh and in other parts ? Is the Government closing its eyes ? What are the Immigration people doing there ? What are the border people doing there ? And this is an incident which I have drawn from the horse's mouth. I will request the Government to take a serious note of this because this has its effect to a very large extent on the Sindh situation. Thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. The House is adjourned to meet again at 4.30 P.M. and the debate on foreign policy will continue.

(The House then adjourned to meet again at 4.30 P.M. in the evening).

[The House re-assembled after interval with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair]

جناب ڈپٹی چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جناب حسن اے شیخ صاحب-

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Chairman, foreign policy debate enunciated by the Foreign Minister Sahabzada Yaqub Khan.....

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب حسن اے شیخ صاحب! اس سے پہلے کہ آپ شروع کریں۔ میں گزارش کروں گا کہ آج اس بحث کو وائنڈ اپ کرنا ہے کیونکہ صاحبزادہ یعقوب صاحب ملک سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں اور تیرے سپیکر ابھی لسٹ پر ہیں جو سب بولنا چاہتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ آپ سب کچھ اس طرح adjust کریں کہ آپ سب بول بھی لیں اور صاحبزادہ صاحب وائنڈ اپ سپیچ بھی کر سکیں۔ اس سلسلے میں محمد علی خان صاحب! آپ کی کیا رائے ہے کس طرح ٹائم کا حساب رکھیں؟

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, I personally feel that those who are interested in taking part in the debate should have come here. You would announce their names and if they don't come then you ask the next person. And if there is no time then the House could consider that their time lapses and the Minister would be in a position to reply. Everything should be left to the House, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Right.

So, we will then stick to 15 to 20 minutes, as decided in the morning.

Mr. Muhammad Ali Khan: Not more than that.

Mr. Deputy Chairman: Right. Thank you.

Mr. Hasan A. Shaikh.

Mr. Hasan A. Shaikh: Thank you, Sir.

I must say that while you are giving 15 minutes time-limit for Members you should have also given the same strict time-limit to the Foreign Ministers to be present to hear everything and not to depend on the notes.

Mr. Deputy Chairman: His officers are there and he had phoned that he will be coming shortly.

Mr. Hasan A. Shaikh: I don't believe in notes, second hand notes taken by Minister of State or his officers. The Foreign Minister himself should be here because he is the architect or supposed to be the architect of this foreign policy, whether he is speaking his master's voice or today it is not his master, it is her......

Mr. Deputy Chairman: The Honourable Foreign Minister has telephoned that he will be coming shortly to the Chambers.

Mr. Hasan A. Shaikh: Yes. But you want to become very strict to the Members, I have no objection. I am not going to take longer, so, I have no objection.

Mr. Deputy Chairman: Please.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, the Minister's speech does not really touch all the aspects of foreign policy or what should be our foreign policy ? To speak of merely Afghanistan as being a major issue or the most important issues is not sufficient. Foreign policy permeates so many aspects of the policy and he has not touched upon for instance Kashmir itself. Kashmir has been the main issue of the Muslim League governments from the inception of Pakistan to this day, and even the former Muslim League government attached so much importance to Kashmir but for reasons best known to the Foreign Minister, may be

[Mr. Hasan A. Shaikh]

he was asked not to mention Kashmir, he was asked not to mention relationship between India and Pakistan. It is said that the relations are improving. I don't know what is improving ? To the best of my knowledge and belief, India has not changed its foreign policy vis-a-vis Pakistan to this day. It is still accusing Pakistan of encouraging the Sikhs to going to India or going to East Punjab to create trouble for Indian Government. As you know, Sir, there was a time when Pakistan Government was being accused of opening training camps for Sikhs in Punjab. In so far as Sikhs are concerned, they have been traditionally soldiers and the number of soldiers or the number of military personnel amongst the Sikhs is much larger than their proportion in the Indian population. They don't need any training in Pakistan and today, with their Air Force, with their Americans and Russians Cosmos and Sputniks we cannot conceal if we are giving training to anybody in Pakistan. They would have given us photographs of those trainees. The very fact that they have to this day not given any evidence of Pakistan giving training to the Sikhs in Pakistan area or sending them to India to create difficulties that shows that it was a false allegation knowing fully well, willfully false allegation against Pakistan. Our Foreign Minister has not even touched this aspect of our foreign policy. What answer are we going to give to India ? The only answer to India is that we must encourage Pakistanis to look to Pakistan for everything that they do and to stop India from creating false propaganda against Pakistan.

What has India done so far about Kashmir ? In 1948, they went to United Nations. It was Jawahrlal Nehru who initiated the reference to United Nations. They have not to this day, honoured the United Nations' resolution. Now, we are being told that the United Nations' resolutions are not sufficient. Simla Accord has also to be considered. Simla Accord was given to us by the former Government of Peoples Party. Peoples Party is, therefore, responsible for creating this problem against Kashmir's independence. It is the Peoples Party which has to answer why it agreed to Simla Accord which was un-necessary as far as Kashmir was concerned. Kashmir was already being dealt with according to the agenda of the United Nations. No mention was made by the Foreign Minister. Of course, Foreign Minister is not alone, there is a Prime Minister as other Members of this august House stated. There is Mr. Akhund who is supposed to be the Adviser. There is the Minister of State. There are Military Advisers and so many Advisers but my submission is that we should be frank with our own country, our own nationals and our parliamentarians including the Senate. The Foreign Minister should have said, "I am giving you restricted ideas about

foreign policy according to the dictates of my Prime Minister or the Leader of my Government". He should have admitted it. I know he cannot do that. If he does it, he will not remain there but today for all practical purposes they are giving a false image of Pakistan in the Senate. In the Senate they have not got the majority. They cannot persuade the Senators to accept their version of foreign policy.

The real thing to do is to create conditions for plebiscite in Kashmir, to create conditions for giving a correct version of what is happening in Kashmir. We every day hear that there is trouble in Indian part of Kashmir because people want that the plebiscite should be held. People want that Pakistan's role in the world affairs in the Islamic countries should be highlighted in Kashmir but there Indians would not like it. There was a time when Dr. Abdullah was out of power. He was pleading for the cause of Kashmiris. Today he is in power. He does not care for the cause of Kashmiris. He cares for his own government. All this should have been highlighted by our Foreign Minister. Our Foreign Minister is a talented man. He is a General and still he is a civilian Foreign Minister. He is a very able General. I am told, professionally he is a very good General but he had managed to remain where he is because of these compromises and settlement with the people in power. Now, the people in power must realize that ultimately the power stands in the hands of the people of Pakistan. For the time being you may say whatever you like.

It is being said that we will always accept the verdict of the judiciary. Judiciary is supreme. If judiciary is supreme then convictions made by the judiciary must be accepted. We are being told that General Zia executed Mr. Z. A. Bhutto. I have never taken side of General Zia. I have always opposed his ideas of Martial Law but I must say it was not he who convicted Mr. Z. A. Bhutto. It is the Supreme Court that by majority gave the decision which happens every day. I am a practising lawyer. I know that 3 to 2, 2 to 1, 7 to 5 - these convictions take place in High Court, in Supreme Court. All General Zia could have done was to exercise his prerogative, extraordinary power to commute the sentence or to give pardon but why should he have done that. I mean you cannot force a person to exercise his prerogative right. In law the conviction having been made by the High Court or the Supreme Court, thereafter the Head of State had nothing else to do than to keep quiet unless a case was made out. Only on the basis of being a political leader, I personally do not think, it would have been proper for General

[Mr. Hasan A. Shaikh]

Zia to give pardon but in any case if he had not given pardon how can you blame him. That is not your right to seek pardon from him. Day before yesterday the Minister of State for Information said that all Heads of States all over the world advised him (Gen. Zia) not to do that. He should have known that no Head of State would have advised or compelled him not to execute any person who was convicted by the Supreme Court. It is his prerogative. He may exercise the power, he may not. He had the power but he did not exercise it. Do other Heads of State also follow the advice of other people.

I was a personal friend of Mr. Zulfikar Ali Bhutto. I was very sorry that he was executed. I was very sorry that he was convicted but the fault lies with the machinery that set up his defence. I am not a criminal lawyer but I am told by a very good criminal lawyer who was entrusted with these papers, he said, if this case had been treated as an ordinary criminal case and not a political case there was every chance of being no conviction either in the High Court or in the Supreme Court but his lawyers, his advisers - they gave him different advice. Some people say he was himself a lawyer, therefore, he gave advice and that advice was followed, but we are not concerned with this. All we are concerned is the image of Pakistan. The image of Pakistan's judiciary should not be trampled unnecessarily in this fashion all over the world by people who are really not concerned with it. I have every right to say that so far as Pakistan's judiciary is concerned it has always acted in a fair manner.

In so far as the elections in Pakistan are concerned which brought about the Government of the Peoples Party I have not agreed with the verdict of the Supreme Court but I have no right to say that since I do not agree, therefore, Supreme Court is wrong. Supreme Court is the highest judicial authority and I will always accept, I will always submit, I will always surrender to their verdict whatever it may be. I cannot expect that they will accept my view. So, the Supreme Court's view, whatever it was, must be accepted by the Peoples Party.

My good friend Mr. Malik Qasim is here. He is looking at me, smiling at me. I know his condition. I was his friend. I was in the same political organ in which he was. We were together and I know what his view then was. He has a right to change. I cannot blame him. He has a right to change.

Any way, Sir, Sahabzada Sahib is here. I mean the Foreign Minister. I hope he has heard the speech of his leader made three days back that these are not the days of Sahabzadas and Shahzadas. It was not in reference to this Sahabzada. It was

in reference, I suppose, to Mohiuddin but he must remember that his position in the present context is that he gives his master's voice. I am sorry if I use the word 'his' because that is the way it is studied in English. We call 'Chairperson'. There is no Chairperson in your rules. The Chairperson is Chairman. You must always call Chairman whether it is male or female. I remember a case when I was in Bombay. Lilawati Munshi was the Chairman of the Standing Committee. She was addressed as Chairwoman. She said, "No, I am Chairman"; where is the provision for Chairwoman in your rules or the Corporation Act. The same way I think time has come when His Master's Voice - the Foreign Minister should reflect but should say these are not my views. He has got Mr. Akhund as the Adviser. He has got some Minister of State. He has got the Military Advisers and he himself, I am told he was a very good General known for professional ability and I have always great respect for him. Personally he has obliged me on one or two occasions by getting visa for my relations. When my wife died. I gave him a message. I told him that her (my wife's) sister would not be able to come here unless he intervenes and he did. I am grateful to him personally and I publicly acknowledge his debt of gratitude to me but I think, Sir, in the foreign policy he should not have ignored our relationship with India. He should have dealt with it to some extent. To say that we should be a part of India's hegemony in this area, in this region or to say that we have no complaint against India as far as its nuclear programme is concerned, is not correct. He should have mentioned 'Agni', which had already been fired on the day he made speech. He did not mention that. Was it not a part of foreign policy to have stopped India from its nuclear ventures, hydrogen bomb, Agni and for the matter of that the way in which they are asking Pakistan not to go ahead with its own programme and I want to tell him that if Kahuta does not exist, as Iqbal Ahmed Khan says, he has made a specific allegation against the present Government that Kahuta has been almost stopped from functioning. We must come out clearly and openly by saying, 'it is not the policy of the Peoples Party Government'. The Peoples Party in the days of Mr. Zulfiqar Ali Bhutto gave an assurance to the people of this country that he would fight India for one thousand years that he would go in for nuclear bomb but his daughter somehow or the other, although a Prime Minister, probably wants to better relationship with India by surrendering the cause of Pakistan to the dictates of Rajiv Gandhi. I know Rajiv Gandhi is a powerful man but I still think that all India understands is the language of strength and force that language Sahabzada Yaqub Khan should know better than I do because he was a General.

[Mr Hasan A. Shaikh]

My submission is that foreign policy must be dictated purely by requirements of Pakistan and not by the requirements of India, not by the requirements of America. United States knows, I have been to United States when they had stopped our aid during the days of Mr. Junejo and my feeling is that Americans understand very well. One of their Senators told me, 'yes I know you are going for bomb but I am not looking at that side while you are procuring bomb, I am looking at the other side. I want you to be given all aid,' I said but why do you say this ? He said, 'because if you do not manufacture bomb India will manufacture and throw it on you'. The Senator himself said this in his own chamber, that shows that Americans know what are our difficulties. If the present Government want to oblige Rajiv Gandhi they must come out clearly to say that we have given up with the policy of Zulfiqar Ali Bhutto. We are no more following the policy of Zulfiqar Ali Bhutto, we are following a new policy of appeasing Americans, appeasing Indians and appeasing everybody that wants to destroy Pakistan.

Pakistan is a country which only Muslim unity under the leadership of Quaid-i-Azam had set up in this part of the world. India has never accepted that position. India has not yet reconciled to the existence of Pakistan and the only thing our foreign policy makers should do is to ensure continued existence of Pakistan. It is only the strength of Pakistan that will make India to realize the necessity of Pakistan and if Pakistan's foreign policy makers don't think on those lines I will ask Sahabzada Yaqub who is an honourable man to realize that it is much better to get out of such a government rather than he remains in and does something which his conscience, I think does, not permit. Thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Syed Abbas Shah.

سید عباس شاہ : شکریہ جناب چیرمین ! میں جناب وزیر خارجہ کا ممنون ہوں کہ انہوں نے جب سے اس ملک میں جمہوریت آئی ہے پاکستان کی وزارت خارجہ کا قلمدان سنبھالا ہے اس وقت سے پارلیمنٹ کو پاکستان کی خارجہ پالیسی کے متعلق ایک چھوٹا سا خاکہ پیش کیا ہے پاکستان میں خارجہ پالیسی یقیناً ہماری ڈپلومیٹک بیورو کریسی تیار کر رہی ہے اور چند شارٹ لمحوں کے لیے اس میں عوامی نمائندوں کی رائے شامل ہوتی رہی ہے۔ میں جناب وزیر خارجہ کی جتنی بھی تعریف کروں جیسا کہ صبح میں نے ڈاکٹر شیر افگن

صاحب کے ایک جواب میں کہا۔

we are proud of his being in the office of Foreign Minister.

میں یہ کہوں گا کہ ہمیں ان کی موجودگی سے ایک تسکین ہے۔ ہر ایک کی اپنی رائے ہے جناب یقیناً ان کی مشکلات ہوں گی کیونکہ صاحبزادہ صاحب ایک پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور آج حکومت کسی اور پارٹی کی ہے لیکن قوم کو اور اس پارٹی کو ان کی موجودگی سے تسکین ہے۔ ایک سیاستدان کے طور پر خارجہ پالیسی تشکیل دینے میں ہماری سوچ دوسری ہوتی ہے اگرچہ یہ ہر ملک کی روایات ہیں کہ diplomates پالیسی کا خاکہ تیار کرتے ہیں بلیو پرنٹ تیار کرتے ہیں اور سیاستدان اس پر اپنی رائے دے کر اس پالیسی کو تشکیل دے کر چلاتے ہیں۔ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور ہماری خارجہ پالیسی کو اسلامی نظریات سے ہم آہنگ ہونا چاہیئے اور میں یہ کہوں گا کہ قریباً پچھلے چالیس برسوں سے پاکستان کی پالیسی کافی حد تک قومی نصب العین سے ہم آہنگ رہی ہے ہماری خارجہ پالیسی کا نصب العین ایک متوازن مضبوط اور طاقتور پاکستان ہونا چاہیے۔ آج جس موضوع پر زیادہ بحث ہو رہی ہے اور وزیر خارجہ نے جس کو بڑے واضح اور بڑے کھلے طریقے سے پیش کیا ہے وہ افغانستان سے متعلقہ پالیسی ہے۔ جیسے میرے کچھ دوستوں نے کہا پاکستان کا بہت بڑا مسئلہ مگر سب سے بڑا مسئلہ کشمیر اور آزاد کشمیر ہے ایک چھوٹے ملک کی حیثیت سے ہماری جو سب سے بڑی مشکل ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے گرد جو ممالک آباد ہیں ان میں بعض سپر پاورز ہیں اور بعض کافی طاقتور حکومتیں ہیں ہم نے پچھلے چالیس سال سے اللہ کے فضل سے دنیا پر ثابت کیا کہ ہمارا ملک single problem ملک نہیں ہے ہم نے دنیا کی سیاست میں ایک مثبت کردار ادا کیا ہے اگرچہ ہم کسی طور پر اس قابل نہیں ہیں کہ ہندوستان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو روک دیں مگر یقیناً ہم کسی کی اپنے ملک میں مداخلت برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہماری پالیسی کا نصب العین یہی ہونا چاہیئے اس ملک میں امن ہو اور اپنے ہمسایوں کے ساتھ امن سے رہیں لیکن اس چیز کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ ایک طاقتور ہندوستان پاکستان کے لیے خودکشی کے مترادف ہوگا اور پاکستان اس کا مقابلہ نہ کرے اور اس کے لیے تیاری نہ کرے تو یہ ہماری سب سے بڑی کمزوری بلکہ جیسے میں نے آپ کو کہا کہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔ جب سے یہ حکومت اقتدار میں آئی ہے ہمارے فوجی بجٹ کو کم کرنے کے متعلق باتیں ہو رہی ہیں۔

[Syed Abbas Shah]

میں کہتا ہوں کہ قوم اور خاص کر پاکستان کی غیور قوم اس کے لیے تیار ہے کہ ہم خود بھوکے رہیں لیکن اپنی افواج کو آج کے ماڈرن ہتھیاروں سے لیس کریں کیونکہ جس وقت فوج کمزور ہو گی تو ہندوستان کسی طور پر نہیں رکے گا اور ہمیں ختم کر دیگا اس کے لیے ہمیں مقابلہ کرنا چاہیئے ہم ٹیکس دینے کے لیے تیار ہیں ہم بھوکے رہنے کے لیے تیار ہیں ہم ایک چھوٹا سا جانگیا پہن کر پھرنے کے لیے تیار ہیں لیکن ہم اپنی آزادی اور خود مختاری کو کسی طور پر سلب کرنے کی کوششوں کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔

جناب والا! میں یقیناً افغانستان کی پالیسی کی طرف اور اس کے جو اثرات ہم پر مرتب ہو رہے ہیں ان کی طرف بعد آؤں گا پہلے میں شملہ سمجھوتہ، جس کی طرف میرے دوست حسن اے شیخ نے اشارہ کیا پر بات کروں گا۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ شملہ سمجھوتہ اپنی افادیت کھو چکا ہے۔ ہندوستان نے سیاچین پر جو کہ پاکستان کا حصہ ہے حملہ کیا۔ اس لیے ہمیں شملہ سمجھوتہ کو اب totally discard کرنا چاہیئے اور اس کے متعلق سوچنا بھی نہیں چاہیئے۔ اس پر بات کرنا بھی چھوڑ دینا چاہیئے۔ ہمیں اس سے آگے بڑھنا چاہیئے۔ ہمیں اپنا کیس اقوام متحدہ میں پیش کرنا چاہیئے۔ ہمارے کچھ diplomates کی رائے یہ ہے کہ ہمارا یہ last alternative ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ last alternative ہتھیار ہوتے ہیں اور یقیناً اگر ایسے حالات پیدا ہوئے تو پاکستان اس سے کبھی بھی دریغ نہیں کرے گا۔ لیکن جیسے کہ ہمیشہ اس ملک نے کوشش کی ہے کہ ہم اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق، وہاں یہ ایشو پیش کریں۔ کیونکہ جناب والا! شملہ سمجھوتہ کی کوئی value نہیں رہی۔ وہ ملک جس کے ساتھ آپ کا سمجھوتہ ہوا ہے، اس نے تو اس کو violate کر لیا ہے۔ پچھلے اٹھارہ سالوں میں مجھے بتائیں کہ اس میں کیا پیش رفت ہوئی ہے؟ کشمیر کے مسئلہ کے حل میں کیا پیش رفت ہوئی ہے؟ ہندوستان committed ہے۔ دنیا نے اس پر ریزولیوشن پاس کیئے ہیں۔ کہ کشمیر میں استصواب رائے ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت تھی وہاں پر پاکستان بنا، اور کشمیر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت ہے اور یہ پاکستان کا حصہ ہے اور وہاں کے عوام کی یہ خواہش ہے جناب والا! صرف اسی صورت میں کہ وہاں استصواب رائے ہو۔ اس سمجھوتہ کی پابندی کی جاتے۔ میری پارٹی میں بھی یہ آواز اٹھی ہے کہ شملہ سمجھوتہ کو ختم کرکے ہمیں دوبارہ

اقوام متحدہ میں جانا چاہیئے اس وقت ہمارے گردونواح میں جو پیش رفت ہو رہی ہے اور جو تیزی سے تبدیلیاں بین الاقوامی سیاست میں آ رہی ہیں، خاص کر روس کی Glasnot Prestroika پالیسی کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور اپنے اس طاقت ور ہمسایہ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہیے۔ ہمیں آگے بڑھنا چاہیئے۔ یقیناً افغانستان میں روس کی موجودگی ہمارے تعلقات کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھی۔ افغان عوام، افغان مجاہدین جنہوں نے اپنی آزادی کے لیے جدوجہد کی۔ انشاء اللہ یقین سے کہا جاتا ہے کہ اگلے چند ماہ میں وہاں پر عوام کی مرضی کے مطابق حکومت قائم ہو جائے گی۔ ہمیں کسی طور پر بھی افغان مجاہدین کے cause کو abandon نہیں کرنا چاہیئے۔ جناب وزیر خارجہ صاحب نے کل اپنی تقریر میں کہا کہ ہم افغانستان کی حکومت کو اس لیے تسلیم نہیں کرتے کہ یہ عبوری حکومت ہماری سرزمین پر قائم ہوئی ہے۔ جناب والا! یہ حکومت یقیناً اس سرزمین پر قائم ہوئی لیکن جو حکومت وہاں پر قائم ہے اور جس کے زور سے قائم ہے، اس کے اپنے بیانات کے مطابق ۸۰ فیصد علاقہ ہمارے ان مجاہدین کے کنٹرول میں ہے۔ اب تو دنیا فلسطین کو تسلیم کر رہی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ پاکستان کسی کی خاطر، کسی بڑی طاقت کی خاطر، اپنے ان اصولوں سے کیوں ہٹ رہا ہے کہ ہم اس حکومت کو تسلیم نہ کریں۔ جناب والا! افغانستان کا مسئلہ، اور اس کی جو جغرافیائی پوزیشن ہے وہ تقریباً ہمارا مسئلہ ہے۔ کیونکہ یہ جنگ جو لڑی گئی ہے اس میں ہم نے ایک بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ یہ کردار ہمیں مجبوراً ادا کرنا پڑا۔ کیونکہ اس کے اثرات ہم پر آ رہے تھے آج اس کردار سے وہ جنگ جو کہ مجاہدین نے اپنی بڑی قربانیوں سے جیتی ہے، جس میں پاکستان کے عوام کی بھی بڑی قربانی شامل ہے، آج ہم اس لئے ہار رہے ہیں کہ ہم چند لوگوں کو اور چند حکومتوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب والا! یقیناً ہر ملک اور ہر قوم کے اپنے مفادات ہوتے ہیں اور وہ اپنے قومی مفاد کی خاطر اپنی خارجہ پالیسی چلا رہے ہیں۔ امریکہ کا اپنا مفاد ہوگا۔ انگلستان کا اپنا مفاد ہوگا۔ اور ہمیں اپنے مفاد کے مطابق اپنی پالیسی کو چلانا چاہیئے۔ پاکستان کے سارے عوام اس بات پر متفق ہیں کہ اگر ہم نے گیارہ سال افغانستان کے عوام کو اپنا تعاون دیا ہے تو آج کس بنیاد پر ان سے اس تعاون سے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ اور ان کی حکومت کو تسلیم نہیں کر رہے ہیں۔

[Syed Abbas Shah]

جناب والا! میں اس امر کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ عربوں کے ساتھ اور دوسرے مسلم ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات بہتر ہونے چاہیں۔ جیسے کہ میں نے پہلے کہا کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور ہمیں اپنے نیشنل انٹرسٹ کے بعد جیسے کہ پہلے بھی کیا گیا ہے کہ مسلمان ملکوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے تعاون اور جدوجہد کرنی چاہیئے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم کسی طور پر بھی بڑی طاقتوں سے مرعوب نہ ہوں اور اپنے اسلامی اور برادر اسلامی ممالک کے cause کے لیے اسی طرح لڑتے رہیں جیسے کہ ہم نے پچھلے سالوں میں کیا ہے میں یقیناً چین کے ساتھ اپنے تعلقات کا ذکر کروں گا جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قراقرم اور ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی سے اونچے ہیں اور مضبوط تر ہیں اس ملک کو ہمیں ہمیشہ سب سے قریب رکھنا چاہیئے اور اس کو اولیت دینی چاہیئے۔

ایک اور مسئلے کی طرف میں اپنے وزیر خارجہ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ پچھلے پیپلز پارٹی کی حکومت، جیسے انکی عادت تھی کہ وہ جلدی میں فیصلہ کیا کرتے تھے، کہ انہوں نے کامن ویلتھ سے علیحدگی کا فیصلہ کیا اور اس کی سزا اب وہاں ہمارے پاکستانی بھائی بھگت رہے ہیں۔ اب ہمیں اپنے پاکستانی شہریوں کی protection کے لیے جو کہ وہاں پر آباد ہیں، کامن ویلتھ میں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ میں یہاں پر ایک چیز اور بھی کہوں گا کہ جس وقت ہم اپنی افواج کے لیے اسلحہ مہیا کرنے کا پروگرام بنائیں تو اس ضمن میں اولیت اپنی بحری فوج کو دینی چاہیئے کیونکہ اس کو مضبوط کرنے کی سخت ضرورت ہے اور یہ کمی محسوس ہو رہی ہے۔ وہ ہماری بحری طاقت ہے بری طاقت میں اللہ کے فضل سے ہم کسی حد تک ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن پچھلے گیارہ سال میں بحری طاقت کو completely ignore کیا گیا ہے اور اس کے لیے قوم پر جس قسم کا ٹیکس لگایا جائے گا قوم اس کے لیے تیار ہو گی۔ لیکن ہندوستان کے مقابلے میں اس کو کم از کم defensive حالت میں لانے کے لیے بڑی زبردست ضرورت ہے خارجہ پالیسی پر بحث کے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں اپنی قوم اور حکومت وقت کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں۔ جناب والا! میں اپنے وزیر خارجہ کی مشکلات کو محسوس کر رہا ہوں لیکن جن چیزوں کی طرف میں آپکی توجہ مبذول کرا رہا ہوں یہ قوم کی ضرورتیں ہیں ہمیں ہندوستان کی بالادستی کو تسلیم نہیں کرنا چاہیئے اور اس سے مقابلہ کے لیے ہر وقت تیار ہونا چاہیئے۔ ہندوستان کبھی ہمارا دوست نہیں ہو سکتا۔ اس نے

پچھلے چالیس سال میں ہمیں نقصان پہنچانے کا کبھی موقع ضائع نہیں کیا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیرمین: شکریہ! جناب بشیر احمد صاحب۔

Mr. Basheer Ahmed Matta: Thank you very much, Mr. Chairman.

It is doubtful whether justice can be done to a subject of the importance of the foreign policy of a country in such a rushy and brief debate. But I think we will have to make do with whatever time is available. At the same time, I would suggest that whenever another debate takes place on the subject of foreign policy, it would be in the fitness of things if a little longer time is allocated to it.

Sir, the foreign policy of a country does not operate in space. As you are well aware, the foreign policies of countries are affected by factors some of which are in their control and some of which are beyond their control. The very focal point from which the foreign policy of a country springs is its geo-political context. I don't want to go into details because there are books available on the subject and our Foreign Minister, who is such a seasoned diplomat, must be well versed in what geo-political context means. But basically, Sir, a country's foreign policy depends on its location in space that is on earth, its potential in manpower, its resources, and also on its aims and ambitions. Because the aims and ambitions of a country give its policy the direction which it wants to pursue in the arena of nations. Now, it is from one country that this impetus springs. But there are other countries in the international community. There is a comity of nations, Sir,and it is not one single country which inhabits or which controls the entire globe. There are other countries with whom you have to live and with whom you have to interact. The potential, the power and the ambitions of other countries interact with that of a particular country and the sum total, the resultant, is the practical foreign policy of a given country. If a country achieves even a modicum of adjustment in the world in which it lives, we generally say that the foreign policy of that country is successful. But if it does not achieve that adjustment, that accommodation, that breathing space, which all countries and nations need, then we say that its foreign policy is not successful. Having said so, Sir, now I come to the facts of our own country.

[Mr. Basheer Ahmed Matta]

way that it is disentangled from the clutches of America and aligned to Pakistan's immediate interests and to the interests of peace in this region.

Sir, what one desires is very different from what one achieves or can achieve. Pakistan here in this area is a middle sized country. It has a significant population and it has considerable resource potential. But its resource can be exploited only if its policies are given a positive direction. Sir, some of my honourable colleagues here are usually carried away by sentiments. Foreign policy is a very serious matter when we should eschew sentiments and live with realities. I would suggest that Pakistan should pursue a policy of amity, accommodation and adjustment with the countries which are immediately neighbouring its borders. It should recast its foreign perspective and gradually distance itself from America and her Western camp followers who have no interest in this country except their own global interest. I realize, Sir, that recasting foreign policy is not a small task, it is a very difficult job. But, if our Foreign Minister gives it some serious consideration at this stage, I think, in the course of time and with the passage of years, we will be able to change the direction of our foreign policy, and instead of becoming a pawn in the hands of distant imperial powers we will evolve a policy which suits our interests and which agrees with our objective conditions.

Now, Sir, I will come to the specific issue which has been agitating the mind of the nation and which concerns Afghanistan in our neighbourhood. What has been stated by the honourable Foreign Minister and some other members of this House conveys two different pictures of our policy. On the one hand it is said that Pakistan does not intervene in Afghan affairs; on the other hand we have heard here words to the effect: "host country to the insurgency". Now these two things do not tally together. If we do not intervene in Afghanistan, then I would simply ask just one question: if an assembly, if a congregation is convened in Islamabad of people who are supposed to form or who have already formed an interim government for Afghanistan, then how can it be an act other than that of intervention? Kabul, not Islamabad, is the capital of Afghanistan. If a congregation is hosted in Islamabad wherein a government is instituted, then I think by every definition of the word it is a clear intervention in the affairs of Afghanistan, and for that we have no warrant either in the Geneva Agreement or in international law.

As a neighbouring country, I agree, Sir, that it was our concern that we should bring about the prevalance of peace

We are located in this region and, considering the context which I have placed before you, Sir, I think the foremost important country from the point of view of Pakistan's foreign policy s India. The whole of Pakistan's foreign policy (except for this nterlude during which Pakistan has now taken upon itself the burden of problems belonging to Afghanistan) has, indeed, been evolving around the focal point of India. The second most import-nt country from Pakistan's foreign relations angle is Afghanistan. The third is China, the fourth Iran and the fifth Soviet Russia. Although Russia is not our immediate neighbour but, being a ery near super power, it is practically an immediate neighbour. t can reach out in many respects and cast salutary or injurious ffects on the policies and progress of Pakistan.

Now, the architects of foreign policy, the founding fathers f Pakistan's foreign policy, while formulating the first a, b, c, d f foreign policy, should have taken all these factors into consi-eration. I fail to understand, Sir, that ignoring some very import-nt factors and facts, they at that point of time chose to allign emselves with America and other Western powers, which gave certain direction to the foreign policy of Pakistan which, the long run, has succeedingly proved injurious to the interests Pakistan. In short, Sir, Pakistan's interests were aligned with e global interest of America particularly and other Western wers generally. Now you can well imagine, Sir, that America, ich is thousands of miles away, what interest can it have a distant country like Pakistan located in Asia? It can have t one interest and that is its strategic global imperialist interest. it can make use of a country like Pakistan, then it will come oser to it, but if it cannot, then it will have no interest in For instance, Sir, what interest can we have in a country uated somewhere in Latin America, except if we have some obal interest to pursue there and it can be upheld through So, America has consistently been trying to use Pakistan in s region for its own imperialist interests. As a result, we ve been exposed, from the beginning to the injurious consequen-s of this misguided policy and suffered a lot. I suppose, in the eater context I will come to the specific issues later, but the greater context, I would request the Foreign Minister to nsider whether now the time has come for Pakistan to recon-er the major moorings of its foreign policy. I say this because see that changes are taking place in Asia. Sir, you aware t the Russians have revised their internal political philosophy aims. A similar change is taking place in China. Now these powers are coming closer together. In such an atmosphere I a chance for Pakistan to recast its foreign policy in such a

[Mr. Basheer Ahmed Matta]

in Afghanistan. But for that we should have adopted a broader approach to the issue. Had we (use often say broad-based) ourselves adopted à broad-based approach towards this problem, the injurious consequences of the problem could have been mitigated. For instance, when we instituted leaders of the Muhajireen, who also are our brothers, who are our neighbours, who could also as a neighbouring country have invited the other side and asked them to send their emissaries to Islamabad, sit with their brothers and evolve a consensus among themselves. Sir, the steps that we have taken here in Islamabad have not proved sufficient. It was surmised, it was though that when he Russians will withdraw (according to the Geneva Accord they were committed to withdraw) the Afghan Government will collapse and the Mujahideen will have a walk over. That thing, Sir, has not happened. We cautioned against such thinking at that time also. Now that the Russians have left, who are the ones fighting against Mujahideen? Are they ghosts or genii? They are the people of Afghanistan and they represent a considerable segment of the people of Afghanistan. We do not want to take issues with anyone or take sides. What we say is that peace is imperative. Nobody is a victor in the wars of the 20th century. Everybody is a loser. What we need in Afghanistan is peace and for that peace, whether for good or for evil, it is necessary that the two major sides and even all the factions of the Afghan conflict should come together and evolve a consensus and on the basis of that consensus institute a government. That government then will be stable. It will induce stability in Afghanistan and it will promote peace in the region. The policy we are now pursuing, the policy on which we were really launched by the Americans - this policy, where will it lead to us to, Sir? The Afghan war is going on. It is not coming to an end and we are now gradually inching towards involvement in the war ourselves. The war between the Mujahideen and the Afghan Government instituted in Kabul is not coming to an end, Sir, and now by degrees we the country, the State of Pakistan is now itself getting gradually involved in the war which previously was between the Afghans. I say, Sir, this is a very dangerous trend. Previously the Americans used to say that they would fight the Russians to the last Afghan. Now, I think, they are prepared to fight the war even at the cost of peace in Pakistan. For this, Sir, I will give you a very revealing instance. The other day I read in the news paper (I will not quote the whole paper because it will take time and I am conscious of time) statements made by the CIA Director, Mr. Webster, and another gentleman, Mr. Glen, who together spoke in very queer and strange terms. Mr. Webster said that they were not very sure whether Pakistan had atomic capability or not. He threw this feeler in order

to pressurise Pakistan, indicating to Pakistan that now it was difficult for the President of the United States to sign the certificate which was necessary for releasing aid to Pakistan. On the one hand he said that they were confused and did not know how far Pakistan had gone in atomic research and it was difficult for them to certify her status; but on the other hand Mr. Glen, who is the National Affairs Committee Chairman, I think the Senate's National Affairs Committee, said that they knew that Pakistan had acquired nuclear capability but there was this Afghan question. What does it mean, Sir? This is the proverbial stick and carrot policy of imperialist powers. On the one hand they intimidate Pakistan; they tell Pakistan: "Look, we can stop your aid because you have nuclear capability". On the other hand they say, "No, we will give you concession if you pursue the present policy". In clear terms it means if Pakistan lends itself to be the conduit for the transportation of American armament for Afghan Mujahideen, then the U.S. will give her various aid. So far so good; but what will be the end result of this policy which we have been pursuing? There were excessive hopes at one time when some people in this country thought that the Afghan Government would collapse in a matter of days. In fact, some journalists from here went and interviewed Najibullah and asked him where would be flee when the Mujahideen would capture Kabul. He gave a reply which I do not want to repeat. The point is that there was an excessive expectation which has not materialised.

Now, Sir, where do we go from here? The Russians have gone to their country. They have revised their internal as well as external stances. In fact, they have undertaken a historical revision of the norms to which they have been holding for 60 or 70 years. The Chinese are undergoing a similar process. A general liberalization is taking place in Asia. Under such circumstances, why is Pakistan not reconsidering its approach? Previously it was very weary of Russia. People here used to say. "Communism is coming". But even at that point of time Pakistan had very good relations with China. If it was really a question of Communism, then the Chinese were more die-hard communists than the Russians because they dubbed the Russians as revisionists; that was not the real question. The other apprehension was that Russian would expand and in the process envelpe and overlap Pakistan. That also has now been proved false. It was a theory of the 19th century British imperialism that Russia would march to the warm waters. The people had come from cold waters - from six thousand miles away - had put this theory into currency.

[Mr. Basheer Ahmed Matta]

Now, that was Czarist Russia and the Russians also were perhapse tickled by the idea of going to warm waters in the time of Czars. But now the whole thing is changed. Russia is now a different country. This is proved by the fact that although they once came there, they have gone back from Afghanistan, whatever the reasons. Now no danger is posed on that score. What I would suggest, with all sincertity, to the Foreign Minister is that we must open windows and bridges towards Russia also; and we must, gradually be degrees, disentangle curselves from the global interests of America, because the aid they are giving us is no aid really. The conditions which are attached to it and the cost that it demands are unacceptable.

Now, for the present I would suggest, Sir, that we should have a constructive attitude towards Afghanistan. We should try to promote peace in that country because we have our own problems. We cannot afford to go to war with Afghanistan on an issue which is internal to them. It is neither necessary, nor warranted, nor desirable. Here, Sir, you take up any paper in Pakistan and you will see that there are appeals and appeals in every paper. Look at your economic situation. The budget is coming and people are crying. Today I was looking through a paper and the Textile Mills Association has issued a big appeal to the Prime Minister. The Schools Association has issued appeals. Look at the situation in Sindh. Look at the confrontation between Punjab and the Centre. In this situation how can you afford to indulge in the luxury of a war on your western borders? I do not know who is the Defence Minister; perhapse there is a Deputy Minister for Defence; but how can you afford confrontation on two fronts, Sir, with your size, with your resources and with your problems? I, Sir, have no compunction in saying that we need peace, we need to promote peace, and we need not intervene in the affairs of Afghanistan.

Lastly, Sir, I would draw your attention to what is the stated policy of the Government of Pakistan as given in the President's Address to the Parliament. I will quote it, Sir. It is in accord with and uphold the Geneva Agreement. Sir, if Geneva Agreement was not necessary then why did we waste so much effort on it and why did we shower encomiums on those who achieved this Accord. Geneva Accord is an international obligation and we have to honour it. If it was not necessary then why was it derived? Here Sir, in the statement of policy of the Government of Pakistan, it has been stated about Afghanistan very specificially:

جہاں تک افغانستان کا تعلق ہے ہم جینیوا سمجھوتے کو ایک تاریخ ساز کارنامہ سمجھتے ہیں
جس نے مسئلے کے جامع حل کے دروازے کھول دیے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ افغان مسئلے کا جامع
حل عزت اور وقار کے ساتھ مہاجرین کی اپنے گھروں کو واپسی کے لیے ازحد ضروری ہے۔

There is not even the term 'Mujahideen' used, only 'Muhajreen'. At that point of time we were with 'Muhajreen'.

اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب جنیوا سمجھوتے پر پوری طرح عمل کیا جائے اور افغانستان میں وسیع تر بنیادوں پر۔

Now what is " وسیع تر بنیاد " Sir? It is not what we have been working on. How can you say that only one side to this whole conflict is the " وسیع تر بنیاد "? What will the other side do? If that side is irrelevant, Sir, then with whom was this Geneva Accord signed? It signed with the side which you now say is rrelevant. That was the side with whom you signed, becuase they vere the defecto rulers of Afghanistan. How can you sign an agreement with a government and then tell it to dissolve its ntity. Who can sign his own death warrant? How can States ct like that, Sir? Now, I go further, Sir:

اور وسیع تر بنیادوں پر ایک ایسی حکومت تشکیل دی جائے جو افغان معاشرے کے ہر حصے اور وہا کے عوام کے لیے قابل قبول ہو۔

xactly a similar amendment had I proposed some three months go to the resolution which was moved in this House, but my mendment rejected. Now, on the one hand the government as stated this and, on the other hand, when I proposed in my mendment that a government representing every faction of e Afghan nation as a whole should by consensus be installed so at the cherished aspirations of the entire Afghan nation could fulfiled, it was rejected by this very House. But, never the ss, in the formal policy is clearly stated here. Sir, without ch an approach you cannot reach peace. Look, Sir, Najeebullah s even time and again offered that if a general national con- rence or Jirga, was convened and if that Jirga decided that should leave power he should leave power he would leave wer. But at the same time he says that he will not leave wer by force. It clearly shows that he is amenable to negoti- ons. Why don't they sit to negotiate with him, Sir? Why can't , who are "the host country to insurgency" according to my end, be a host country to amity? We can play host and put m together. We can get them together and ask them: "Look, are our brothers, you are both Muslims, you are our neigh- rs. Sort out your problems and we will help you". I think t mutual consultation and accommodation among Afghans the only policy that will in the end prevail, Sir, a time will ne, we will all be here if we are living, and you will see t that will be the only way out. There cannot be any other by which the current Afghan problem can be solved. Thank very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Mr. Hussain Bakhsh Bangulzai.

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب چیئرمین !

نغمہ کجا و من کجا ساز و سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقہ بے زمام را

آج ملک کی خارجہ پالیسی اس معزز ایوان میں زیر بحث ہے۔ ہمارے ملک کے ایک قابل فخر فرزند ڈپلومیسی کی دنیا میں ایک عظیم نام اور پاکستان کی خارجہ پالیسی کو ترتیب دینے والی ایک اہم شخصیت صاحبزادہ یعقوب خان صاحب نے جس فصاحت اور بلاغت کے ساتھ پاکستان کی خارجہ پالیسی کو اس ایوان میں پیش فرمایا یہ انہی کا حصہ ہے لیکن اپنے فرض منصبی کے حوالے سے کچھ حقائق کا اظہار ہم پر فرض اور ضروری ہے، جناب والا! اس ایوان نے اکثر اوقات میں حکومت وقت کی اپنے زرین خیالات، سفارشات، معروضات اور گزارشات کے ذریعے رہنمائی کی ہے میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی تقریری مقابلہ کرنا نہیں ہے کہ لفاظی کا سہارا لے کر شعلہ بیانی کے ساتھ حقائق کو مروڑا جا سکے۔ جہاں

تک پاکستان کی خارجہ پالیسی کا تعلق ہے اور جہاں تک دنیا میں کسی بھی خارجہ پالیسی کا تعلق ہو
سکتا ہے ظاہر سی بات ہے کہ ہر ملک اپنی geo-political situation کا صحیح معنوں میں
جائزہ لے کر اپنی پالیسی کی ترتیب میں پس منظر اور پیش منظر کو سامنے رکھ کر اپنے حالات کے
حوالے سے اپنے resources کے حوالے سے اپنے تاریخی حوالے سے اپنی ثقافت کے حوالے
سے اپنی خارجہ پالیسی ترتیب دیتا ہے۔ پاکستان کے حوالے سے
اس ریجن میں جو ہماری سیاسی اور جغرافیائی صورت حال ہے اس سے ہمیں یہ سمجھ
لینا چاہیئے کہ دفاعی اعتبار سے ایک مضبوط پاکستان ہماری خارجہ پالیسی میں ایک اہم کردار
ادا کرنے کا حامل ہے، جب تک ہم اپنے دفاعی حصار کو اپنے دفاعی حوالوں کو اپنی دفاعی قوت
کو مضبوط نہیں کر سکتے ہم ایک زندہ، تابندہ، درخشندہ مستقبل تعمیر
نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے مستقبل کا انحصار فقط اور فقط اس بات پر ہے ہم جس ریجن میں
رہتے ہیں۔ اس ریجن کے اندر ایک چھوٹی سپر پاور بھی موجود ہے جس کا نام ہندوستان
ہے۔

جناب والا! اس میں شک وشبہ کی بات نہیں کہ ہم اپنے تاریخی حوالوں سے کشادہ دل
واقع ہوئے ہیں اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ہم رواداری کے حامل ہیں اور یہ بات بھی
شک سے بالکل بالاتر ہے کہ ہم جیو اور جینے دو کے نظریئے کے حامل ہیں لیکن اپنی موت کی
قیمت پر نہیں، اپنے وجود کی قیمت پر نہیں ہم اس دنیا کے اندر سب سے پہلے اپنا ایک
باعزت اور باوقار وجود چاہتے ہیں اور اس وجود کی پہچان کے بعد ہم ان تمام ممالک کے
ساتھ ایک آزاد غیر جانبدار اور غیور قوم کی حیثیت سے تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں یہ ہماری
قومی امنگ ہے، اس وقت میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں صرف دو پوائنٹ
آپ کی وساطت سے اس ایوان میں پیش کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب ہم یہ سمجھتے
ہیں کہ دنیا کے اندر اور بالخصوص تیسری دنیا کے ممالک کے اندر سپر پاورز کو چھوٹے
کی آزادی کا احترام کرنا چاہیئے، یہ ایک بنیادی اصول ہے۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے
پوری دنیا کی ڈپلومیسی میں ۔ جب ایک انتہائی غریب بے وسائل اور چھوٹے سے ہمسایہ
ملک افغانستان کے اندر ایک سپر پاور نے فوجی مداخلت کی اور پاکستان نے بین الاقوامی
پر اس کے خلاف آواز بلند کی تو کیا یہ پاکستان کا جرم تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاک

[Mir Hussain Bakhsh Bangulzai]

اس سپر پاور کے خلاف اس فوجی invasion کے خلاف آواز بلند کرنا پاکستان کی اپنی سلامتی کے لیے بھی ازبس ضروری تھا۔ کیوں؟ اس لیے کہ میں پہلے ایک پاکستانی ہوں پھر میں اس ریجن کی بات کرتا ہوں اس علاقے کی بات کرتا ہوں جہاں سے میرا تعلق ہے جناب۔ اور جہاں سے آپ کا تعلق ہے ہم اس بات کو سمجھتے ہیں کہ دنیا کے اندر کتنے ایسے ممالک ہیں جن کے پاس ایک بھی سمندری بندرگاہ نہیں ایک انچ سمندری ساحل نہیں۔ ان میں سے افغانستان بھی ایک ہے لیکن پاکستان کو قدرت نے جس ساحل سمندر سے نوازا ہے وہ پاکستان کی جغرافیائی اہمیت کو اس ریجن کے اندر اور زیادہ بڑھا دیتا ہے چنانچہ اس سپرپاور کے توسیعی عزائم میں یہ بات شامل تھی کہ افغانستان کو اپنے بھاری بوٹوں کے ساتھ اور اپنے ٹینکوں کے نیچے دبانے کے بعد اس کا دوسرا توسیعی پروگرام میرا اور آپ کا پاکستان کا اہم صوبہ تھا جس کا نام بلوچستان ہے۔

جناب والا! میں کسی سپرپاور کے ٹینک کو اپنی سرزمین پر اپنی لاش پر ہی گزار سکتا ہوں میں زندہ حالت میں اپنی سرزمین پر اس کی روانگی کو نہ برداشت کروں گا نہ اس کی اجازت دوں گا۔ جناب والا! اس سلسلے میں پاکستان کی مسلسل خارجہ پالیسی میں جو افغانستان کا ایشو تھا وہ اس حوالے سے تھا کہ ہم کسی سپر پاور کے توسیعی عزائم کے خلاف ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوں گے اور ہم نے یہ ثابت کر دیا اور اس وقت لوگ اس بات کو بہت ہی ناجائز سمجھتے تھے لوگ اس بات کی مخالفت کرتے تھے کہ افغانستان کے اندر پاکستان نے پنگا لیا ہے لیکن درحقیقت وہ اس صورت حال سے ناواقف تھے ان کو اس توسیعی پروگرام کا کچھ پتہ نہیں تھا کہ اس توسیعی پروگرام کے اندر پاکستان کا کیا حشر ہونے والا ہے اور پاکستان نے جس بہادری اور جرأت کے ساتھ بین الاقوامی سطح پر اس کیس کو لڑا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اقوام متحدہ کے چالیسویں اجلاس میں پاکستان کو ۱۵۶ میں سے ۱۴۲ ووٹ ملے۔ جس میں بہت سارے ممالک نے ووٹ نہیں دیا بین الاقوامی سطح پر ۱۴۰ ممالک کی آواز کو اپنی خارجہ پالیسی کی Favour میں کھینچنا کوئی معمولی بات نہیں ہے اور پاکستان کی خارجہ پالیسی کے حوالے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ پالیسی صحیح تھی۔

ایک بات میں کہتا چلوں اور مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ جب لوگ پاکستان میں سیاست کی بات کرتے ہیں تو ایک ہی سانس میں پچھلا گیارہ سال کا عرصہ پچھلا گیارہ سال کا عرصہ کہتے

ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ پچھلے گیارہ سال کے اندر وہ تین سال بھی شامل تھے جن تین سالوں میں اس جمہوری حکومت نے اس ملک میں بیس سال سے غضب شدہ بنیادی حقوق واپس کئے وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ان تین سال کے اندر بنیادی حقوق کی بحالی کے علاوہ خارجہ پالیسی میں جب کوئی معاہدہ کرنے پہلے "جینیوا معاہدہ" ہم نے پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو اطلاع دی ان کو بلایا ان کی رائے لی اور آج جو لوگ اس وقت ملک کے اندر برسراقتدار ہیں جینیوا معاہدہ کی اس تجویز میں ان کا "yes." شامل ہے۔ جب جینیوا معاہدے کے اندر روسی افواج کی واپسی ہوئی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈپلومیسی کی دنیا میں ہماری بہت بڑی کامیابی تھی لہٰذا میں یہ گزارش کروں گا کہ پاکستان کو ایک آزاد ملک کی حیثیت سے اس خارجہ پالیسی کو جاری رکھنا چاہیئے اس کے علاوہ جب ہم اپنی مشرقی سائیڈ پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں دیوہیکل بھاری بھرکم ہندوستان نظر آتا ہے جیسے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہم اپنی موت کے cause پر اپنی زندگی کے cause پر ہم اپنے وقار کے cause پر دنیا کے کسی ملک کی سپرمیسی کو تسلیم کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہیں اور اس میں ہندوستان بھی ہے جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے ہم دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ اپنی خارجہ پالیسی کے حوالے سے دوستانہ روابطہ چاہتے ہیں لیکن اس کے قطعاً یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم ہندوستان کو اس بات کی اجازت دیں کہ وہ ہمارے مستقبل ہماری زندگی اور سلامتی کے ساتھ کھیلے۔ جناب والا! میں اس سلسلے میں ایک شعر عرض کرنا پسند کروں گا۔

شاید ان کی دوستی کا اب بھی دم بھرتے ہیں آپ
ٹھوکریں کھا کر تو سنتے ہیں سنبھل جاتے ہیں لوگ

لیکن ہم نہیں سنبھل سکے ہیں جبکہ نیپال کی صورت حال ہمارے سامنے ہے جبکہ سری لنکا کی صورت حال ہمارے سامنے ہے جبکہ مالدیپ کی صورت حال ہمارے سامنے ہیں اس کے باوجود خارجہ تعلقات میں برابری کی بنیادوں پر عزت کے ساتھ تمام ممالک کے ساتھ خواہ وہ روس ہو خواہ وہ انڈیا ہو خواہ وہ امریکہ ہو دوستی اور مفاہمت چاہتے ہیں مگر اپنے وجود کے سودا پر قطعاً نہیں۔

معاف کیجئے میرا گلہ چونکہ خراب ہے اس سلسلے میں میں زیادہ لمبی تقریر تو نہیں کر سکتا لیکن جناب صاحبزادہ یعقوب خان صاحب کی وساطت سے خارجہ پالیسی کے تمام خالق

[Mir Hussain Bakhsh Bangulzai]

حضرات سے یہ گزارش کرنا انتہائی ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک مضبوط دفاعی پاکستان یعنی دفاع کے لحاظ سے ایک مضبوط پاکستان ہمارے مستقبل کی گارنٹی ہے۔ شکریہ !

جناب ڈپٹی چیئرمین :- جناب ہزار خان بجرانی صاحب۔

میر ہزار خان بجرانی :- شکریہ، جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ اس وسیع سبجیکٹ پر بولنے کیلئے آپ نے مجھے تھوڑا سا وقت عنایت فرمایا ہے اور میں کوشش بھی یہی کروں گا کہ اپنے بیان کو جتنا مختصر ہو سکے کروں اور صرف ان اہم نکات کی طرف اس ایوان کی توجہ مبذول کراؤں جو میرے نقطہ نظر سے اس وقت ہماری خارجہ پالیسی میں اہمیت کے حامل ہیں۔ جناب والا ! ہم پچھلے پانچ چھ ماہ کے اس عرصے پر نظر دوڑائیں تو ہمیں اپنی خارجہ پالیسی میں کچھ confusions نظر آتے ہیں۔ سب سے پہلی مثال میں افغانستان کی دوں گا کیونکہ افغانستان نہ صرف بین الاقوامی سطح پر اہمیت کا حامل ہے بلکہ ہم پاکستانیوں کے لئے اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے۔ افغانستان میں جلال آباد کی Siege کا جو فیصلہ کیا گیا، اب یہ کس نے فیصلہ کیا، کون اس فیصلے کے پس پشت ہے یہ اپنے طور پر ایک الگ بحث ہے۔ اور اس پر ملک کے اندر کافی بحث ومباحثہ بھی ہو رہا ہے اور ایک دوسرے پر الزام تراشیاں بھی ہو رہی ہیں۔ وہ الزام تراشیاں اس لیے ہو رہی ہیں کہ قوم کو یہ نوید سنائی گئی تھی کہ چند ہی دنوں میں جلال آباد کا Fall عمل میں آئے گا اور وہاں پر مجاہدین کا قبضہ ہو جائے گا۔ لیکن بد قسمتی سے یہ نہیں ہو سکا۔ اب ایم ایف اے، آئی ایس آئی کو blame کر رہی ہے، آئی ایس آئی، ایم ایف اے پر یہ الزام لگا رہا ہے بلکہ امریکہ کے ایک اخبار نے یہاں تک لکھا ہے کہ یہ فیصلہ پرائم منسٹر کے سیکرٹریٹ نے کیا اور انہی کی ایما پر جلال آباد پر مجاہدین نے فوج کشی کی ۔ بہرحال میں گزارش کروں گا صاحبزادہ صاحب سے، کہ اس پہلو کی وضاحت وہ اپنی winding up speech میں ضرور فرمائیں کہ اس کا پس منظر کیا تھا اور وہ کیا وجوہات ہیں جس کی بنیاد پر جلال آباد کا شہر مجاہدین کے قبضہ میں نہیں آ سکا۔ جناب والا، یہ اتنی آسان بات بھی نہیں ہے یونائیٹڈ نیشنز سیکورٹی کونسل میں ہندوستان اور سوویت یونین کھل کر یہ کہہ چکے ہیں کہ اگر افغانستان کے اندر یہ insurgency اور پاکستان کی مداخلت فوری طور پر بند نہیں ہوتی تو اس جنگ کے شعلے افغانستان کی سرحدوں سے نکل کر پاکستان کے اندر بھی داخل ہو سکتے

ہیں۔ اب یہ ایسی statements ہیں جن کو ہم آسانی سے نظرانداز نہیں کر سکتے۔ آپ نے یہ بھی دیکھا کہ جلال آباد کی siege کے فوراً بعد تقریباً ساٹھ ہزار کے قریب افغان مہاجرین مزید پاکستان میں داخل ہوئے۔ بجائے اس کے کہ مہاجرین واپس اپنے وطن جاتے اور یہ مسئلہ حل ہوتا، ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا اور ہم خاموشی سے دیکھتے رہے اور خاموش تماشائی بنے رہے اور کسی ایسے معجزے کا انتظار کرتے رہے کہ افغانستان کا یہ مسئلہ حل ہو۔ میں اپنے فاضل دوست سے اتفاق کروں گا کہ افغانستان کے مسئلہ کا حل صرف جنگ میں مضمر نہیں ہے، اس کے لیے ہمیں political solution ڈھونڈنا پڑے گا۔ اور اگر یہ political solution ہم جلدی نہیں ڈھونڈتے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے مزید نتائج اور بھی خراب ثابت ہوں۔ آپ نے یہ بھی دیکھا ہے کہ سکڈ میزائل ہماری سرحدوں کے اندر اب گرنا شروع ہو گئے ہیں۔ ہمارے بے گناہ شہری اس کا نشانہ بننے شروع ہو گئے ہیں اور اگر یہ چیزیں ہماری سرحدوں میں داخل ہوتیں اور جنگ کے شعلے پاکستان کی سرحدوں میں داخل ہوتے تو پھر اس مصیبت سے ہمیں بچانے والا کوئی نہیں ہو گا۔ میرے اس پس منظر کو بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی ایڈہاک ازم کا شکار ہے اول تو ہمیں یہ معلوم نہیں کہ خارجہ پالیسی اس وقت کون مرتب کر رہا ہے۔ اس کے بارے میں جو اہم فیصلے ہوتے ہیں وہ کہاں ہوتے ہیں، آیا پرائم منسٹر صاحبہ کرتی ہیں یا فارن منسٹر صاحب کرتے ہیں یا ایڈوائزر صاحب کرتے ہیں یا کوئی اور ہی شخصیت ہے جو اس قسم کے اہم فیصلے کرتی ہے۔ بہرحال نتائج جب سامنے آتے ہیں تو اس میں واضح طور پر ایک confusion اور ایڈہاک ازم کی جو جھلک ہے، وہ نظر آتی ہے اس کی ایک مثال جناب والا، عرض کرتا ہوں کہ ۱۲ اپریل کو یونائیٹڈ نیشنز سیکورٹی کونسل میں جب کابل ریجیم نے یہ نقطہ اٹھایا کہ پاکستان کی طرف سے افغانستان کے معاملات میں مداخلت ہو رہی ہے لہذا وہاں پر اقوام متحدہ کی فورسز ہونی چاہئیں جو اس بات کو Monitor کریں کہ پاکستان کی طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہو رہی ہے تو ہمارے نمائندے جناب اقبال اخوند صاحب نے فوری طور پر ان کی یہ بات مان لی اور یہ نہیں سوچا کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے شاید اس کا یہ after thought تھا کہ تقریباً پندرہ دن کے بعد ہماری طرف سے یہ پرپوزل سیکورٹی کونسل میں پھر دیا گیا کہ جس طرح پاک افغان باڈر پر یہ Monitoring پوسٹ قائم کی جا رہی ہیں، اسی طرح سوویت افغان باڈر پر بھی اس قسم کی پوسٹیں قائم ہونی چاہئیں تاکہ وہاں

[Mir Hazar Khan Bijarani]

سے بھی کوئی مداخلت نہ ہو۔ اب ہونا یہ چاہیے تھا کہ جس وقت Kabul Regime نے یہ Demand کی تھی اسی وقت ہی پاکستان کی طرف سے یہ ڈیمانڈ آنی چاہیے تھی۔ لیکن لگتا ایسا ہے کہ یہاں day-to-day decisions لی جاتی ہیں اور after thought پر مبنی کچھ فیصلے ہوتے ہیں اور نتائج کو دیکھ کر ہی کچھ اور فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور اس پالیسی کو آگے بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جناب والا! یہ تو اس وقت axis بنا ہے کابل، نیو دہلی اور ماسکو کا، اور ان کی جو warnings اس وقت آرہی ہیں ان کو ہمیں ignore نہیں کرنا چاہیئے۔ اس خطہ میں، اس علاقے میں یہ تین طاقتیں مل کر اگر پاکستان کے خلاف کوئی پالیسی مرتب کر دیتے ہیں اور اگر کوئی ان کے عزائم ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس اس کے دفاع کے لیے اور اس کو counter کرنے کے لیے کوئی ایسی طاقت نہیں ہے، کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے جس سے کہ ہم اپنے ملک کو اور اپنے شہریوں کو اس صورت حال سے بچا سکیں میں اس طرف بھی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں اپنے وزیر خارجہ کی، کہ اس بات کا نوٹس لیا جائے کہ اس axis کے آئندہ کے عزائم کیا ہیں اور وہ پاکستان کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں۔

دوسری مثال، جناب والا! نیپال کے خلاف ہندوستان کی کھلی غنڈہ گردی ہے اور اس پر پاکستان کی پراسرار خاموشی ہے۔ نیپال نہ صرف سارک ممالک میں ہمارا بھائی ہمارا ساتھی ہمارا دوست ملک ہے، ہمارا پڑوسی ملک ہے بلکہ وہ اس علاقے میں ایک ایسا چھوٹا ملک ہے جو اپنی identity قائم رکھنے کے لیے تگ و دو کر رہا ہے اور نیپال کا رویہ پاکستان کے ساتھ نہایت ہی مثبت رہا ہے، نیپال نے، ICJK Issue پر پاکستان کی حمایت کی۔ نیپال نے افغانستان کے Issue پر پاکستان کی حمایت کی، جہاں تک کہ نیپال کے ٹیلیویژن پر جموں و کشمیر کو پاکستان کا حصہ دکھایا گیا جس پر ہندوستان نے احتجاج بھی کیا تو ایک ایسا ملک جو پاکستان کے لیے اس قسم کے جذبات رکھتا ہو اور ہر مرحلہ پر پاکستان کی حمایت اور اس کی مدد کرنے کو تیار ہو تو جب اس پر کوئی برا وقت آئے اور ایک جابر اور بڑی طاقت اگر اس کو بلیک میل کرے۔ اور اس پر اپنی غنڈہ گردی جمانے کی کوشش کرے تو اس وقت پاکستان کا یہ اخلاقی فرض بنتا تھا کہ اس کے خلاف احتجاج کرتا اور اس کے خلاف آواز بلند کرتا لیکن ہماری طرف سے ایک پراسرار خاموشی تھی جیسے اس علاقے میں کوئی بات ہی

نہیں ہوئی اور افسوس تو اس بات کا ہے یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا ہے جب سارک کے ممالک کی چیئرمین شپ پاکستان کے حوالے ہے۔ اس ناتے سے بھی پاکستان پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ وہ سارک کے ممالک میں اس قسم کی مداخلت پر فوری طور پر نہ صرف احتجاج کرتا بلکہ عملی طور پر بھی کچھ اقدام کرتا جس سے کہ دوسرے ممالک کی بھی اور سیکورٹی ہوتی۔

جناب والا! جہاں تک ہندوستان کی پالیسیز کا تعلق ہے، میں سمجھتا ہوں کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد، اسرائیل کے بعد ہندوستان وہ واحد ملک ہے۔ جس نے عملی طور پر اپنی حدود کو وسیع کیا۔ اور کئی علاقے اپنے قبضے میں کئے۔ مثالیں جناب والا! جوناگڑھ، حیدرآباد کشمیر، گوآ، سکم، بنگلہ دیش وغیرہ ہیں یہ ایسی مثالیں ہیں جو ہم سب کے سامنے ہیں اس سے بڑھ کر ۱۹۸۷ء میں جو سری لنکا پہ فوج کشی کی گئی اس سے بھی ہماری آنکھیں کھل جانی چاہیئیں اس کے ایک سال بعد ۱۹۸۸ء میں مالدیپ پر ہندوستان نے جو فوج کشی کی، اس سے بھی ہم کوئی سبق نہیں سیکھ سکے۔ بلکہ ہم ہر وقت یہ کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح سے ہم ہندوستان کو please کرتے رہیں اور ان کی قیادت کو ہم خوش رکھیں۔ ہم نے تو یہاں تک کوشش کی کہ جب راجیو گاندھی صاحب اسلام آباد تشریف لائے تو راستے سے کشمیر کا بورڈ ہٹا دیا گیا۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ شاید وہ اس سے خوش ہو جائیں گے۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ بھارت واپس پہنچتے ہی جو پہلی پریس کانفرنس کی اس میں انہوں نے واضح طور پر یہ بات کہی کہ کشمیر ہندوستان کا حصہ ہے اور کشمیر کے لوگوں نے ایک سے زائد مرتبہ الیکشن کے نتیجے میں اپنے ووٹ کے ذریعے وہاں اپنی حکومتیں منتخب کی ہیں یہ کوئی متنازعہ مسئلہ نہیں ہے ایک طرف تو ہم ہندوستان کی خوشامد کریں اور دوسری طرف ہندوستان کی پالیسی ہمارے بارے میں کچھ عجیب و غریب ہو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری قومی غیرت اور ہمارے اُس وقار کے بھی خلاف ہے۔ جس کی بنیاد پر یہ partition عمل میں آیا تھا۔ اور ہم نے ایک آزاد وطن قائم کیا تھا اور ہمیشہ ہم یہ کہتے آئے ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ اگر ہمارے تعلقات رہیں گے تو وہ برابری کی بنیاد پر رہیں گے۔ ہم اس کی غنڈہ گردی، بالادستی کبھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ میں یہ suggest نہیں کرتا کہ ہم ہندوستان کے ساتھ مسلسل جنگیں کرتے رہیں لڑتے رہیں، پاکستان کی فارن پالیسی یہ ہونی چاہیئے کہ اپنے پڑوس میں جتنے ممالک ہیں اُن سے دوستانہ تعلقات ہوں لیکن برابری کی بنیاد پر bilateral relations ہونے چاہیئیں کسی کی

[Mir Hazar Khan Bijarani]

بالادستی قبول کرنے کو پاکستان قطعاً کبھی تیار نہیں ہو گا۔

جناب والا! میری آخری گزارش یہ ہے کہ جس سے ہماری خارجہ پالیسی میں ناکامی کا عنصر ظاہر ہوتا ہے وہ International Court of Justice میں پاکستان کے امیدوار کا ہارنا ہے۔ سب کو معلوم تھا کہ ابھی ہندوستان کی باری کے دو سال باقی ہیں اور وہ insist کر رہے تھے کہ ہمارا امیدوار ہو گا اور باقی ممالک بھی ان کے اس stand کو justified سمجھ رہے تھے اور پاکستان کی جو lobbying ہوتی رہی یہاں سے high level emissaries ہندوستان بھیجے گئے۔ تاکہ راجیو گاندھی صاحب کو اس بات پر آمادہ کیا جا سکے کہ وہ اپنا امیدوار with-draw کریں تاکہ پاکستان unopposed elect ہو سکے۔ لیکن انہوں نے صاف صاف انکار کر دیا۔ اس کے باوجود بجائے اس کے کہ ہم حالات کا تجزیہ کرتے اور اپنا candidate withdraw کر لیتے تاکہ ہماری عزت بچ جاتی۔ ہم نے بین الاقوامی سطح پر مزید کوششیں کیں اور انتخابات کے لیے ہم ڈٹ کر سامنے کھڑے ہوتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم بُری طرح ہارے اور ہندوستان ایک مرتبہ پھر diplomatic initiative ہم سے لے گیا۔ اور اُن کی ساکھ اور عزت میں اضافہ ہوا اور پاکستان حالات کو assess کرنے حالات کو gauge کرنے اور اُن کا صحیح اندازہ لگانے میں ایک بار پھر ناکام رہا۔ میں یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ اس فیصلے کے پس منظر میں کون تھا؟ آخر ہمارے قابل اور لائق لوگ وزارت خارجہ میں موجود ہیں۔ صاحبزادہ صاحب، خارن سیکریٹری اور اس کے علاوہ باقی جتنے ہمارے لوگ اس وقت کام کر رہے ہیں یقیناً اُن کے علم میں یہ بات ہو گی کہ ہم نہیں جیت سکتے یقیناً انہوں نے حالات کا اندازہ لگایا ہو گا۔ لیکن جس طرح سے ہمیں یہ شکست ہوئی اُس کے کیا اسباب تھے؟ اور اس فیصلے پر اصرار کیوں کیا جا رہا تھا؟ اس کی بھی وضاحت اگر صاحبزادہ صاحب اپنی winding up speech میں کر دیں تو میں بہت مشکور ہوں گا

جناب والا! میں ایک بار پھر زور دیکر یہ کہوں گا کہ ان سب باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پچھلے پانچ چھ ماہ سے ہماری خارجہ پالیسی adhocism کا شکار ہے اس میں confusion ہے۔ وہاں کوئی فیصلہ صحیح وقت پر نہیں ہو پا رہا۔ اب اس کے کیا نتائج ہیں۔ لیکن ملک کے مفاد میں یہ ہو گا کہ ہم اس پر نظر ثانی کریں اور ایسی اپنی پالیسی مرتب کریں جس سے کہ ہمارا وقار اور ہماری عزت برقرار رہے۔ میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ۔جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi: Thank you Mr. Chairman, Sir. May I before I go any further, add my vote of thanks to our worthy Foreign Minister for a very eloquent statement that he made on the foreign policy. And may I also with your permission, Sir, say that the statement did appear to be rather restrained. Sahabzada Sahib is known for being candid, he is known for being open but somehow I have had the feeling that he was neither candid nor open when he spoke on some of the issues. But one very happy thing that he said was that all the concerned factions and that also includes Pakistan and the United States are against the inclusion of the PDPA in the Afghan Interim Government. That gave us some relief Mr. Chairman, Sir.

Sir, to my mind, as far as Afghanistan is concerned our foreign policy objectives which have been enunciated time and time again ever since this issue started have been the establishment of a government acceptable to the majority of the people of Afghanistan. The second thing is the return of the Afghan refugees and the third which for Pakistan is extremely important is to have a government so that we can strengthen our borders with Afghanistan and at least one border is secured. Are we moving in that direction ? Perhaps the Foreign Minister might like to elaborate on that. Another very important thing to my mind which the Foreign Minister mentioned and I repeat his words that he felt that the environment in NAM, which was recently held its meeting which the honourable Minister attended, was adverse for accepting the interim government as a member of NAM. Obviously, Sir, it is clear that our lobbying and our diplomacy is fluffy. It has sacked over a period of time and that period of time is perhaps over the last year or six months. There was a time when Pakistan was known the world over for its principled stand on Afghanistan but unfortunately for some time now Afghanistan is not an issue which Pakistan likes to mention or discuss on the international forum. Obviously as the honourable Foreign Minister has said that there was no proposal or a proposal was not initiated to have the representation of the interim government on NAM because we have no legs to stand on. When we ourselves do not recognize the interim Afghan Government how can we recommend that they be given a seat on this Organization. It is time, Sir and we are already late. We have got to rethink our strategy. We have got to increase our international diplomacy, we have got to keep the nations of the world abreast over the developments and we have got to keep all the support that we have had in the past and perhaps

[Dr. Bisharat Elahi]

build on that so that if nothing else international pressure will make Najeeb, the Soviets and India see reason in this respect. One of the most preturbing things was situation today as we might have all read in the newspapers is that India has become one of the members of the sixth's big club, this is in relation to the Agni missile. And alongwith that the other headline in the papers was the missile which landed and I am using the word 'landed' because it did not kill anybody in Bhakkar. Nobody knows from where that missile came. The paper and perhaps in relation to some journalist talking to the Chief of Army Staff mentioned that it could not have been a Scud missile which was fired from Kabul and he also said that the possibility that it may well have been the Agni which might have landed in Bhakkar. Sir, may I request the Foreign Minister to throw some light on this in his winding up speech.

Sir, one of our respected Senators is trying to plead the case of India and the case of the Kabul regime. It is obvious that if the Mujahideen or the people of Pakistan were prepared to accept the Kabul regime the Afghan war would not have started. The one reason why there has been war in Afghanistan is the fact that the Afghan people refused to accept regime that was being imposed on them by the Russians. Therefore, any compromise to my mind with the Kabul regime by the waring factions is out of question.

I would like to say a few words on our relations with the surrounding countries and let me begin first by saying a few words about India. Sir, India today is the largest importer of arms and armaments in the world. During 1987, if I remember correctly, there are reports that India imported arms and armaments worth 5.2 billion U.S. dollars which is twelve times the imports of arms and armaments of Pakistan. The Indian army is the fourth largest in the world after the three super powers that is America, Russia and China. The worthy Senators have described India as a mini super power. It has now acquired the status of a regional super power, it is no longer a mini super power. We have got to be very vigilant. Sir, the American priorities also appear to be changed. There was a time when America was in hand and glove with Pakistan on the Afghanistan issue but since the signing of the Geneva Accords i think there has been a distinct shift in their priorities and the reason is but obvious. When Russia was in Afghanistan, America wanted to contain Russia, contain the expansionism of Russia and also blocked their access to the warm waters. Now that Russia has withdrawn Sir, allow me to say that India, Russia and America have one thing in common against Pakistan and against the Muslim countries and that

is their anti Islamic bias. Neither of these three countries can see a strong Pakistan. Every time when the issue of aid to Pakistan is due or to be sanctioned we are being blackmailed time and again on our nuclear programme. I was told that America is now coaxing Pakistan to initiate and first sign the nuclear proliferation treaty and then they will try and pressurise India into doing it. If we do that Sir, our hands and feet will be tight, our mouths will be gagged and we sill be sealed and delivered to India and that will be the end of our independence and sovereignty. We have got to re-think our relationship with America. America has been nobody's friend. America was not the friend of Pakistan when it started helping Pakistan against the Kabul regime. It did it for its own priorities, for its own reasons. America was not a friend of the Afghan Mujahideen and America was not a friend of General Zia. America had its own considerations. Those considerations have changed, their attitude has changed, their behaviour has changed. America today is one country which is in an arms race with Russia, not against Russia but with Russia and who is the beneficiary, India is the beneficiary Mr. Chairman, Sir. Both America and Russia are trying to go beyond each other to help India so as to won India on to their side and if you bear with me, Sir, I will read out something which may be of interesting to you and to this House. Says a pantagone official - "U.S. policy is to help India became self sufficient in defence technology". This is the U.S. Pantagone official's saying and the factual position is that India has already as we all know has received the super computers from America. It is receiving all the technological packup that is required for their light combat aircrafts. The American scientists, technicians and technologists are physically in India helping them on this project and now Moscow has leased a nuclear air powered submarine to India last year in an attempt to regain influence by escalating to new kinds of technology. So, here is a very peculiar arms race and if I may have your attention Mr. Foreign Minister, we have heared of arms race between two countries against each other. Here is an arms race between Russia and America to provide the most sophisticated technology to India with a view to get India on to one side. The Americans want India on their side and the Russians want India on their side. Sir, the track record of India right from the time of independence as you are all aware and as my friend Mr. Bijarani who spoke just before me mentioned that right from that day 1) India has been usurping all the territories around it; Kashmir, Goa, Hyderabad, Junagarh and a host of other things have been taken in by them. Name one country in the neighbour of India which is a friend of India today - one country in the

[Dr. Bisharat Elahi]

neighbourhood of India who is a friend of India today including Bangladesh where India was instrumental in the fall of Dacca but today I can tell you Sir, that Bangladesh feels closer to Pakistan than to India. My friends have already mentioned Nepal, they have mentioned Bhutan, they have mentioned Sri Lanka. So, I need not to go into the details but why are we tolerating all this from India, where has this SAARC gone ? What is the purpose of SAARC ? To assist India in its hegemonic tendencies or was it to resist India's hegemony ? Our job is to have all the countries the smaller countries of the region on our side and if we leave them in the lurch and join hand with India then we are doomed and all the smaller countries are doomed.

Through you Sir, may I request the honourable Foreign Minister to give a very serious thought to our relationship with India, to our relationship with America and our relationship with all the regional countries. We have got to live in the region with honour and we can not live in the region with honour by ignoring our small friends and try to shake hands with India. Against whom is India going to use all the arm and arsenal ? Are they going to use it against America or against Russia ? Why is India trying to bully everybody ? Look at Sri Lanka in what state have they taken them on. They started training the Tamil guerillas in India and then they said we are there to control the insurgency. Have they done anything about it ? On the contrary, all the countries of the region are looking towards Pakistan for friendship and protection and that is where our destiny lies. Our destiny does not lie by getting closer to India. On the other hand I am not propagating a war against India. But it is imperative that we have a high degree of defence preparedness for we really do not know when India will pounce on us. Thank you very much, Mr. Chairman.

[At this stage the Chair was vacated by the Deputy Chairman which was occupied by the Presiding Officer (Syed Abbas Shah]

جناب پریزیڈنگ افسر: نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگزئی صاحب -

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگزئی: بسم اللہ الرحمن الرحیم، شکریہ جناب چیئرمین، نماز کا وقت قریب ہے اور اذان ہونے والی ہے لہذا میں جناب کی اجازت سے میں نماز کے بعد بھی اپنی تقریر جاری رکھوں گا-

جناب پریزائڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: جناب من! فارن پالیسی اپنے اندرونی حالات کا پرتو ہوتی ہے جس ملک میں اقتصادی بحران ہو سیاسی چپقلش ہو جمہوری ادارے وجود میں آئے ہوں مگر وہ ایک دوسرے سے دست وگریبان ہوں۔ یہ پاکستان ٹکڑوں ٹکڑوں سے بنا اس کے پاس طاقت نہیں تھی فوجیں نہیں تھیں لیکن کشمیر کا جتنا حصہ ہے ان دنوں میں پاکستان کا حصہ بنا مجھے وہ بات یاد ہے جب سردار پٹیل نے کہا کہ کشمیر پر قبائلیوں کے لشکر کو بند کرو ورنہ میں خود آ کر کے ادھر ٹھیک کر دوں گا اور پھر وہی ہندوستان تھا کہ جس نے جا کر اقوام متحدہ کا دروازہ کھٹکھٹایا آپ دیکھیں کہ جس وقت ہم کمزور تھے اسلحہ نہیں تھا ہندوستان مجبور رہا۔ آج ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن صرف اندرونی چپقلش ہے ہمارے سیاسی ادارے بحال ہیں مگر بقول جاوید جبار صاحب کے نوجوان قیادت ہے۔ نوجوان قیادت سے کوئی انکار نہیں ہے مگر نوجوان قیادت اپنے وقت میں اس مقام کو پہنچیں گے جب وہ نیک و بد کو سمجھنے لگیں گے اس وقت تو ہم ان سے گلی ڈنڈا نہیں کھیلنا چاہتے ہیں ہمیں تو فراست، تدبر یا الجھے ہوئے مسئلوں کو سلجھانے کے لیے وہ ذہن چاہیئے وہ ناخن تدبیر چاہیئے جس کو یہ سمجھ ہو کہ دوستی کہاں کرنی ہے دشمنی کہاں کرنی ہے جس کو دوست دشمن کا پتہ نہیں جس کو وہ خون کے دریا بھول گئے لاشوں سے بھری ہوئی ریل گاڑیاں بھول گئی ہوں کیا وہ بھول گئے کہ ہمارے چار اضلاع جن کو گاندھی نے خود بھی دینا تسلیم کیا تھا ہمیں نہ دیئے گئے۔ کشمیر جو کہ ہمارا حصہ تھا وہ لے گئے جو ان کا حصہ نہ تھا اس پر وہ قابض ہیں اس کو دیکھتے ہوئے بھی اگر کسی مسلمان کو غیرت نہیں آتی تو وہ کس طرح سے اس قوم کا لیڈر بن سکتا ہے وہ کس طرح سے ان لوگوں کی سربراہی کر سکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک مسلمان چھوٹی سے چھوٹی سیاست کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ میں علامہ اقبال کا شعر پڑھوں گا۔

کافر ہے تو شمشیر پر کرتا ہے بھروسہ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

یہ چیز ہم نے افغانستان میں دیکھی ہے وہاں کس کے پاس اسلحہ تھا روس جیسی طاقت کا منہ موڑ دیا پاکستان کی آبادی تو ۹ کروڑ ہے اگر یہ مجاہدین بنیں، مسلمان بنیں تو ہم کو ان سے کوئی خوف نہیں ہے ہم کو ان سے کبھی خطرہ نہیں رہا ہے ہم کبھی ان سے ڈرتے نہیں ہیں، ہندوستان سے کون ڈرتا ہے ہندو بھی کوئی طاقت ہے کہ جس سے ڈریں جو ہے سو پہلے تھا جو آج ہے وہ بھی وہی چیز ہے جو اس سے پہلے تھا کوئی خاص فرق نہیں ہے لیکن

[Nawabzada Jehangir Shah Jogezai]

ع۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہم کو ڈر ہے تو اپنے اندر کے خلفشار سے اگر ہم ٹھیک ہوں، اگر ہمارے سیاستدان جو ہیں ان میں تھوڑی سی وسیع القلبی آ جائے اگر ہمارے سیاستدان آپس میں بیٹھ کر اپنے مسائل کو چلائیں اور اگر ہمارے سیاستدان اپنی اپنی سیاسی پارٹیوں میں کردار کی بلندی پیدا کریں کردار کی تعمیر کریں اور اس کو صرف بنگلے تک محدود نہ رکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ۹ کروڑ سپاہی ہیں۔ چونکہ جہاد تو ہم سب پر فرض ہے ہم کسی سے کیوں ڈرتے ہیں ہم کیوں خوف کھاتے ہیں ہم کیوں کسی کی منت سماجت کریں۔

جناب والا! ہماری فارن پالیسی گیارہ سال کا تسلسل ہے یہ نئی پالیسی نہیں ہے ہاں اس گیارہ سال کے تسلسل میں کچھ کمزوری آ گئی ہے وہ بھی ایک جوان فکر ہوگا کیونکہ ایک آدمی کو ان باتوں کو سمجھنے کے لیے یا حالات کے تقاضوں کو سمجھنے کے لیے وقت بھی چاہیئے، جرأت بھی چاہیئے، ایمان بھی چاہیئے لیکن جس وقت صاحبزادہ صاحب جا رہے تھے پوچھ کر گئے۔ ہماری پارٹی نے اجازت اس لیے دی کہ فارن پالیسی اگر اس وقت صحیح نہج پر نہ چلی تو ملک کا نقصان ہوگا چنانچہ وہ تشریف لے گئے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری نوجوان لیڈرشپ اس بات کو سمجھتی ہے اور اگر نہ سمجھتے ہوتے تو ان کی خدمات کو کیوں لیتے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے ان کو لینا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ وہ ان باریکیوں کو مسئلوں کو سمجھ جائیں گے۔ جناب عالی! پاکستان کی تشکیل سے پہلے ہمارا خیال یہ تھا جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا تھا۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد تمام اسلامی ملکوں میں کم از کم تین چیزیں جو ہو جائیں گی ایک تو defence policy and communications ۔ پھر ہمارے اسلامی ملکوں نے سائنس و ٹیکنالوجی کو اپنایا تو وہ دنیا کی تیسری طاقت ہو گئی جو مشرق و مغرب کے درمیان ایک بیلنس رکھے گی۔ مگر وہ نہ ہو سکا اس کے کئی اسباب ہیں اگر پاکستان میں صحیح اسلامی شعور پیدا ہوتا صحیح اسلامی معاشرہ قائم ہوتا یہ ملک صحیح اسلامی ویلفیئر سٹیٹ بن گیا ہوتا یہاں صحیح عدالتیں قائم ہوتیں تو آپ دیکھتے کہ اس کا اثر روس پر پڑتا چین پر پڑتا

دنیا پر پڑتا کیونکہ اسلام کا معاشی نظام جو ہے وہ دونوں سے ہٹ کر ہے یہاں وہی بات کی جاتی ہے جو دوسرے معاشرے میں ہے اگر ہم یہ نمونہ بروقت پیش کر سکتے ہوتے تو دنیا میں آج نظام اسلام کا ہوتا ہم کو خوف ہی نہ ہوتا کہ روس کیا ہے امریکہ کیا ہے۔ ہم نے اسلام کو قرآن کو سمجھا ہی نہیں ؟ جو ہمیں اپنی تخلیق کی طرف متوجہ کرتا ہے علم کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

جناب عالی! افغانستان ہمارا ہمسایہ ملک ہے اور ایک کروڑ سے زیادہ پختون یہاں پاکستان میں رہتے ہیں یہ افغانستان کا حصہ تھا لیکن پارٹیشن کے وقت ہم نے افغانستان کے ساتھ الحاق نہیں کیا ہم نے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا بلوچستان کے پشتون جرگے نے پاکستان کو ووٹ دیا افغانستان کی طرف نہیں گئے فرنٹیئر کے پٹھانوں نے پاکستان کو ووٹ دیا انھوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم کو کابل بھی چاہیئے یہ کوئی ایسی بری بات بھی نہیں تھی لیکن افسوس ہے کہ پاکستان بننے کے بعد اس کو مضبوط کرنے کی بجائے ہم نے اس کے حصے بخرے کرنے شروع کر دیے ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس میں فائدہ کیا ہوگا۔ افغانستان نے لیوائی او میں ایک غلطی کی جس کی وجہ سے ہماری پالیسی پھر اسی طرح سے بنی جو انگریز کے وقت میں سردار دوست محمد خان کے وقت میں تھی وہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سردار دوست محمد سکھوں کے مقابلے میں انگریزوں سے دوستی کرنا چاہتے تھے جب انگریزوں نے سکھوں سے دوستی کی تو وہ روس کی طرف چلا گیا بعینہ جب فلیگ انسیڈنٹ ہوا تو ہم لوگوں نے تمام راستے بند کیے جس سے روس کے لیے راستہ کھل گیا اس سال تمام میوہ جہازوں سے روس گیا اور بہت اچھا منافع ہوا جس کی وجہ سے روس کی طرف رجحان بڑھ گیا اس وقت اگر ہم تدبر سے کام لیتے ان باتوں کا اتنا نوٹس نہ لیتے بلکہ سیاست کے اور پہلو استعمال کرتے تو زیادہ کامیاب ہوتے اور ہمیں آج ان باتوں کا سامنا نہ ہوتا روس آج افغانستان میں اس طرح سے گھس کر نہ آتا۔ سردار نجیب اللہ کوئٹہ آئے ہوئے تھے (۴۸ء کی بات ہے) میرے ساتھ بہت سارے لوگ بیٹھے ہوئے تھے میں نے ڈاکٹر نجیب اللہ سے کہا انگریزی میں بات ہو رہی تھی کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ پاکستان افغانستان ایران سارے مل کر ایک سٹیٹ بن جائیں۔ مجھے کہتا ہے کہ ہاں یہ ٹھیک ہے پہلے افغانستان

[Nawabzada Jehangir Shah Jogezai]

اور ایران کا سوڈان اور مصر کا..... بہر صورت یہ نہیں چل سکا۔ اب افغانستان نے لڑائی خود شروع کی اور تلوار سے شروع کی افغان ہمارے پاکستان میں آنے شروع ہوتے کسی نے اس کو بند نہیں کیا جوں جوں لڑائی بڑھتی گئی دنیا کی نظروں میں آتے گئے اور وہ سمجھ گئے کہ روس کے مقابلے میں ایک ایسی قوم کھڑی ہو گئی ہے جس کو ہر وقت مدد دیکر روس کو واپس موڑا جاسکتا ہے آج ہم نے دیکھ لیا۔ جس دن لڑائی شروع ہوئی لوگوں کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں میں اس وقت فیڈرل سروس کمشن میں تھا۔ بولے کہ یہ کیا ہو گیا۔ میں نے کہا کہ کچھ بھی نہیں ہو گا اس طرح کے حالات کئی دفعہ افغانستان میں پیدا ہوئے۔ آپ دیکھیں گے اب سوال یہ ہے کہ روس نکل گیا افغانستان میں لڑائی جاری ہے اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس لڑائی کو کیسے بند کریں اور کس طریقے سے افغانستان میں امن لائیں۔ کس طرح سے مجاہدین نے جو اتنی قربانی دی ہے اس کو واپس اسی جگہ تک پہنچایا جائے جہاں سے خط آئے ہیں یہ تو آپ کو انٹیلی جنس سے بھی معلوم ہو گا لیکن جو لوگ ہم سے ملتے ہیں کیونکہ ۳ لاکھ ہمارے بلوچستان میں بھی ہیں مجاہدین ہم سے ملتے ہیں ہم سے باتیں کرتے ہیں شہروں کا انہوں نے خوب ڈیفنس کیا ہوا ہے گوریلا جنگ لڑنے سے جنگ طوالت اختیار کر سکتی ہے۔ جنگ میں دو طریقے ہوتے ہیں یا تو گولی سے لڑائی کرتے ہیں یا ڈپلومیسی سے جہاں صرف ڈپلومیسی ہو جائے وہاں تو جنگ کامیاب نہیں ہوتی اس ڈپلومیسی کی کئی شکلیں ہیں اوّل تو یہ شکل ہے کہ کسی طریقے سے ان کے اندر والے لوگوں کو کسی طرح سے آپس میں ملایا جائے اور اس پر ہمیشہ دباؤ رکھیں۔ مجھے ایک قصہ یاد آتا ہے۔ ہمارا ایک پٹھان دوست بمبئی میں رہتا تھا۔ ہمارے علاقے کا تھا وہ کہتا تھا ایک انگریز تھا ریٹائرڈ کرنل۔ وہ ہمیشہ پٹھانوں کی بہادری کے قصے سناتا تھا ایک دن میں نے سارے بمبئی کے سیٹھوں کو بلایا۔ اور اس کو بھی بلایا اور اسے کہا کہ دنیا میں کون بہادر ہے اس نے کہا ترکی۔ میں حیران ہو گیا کہ پٹھان کا نام نہیں ہے۔ پھر میں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ جرمنی۔ مگر وہ پٹھان ہنس پڑا۔ بولتا ہے کہ پٹھان بہادر ہے ہم درے کے قلعے میں نظر بند تھے ہم نے سفید رومال دکھایا کہ بابا ہم کو کھانا دے دو ہم اسلحہ دیں گے جب ہم جھنڈا اٹھاتے تو وہ مارنا شروع کر دیتے تو ہم سمجھ گئے کہ ویسے بھی مرنا ہے تو بیٹھو چنانچہ ہم نے یہ ارادہ کیا تو پٹھانوں کا ....

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: نواب صاحب ۱۵ منٹ گزر گئے ہیں پانچ چھ منٹ اور بھی آپ نے۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میرا مطلب ہے کہ پٹھان جب مورچوں میں بیٹھ گئے ہیں تو یہ لڑائی ختم نہیں کریں گے ہماری طرف سے یہ ہے کہ ہزاروں قتل ہوتے ہیں لیکن جب ان کے درمیان جرگہ جاتا ہے۔ تو صلح ہو جاتی ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ اس جرگہ کو گورنمنٹ میں شامل کریں بے شک آپ شامل نہ کریں، میں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ جب امیر امان اللہ کے زمانے میں لڑائی ہوئی بچہ سقہ کی فوجوں نے مارنا شروع کیا تو اس نے کہا کہ اگر یہ قتل عام میرے لیے ہے تو میں افغانستان کی بادشاہی سے دستبردار ہوتا ہوں۔ تو یہ صرف امان اللہ خان ہی تھا جس نے ایسا کیا۔ نجیب کو اگر احساس ہوتا اور اگر اس میں تھوڑا سا بھی دل ہوتا۔ تو یہ خود چلا جاتا بجائے اس کے کہ اس نے پندرہ لاکھ آدمیوں کا خون کر دیا ہے وہ خود کہہ دیتا، اسی پنڈی میں آجاتا اور کہہ دیتا کہ ہم ہار گئے۔ ہمارا جو طریقہ تھا وہ غلط تھا اس لیے آپ آکر حکومت کریں۔ تو ایک اچھی روایت قائم ہوتی اسی طریقے سے اس مسئلہ کو آگے چلانا چاہیئے۔ اگر اجازت ہو وہاں صلح کرانے کے لیے یہاں سے جرگہ جائے اور ان کو کسی طریقے سے اس بات پر مائل کریں کہ جنگ بند کر دیں اور حکومت چھوڑ دیں۔ اگر اس لڑائی سے کوئی نتیجہ نکلا بھی تو دیر کے بعد نکلے گا، تباہی کے بعد نکلے گا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ کو سیاست، فراست سے حل کیا جائے اور اس کے لیے جرگہ وہاں بھیجا جائے۔ میری اس تجویز کو ignore نہیں کرنا چاہیئے۔

رہا ہندوستان، ہندوستان ہمارا ازلی دشمن ہے، کشمیر کے متعلق قرارداد پاس ہو چکی ہے، اگر ہم خود بزدلی نہ کریں، اگر ہم خود اس قرارداد کو خراب نہ کریں تو ہندوستان نے خود مانا ہوا ہے کہ اس نے استصواب رائے کرانا ہے، اس کے لیے تو انہوں نے commitment دی ہوئی ہے۔ ہم کیوں اسے ایسا راستہ دیں، ہم کیوں اس سے دست کش ہو جائیں۔ شملہ معاہدہ جو ہے یہ بھی ایک وقتی سی بات تھی، اس کے لیے ایک وقت تھا ہندوستان کے لیے ہمارا اصول یہ ہونا چاہیئے کہ پہلے ہم اپنے گھر کو سنبھالیں۔ اپنے گھر کو مضبوط کریں۔ ٹیکنالوجی یہاں لائیں۔ ہر شخص پر جہاد فرض ہے، جہاد کے لیے عوام کو تیار کریں۔ ہندوستان کے ساتھ اگر آپ دوستی کریں گے تو یہ تب بھی آپ کو نہیں چھوڑے گا۔ ہندوستان

[Nawabzada Jehangir Shah Jogezai]

نے ایک شدی بنانےکاادر دوسری سنگھٹن کی تحریک شروع کی تھی، یہ سب کچھ کیا تھا ؛ یہ تو آپ کو چھوڑے گا نہیں۔ آپ نے تو اپنے آپ کو چھڑانا ہے۔ اس وقت جب آپ میں طاقت ہوگی وہ آپ کی طرف ٹیڑھی آنکھ کرکے دیکھ نہیں سکتا۔ جب آپ یہاں یہ کہیں گے کہ فلاں جگہ فلاں آدمی کام کر رہا ہے، فلاں ہمارے خلاف بول رہا ہے، تو پھر جناب جب آپ کے گھر ہی میں اتفاق نہیں ہے تو پھر اس کی راہ میں کیا رکاوٹ ہے کہ وہ آپ کو spare کرے۔

Mr. Presiding Officer: The House is adjourned till 7.30 PM for *Maghrib* prayers.

[The House adjourned for *Maghrib* prayers].

[The House re-assembled after interval with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair].

جناب ڈپٹی چیئرمین: نواب زادہ جہانگیر شاہ صاحب

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگزئی: جناب والا! آخری بات جو مجھے کرنی ہے وہ افغانستان کی عارضی حکومت کو تسلیم کرنے کے متعلق ہے یہ عجیب بات ہے کہ پورے ۹ سال تو جنگ میں مدد دینے میں ہم پیش پیش تھے اور اب جس وقت روس نکل گیا تو ہم اس کے لئے کوئی نکتہ کو ڈھونڈتے ہیں ہمیں چاہیئے کہ ہم افغانستان کی حکومت کو فوراً تسلیم کریں۔ اس سے فائدہ کیا ہوگا اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ افغانستان کی حکومت سے ہم یہ گزارش کریں گے کہ آپ پاکستان کی سرزمین سے اپنے ہیڈ کوارٹرز کو افغانستان کے اندر لے جائیں تاکہ جو بھی مدد عہد نامے وسائل اسلحہ ملے گا تو وہ براہ راست ان کو ملے گا جس میں پاکستان ملوث نہیں ہوگا اور نہ پھر لوگ آئی ایس آئی کے متعلق خواہ مخواہ باتیں بنائیں گے ایک آزاد حکومت جس نے اپنی جان اور خون دیا اور جہاد کیا اور ۱۵ لاکھ آدمیوں کی قربانی دی وہ اس حکومت کے حقدار ہیں البتہ یہ ہمارے فرائض میں سے ہوگا کہ جنگ کو روکنے کے لیے ہم ان کے درمیان میں بطور جرگہ کے بطور خیر خواہ کے جائیں اور سمجھائیں اور وہ یہ ان سمجھ جاتے ہیں لیکن اگر آپ نے لڑنے دیا تو آخری گولی تک لڑتے رہیں گے یہ بھی ان کا خاصا ہے تو ان الفاظ کے ساتھ حکومت سے پرزور سفارش کرتا ہوں

کہ حکومت افغانستان کو فوری تسلیم کرلے اور باقی دنیا سے بھی اُسے تسلیم کرائیں ٹیکنالوجی کے حصول کے لیے ہمارے پاس ہزاروں راستے ہیں وہ اس کے لیے انشاء اللہ تعالےٰ محتاج نہیں رہیں گے، شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب سلیم سیف اللہ خان صاحب۔

جناب سلیم سیف اللہ خان : بسم اللہ الرحمن الرحیم ، جناب چیئرمین شکریہ ! کہ آپ نے مجھے بھی موقع دیا کہ میں اس موضوع پر بول سکوں۔ اور وقت کم ہونے کے پیش نظر میں کوشش کروں گا کہ اگلے دس منٹ میں اپنی گزارشات ختم کردوں خارجہ پالیسی پر دس منٹ میں کچھ کہنا تو ناممکن ہے لیکن میں کوشش کروں گا کہ جیسے اور فاضل ممبران نے افغانستان اور اس کے بعد بھارت کے ساتھ تعلقات چین، روس اور امریکہ کے ساتھ تعلقات پر روشنی ڈالی تو میں بھی ان ملکوں کے ساتھ تعلقات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں گا، سب سے پہلے میں صاحبزادہ یعقوب خان صاحب کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں انہوں نے جو کل تقریر کی اس کی تعریف بھی کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس خارجہ پالیسی کی تشکیل جناب یعقوب خان وزیر خارجہ کر رہے ہوں اور جس کے سیکرٹری ہمایوں خان ہوں دونوں خان ہوں تو پالیسی یقیناً اچھی ہوگی۔

جناب والا! میں سب سے پہلے افغان مہاجرین اور ان غازیوں کو ان شہیدوں کو سلام پیش کرتا ہوں جن کی کوششوں کی بنا پر جن کی قربانیوں کی بنا پر آج روسی افواج افغانستان سے نکل چکی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر میں پورے پاکستانی عوام کو بالعموم اور صوبہ سرحد کے عوام کو بالخصوص سلام پیش کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ دس سال سے جس صبر اور تحمل کے ساتھ ......

جناب ڈپٹی چیئرمین : بلوچستان کو آپ بھول گئے۔

جناب سلیم سیف اللہ خان : جناب والا! میں نے پورے پاکستان کا بالعموم کہا ہے میں بلوچستان کے عوام کو بھی سلام پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی قربانیوں کی بنا پر آج پاکستان کی شہرت جو دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے اس کی بڑی وجہ اس قوم کی قربانی ہے جناب والا! افغانستان پر معزز اراکین بہت کچھ بول چکے ہیں میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ روسی افواج وہاں سے نکل چکی ہیں، پچھلے ۸ یا ۹ سال کی

[Mr. Salim Saifullah Khan]

جو پالیسی ہے وہ کامیابی ۔ ۔ ۔ سے stage one میں اختتام کو پہنچ چکی ہے اب ایک نئی situation ہے جس میں وہاں کی مقامی حکومت یعنی افغان باشندے اور مہاجرین کے درمیان جنگ جاری ہے اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ نئی سوچ و فکر کی اور نئی پالیسی کی ضرورت ہے اور یہ پالیسی صرف فارن منسٹری ہی میں نہیں کہ جی وہاں ایک افغانستان سیل ہے ہم بھی سنتے ہیں وہیں پر بیٹھ کے چند افسروں یا چند وزراء اس پالیسی کو تشکیل دے رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت کی مناسبت سے صحیح نہیں ہو گا کہ اس وقت biportisan approach کی ضرورت ہے اور میں صاحبزادہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس ایوان میں بھی ایسے سینیٹرز ہیں جن کا تعلق قبائلی علاقوں سے ہے صوبہ سرحد سے ہے اور صوبہ بلوچستان سے ہے اور مختلف صوبوں سے ہے جن کو تجربہ حاصل ہے ان کو بھی ان پالیسیوں میں شامل کرنا چاہیئے کیونکہ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ یہ ملک ترقی کرے اور جب تک ہماری خارجہ پالیسی صحیح کامیاب اور مقبول پالیسی نہیں ہوگی اس وقت تک یہ مشکل ہے کہ ملک ترقی کرے تو میری سب سے پہلے صاحبزادہ صاحب سے گزارش یہ ہے کہ یہ ایک صرف حکومتی پارٹی کی approach نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اس میں جو سینیٹر حضرات ہیں یا اور مختلف شعبوں سے جن کا تعلق ہے اس وقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم ایک بڑے اہم دور سے گزر رہے ہیں لہذا ان کو بھی اس پالیسی سازی میں شامل کرنا چاہیئے۔ تاکہ اس ملک کو فائدہ پہنچے۔

جہاں تک افغانستان کا تعلق ہے میرا تعلق ضلع بنوں سے ہے اور دو سکڈ میزائل وہاں گرائے گئے ہیں۔ شاید فاضل دوستوں کو اس کا بھی علم ہو کہ ایک تو طورخم پر گرا اور دوسرا میرے گاؤں سے دو میل کے فاصلے پر گرا۔ خدانخواستہ اگر وہ ہمارے گاؤں پر گرتا تو شاید آج ہم یہاں پر کھڑے ہو کر تقریر نہ کر رہے ہوتے وہ ایسی جگہ پر گرا ہے جہاں پر زیادہ نقصان نہیں ہوا لیکن میں صرف یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کے اندر اس قسم کے میزائل پہلے نہیں گرائے گئے یہ پہلی مرتبہ اس قسم کا حادثہ ہوا کہ حد تقریباً ۵۰، ۶۰ میل اندرون ملک سکڈ میزائل گرائے گئے.... میں سمجھتا ہوں کہ حالات اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ہم سب کو مل کر اس کا حل تلاش کرنا چاہیئے اور جو ایک روایتی انداز ہے اور ہم پالیسیز بناتے رہے ہیں اس سے ہٹ کر اپنی فارن پالیسی تشکیل دینی

ہو گی۔

جناب والا! جہاں تک recognition of Interim government کا تعلق ہے اس پر ممبران بہت کچھ کہہ چکے ہیں۔ میں بھی ان کی آواز میں اپنی آواز شامل کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اب افغانستان کی عبوری حکومت کو تسلیم کرنا چاہیئے اس لیے نہیں کہ یہ آئی جے آئی کی ہائی کمان کا فیصلہ ہے یا مسلم لیگ کا یہ فیصلہ ہے ہم نے اب تک مجاہدین اور مہاجرین اور ان طاقتوں کا ساتھ دیا ہے جو Russian backed government کی مخالفت کر رہے تھے آج وہی لوگ آپ سے استدعا کرتے ہیں وہ بھی آپ سے یہ گزارش کر رہے ہیں کہ خدارا آپ ہمیں تسلیم کیجئے۔ اگر نو دس سال سے آپ حمایت کر رہے ہیں اور صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ پاکستان وہ واحد ملک ہے جس سے زیادہ کسی اور ملک نے ان کی حمایت نہیں کی اور حکمت یار گلبدین کئی مرتبہ اپنی تقریروں میں کہہ چکے ہیں کہ پاکستان کو چاہیئے کہ وہ ہمیں اب تسلیم کرے اس سے ہمیں تقویت حاصل ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے ہمیں کس کی approval کی ضرورت ہے میں بھی اس آواز میں اپنی آواز شامل کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے۔ میرے بھائی بشیر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کا تعلق ایک پارٹی سے ہے جو ایک سیاسی پارٹی ہے اور وہ یہ کہہ رہی ہے کہ اس سے افغانستان اور وہاں کے جو پختون ہیں ان کو نقصان پہنچے گا میں اس سے اختلاف کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ چار پانچ ماہ تک اس میں ان کا بھی حصہ تھا اب وہ حال ہی میں صوبائی حکومت سے علیحدہ ہو گئے ہیں لیکن وہ پچھلے چار پانچ مہینے سے ایک ایسے خطے پر حکومت کر رہے تھے جن کو وہ خود کہتے ہیں کہ یہ خطہ آزاد نہیں ہے اب بھی ہم یہاں پر غلام ہیں اب بھی ہم اس ملک میں آزاد نہیں ہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ مرحوم غفار خان نے کہا مجھے اس ملک میں دفن نہ کیجئے مجھے آپ جلال آباد لے جائیں کیونکہ یہ ملک آزاد نہیں ہے اور غلاموں کے ساتھ مجھے یہاں دفن نہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پارٹی کا جو رول ہے اس سے بھی ہم واقف ہیں اور اس کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیئے۔

جناب والا! افغانستان کے بعد اب بھارت کے ساتھ ہمارے جو تعلقات ہیں اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں سب سے پہلے تو ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ پڑوسیوں کے ساتھ تعلقات اچھے ہونے چاہیئے اس میں ایسی

[Mr. Salim Saifullah Khan]

کوئی بری بات نہیں لیکن تعلقات برابری کی بنیاد پر ہوں میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ برابری کے تعلقات چاہتے ہیں اور اگر انڈیا بھی یہی چاہتا ہے کہ برابری کی بنیاد پر تعلقات ہوں تو اس میں کوئی بری بات نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو ان کی intention ہے وہ malafide ہے اور مثالیں میرے بھائی دے چکے ہیں حال ہی میں نیپال کے ساتھ جو کچھ انہوں نے کیا وہ یقیناً قابل مذمت ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت وقت جس کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو ہیں اور جو اس وقت سارک کی چیئر پرسن ہیں انہوں نے یہ مناسب ہی نہیں سمجھا کہ وہ کم از کم ایک بیان تو دے دیں کہ جو نیپال کے ساتھ ہو رہا ہے وہ برا ہے۔ نیپال کے ساتھ ہمارے تعلقات کے بارے میں۔ کبرانی صاحب بھی بتا چکے ہیں کہ ایسٹ پاکستان سے جب ہمارے بھائیوں کو بھاگنا پڑا تو اس وقت انہوں نے جو ہمارا ساتھ دیا اس سے اچھی طرح آپ آگاہ ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر بھارت کے ساتھ ہمارے تعلقات بڑھانے کی یہ شرائط ہیں اور پاکستان پر ان ممالک کی نظریں ہیں مالدیپ، سری لنکا بھوٹان نیپال بنگلہ دیش وہ سب آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان اللہ کرے کہ قائم و دائم اور مضبوط رہے تاکہ جو ادھر ایک دیو ہے وہ ہمیں ہڑپ نہ کر جائے ان کی نظریں ہماری طرف ہیں اور یہ میں نے ایک ہی مثال دی ہے میں اور بھی مثالیں دے سکتا ہوں چونکہ وقت کی کمی ہے اس وقت بین الاقوامی سارک کے اندر ایک ملک جب اس قسم کی حرکت کرے اس کی نہ صرف مذمت ہونی چاہیئے بلکہ اس کی بڑی سخت مخالفت ہونی چاہیئے۔

جناب والا! ہمیں یہ بھی معلوم ہے اور میں حال ہی میں سندھ کے دورے پر گیا تھا کہ وہاں پر وہ کونسی طاقت ہے جو کوشش کر رہی ہے کہ سندھ میں سندھو دیش بن جائے اور وہ طاقت ایک ہی طاقت ہے جو ہمارے پڑوسی ہیں اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے یہاں سے جو بھی چاہیے وہ چند دن اندرون سندھ گزارے تو واپس آ کر وہ یہ بات تسلیم کرے گا کہ وہاں بھارت کا ہاتھ ہے اور بڑے وسیع پیمانے پر وہ سندھ میں شر پھیلانے پر تلے ہوتے ہیں۔ میں بھارت کے ساتھ خوشگوار تعلقات کی مخالفت نہیں کر رہا ہوں لیکن اس شرط پر "برابری" کی بنیاد پر ہوں نہ ہمارے ملک کے اندرونی معاملات میں وہ مداخلت کرے نہ ہم کریں

تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی ان کا بھی اس طرف رحجان ہو تو ہمارا بھی ہونا چاہیئے۔

تیسرا میں چین کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہوں گا حال ہی میں گورباچوف چین گئے وہاں تین معاملات پر ان کی چپقلش تھی اس میں ایک روسی افواج کا افغانستان میں موجود ہونا، کمپوچیا اور ان کی سرحدوں پر جو روسی فوج ہے اس پر۔ افغانستان سے روسی فوجیں واپس چلی گئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو باقی بھی تنازعات ہیں وہ بھی حل ہونے والے ہیں یا حل ہو چکے ہیں تو اس فضا میں بھی ہمارے پالیسی میکرز کو سوچنا چاہیئے۔ اب جبکہ چین اور یو ایس ایس آر کے تعلقات دوستانہ ہو گئے ہیں یا بہتر ہو گئے ہیں تو پاکستان کی فارن پالیسی کیا ہونی چاہیئے اس پر بھی میں امید رکھتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب جیسے قابل شخص اور ان کا عملہ اس پر ضرور سوچیں گے کیونکہ جب بھی ہماری انڈیا کے ساتھ جنگ ہوئی ہے۔ تو چین نے ہماری مدد کی ہے اور آج جو سننے میں آرہا ہے کہ روس نے چین سے یہ کہا ہے اور مجھے امید ہے کہ صاحبزادہ صاحب اس پر بھی روشنی ڈالیں گے کہ اگر کبھی بھارت اور پاکستان کے درمیان لڑائی ہوئی تو ہم دونوں اس میں neutral رہیں گے تو یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔

چوتھے نمبر پر میں ایران کے متعلق اتنا ہی کہوں گا کہ یہ ایک اسلامی مملکت ہے میں جب پچھلی حکومت میں وزیر تجارت تھا تو مجھے وہاں جانے کا شرف حاصل ہوا وہاں کے لیڈران سے ملاقاتیں ہوئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک متوازن پالیسی نہیں ہے کہ ہم زیادہ عرب ممالک کی طرف جھک جائیں اور ایران کو بالکل چھوڑ دیں یا ہم ایران کی طرف زیادہ جھک جائیں اور عرب ممالک کو جو سارے مسلمان ممالک ہیں۔ چھوڑ دیں۔ ہمیں ایک neutral پالیسی اختیار کرنی چاہیئے جیسے آج ترکی کر رہا ہے ترکی کے دونوں ممالک کے ساتھ تعلقات اور تجارت بہترین ہے عراق کے ساتھ بھی اور ایران کے ساتھ بھی تو پاکستان بھی کیوں اسی قسم کا رویہ اختیار نہ کرے کہ عرب بھائیوں کے ساتھ اور ایرانی بھائیوں کے ساتھ ہمارے تعلقات بہتر رہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ جناب والا! جہاں تک خارجہ پالیسی کا تعلق ہے۔ تو اس کو آپ segregate نہیں کر سکتے کہ جی آپ کی خارجہ پالیسی یہ ہے، دفاعی پالیسی یہ ہے، مالی پالیسی یہ ہے، تجارتی پالیسی یہ ہے۔ یہ سب integrated ہیں۔

[Mr. Salim Saifullah Khan]

آپ کو معلوم ہے کہ یہاں پر East India Company آئی، یہ ایک تجارتی کمپنی تھی اور یہاں آکر انہوں نے اپنی حکومت جمالی۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ عربوں نے ۱۹۷۳ء میں دفاع کے طور پر آئل کو as a weapon استعمال کیا اس لیے میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ چونکہ یہ ساری پالیسیز آپس میں integrated ہیں، اس لیے ہماری خارجہ پالیسی جو ہے وہ ضرور اس بات ' کو ' بھی مدنظر رکھے کہ ہماری تجارتی یا مالیاتی یا دفاعی پالیسی جو ہے وہ ان کی پالیسیوں سے کیسے متاثر ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین، کیونکہ وقت کچھ کم ہوتا جا رہا ہے تو میں یو ایس اے کے متعلق جو کہ میرا آخری پوائنٹ ہے، عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: "آخری" کہہ کر بھی آپ نے پانچ چھ منٹ لے لئے ہیں۔

جناب سلیم سیف اللہ خان: میں امریکہ کے متعلق اتنا ہی کہوں گا کہ اس وقت یا جب سے پیپلز پارٹی کی حکومت برسراقتدار آئی ہے Western media اور سنا ہے کہ ساچی اینڈ ساچی کمپنی کا بھی اس میں ہاتھ ہے، یورپ امریکہ اور ان کی حکومتوں نے بڑھا بڑھا چڑھا کر، بڑے fanfare کے ساتھ اس حکومت کو پیش کیا ہے کہ جی یہاں پر Youngest پرائم منسٹر کی حکومت ہے۔ اور پھر ایک اسلامی ملک میں ایک خاتون کا وزیر اعظم ہونا، بہت اہم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہنی مون ہے، یہ بہت دیر تک نہیں چلتا ہے۔ آپ بھی جناب چیئرمین شادی شدہ ہیں اور میں بھی ہوں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ہنی مون پیریڈ سے کیا ہم کوئی فائدہ بھی اٹھا رہے ہیں یا نہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہنی مون پیریڈ ساری عمر نہیں چلے گا، میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی ہم نے پانچ چھ ماہ ضائع کر دیئے ہیں، اور وہ جو opportunities ملی ہیں، جو goodwill ہماری امریکہ میں یا یورپ میں ہے، اس کا ہم نے صحیح فائدہ نہیں اٹھایا۔ جہاں تک ہماری خارجہ پالیسی کا تعلق ہے۔ میں جناب صاحبزادہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ان حالات میں ملک کے لیے آپ جتنا بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، وہ اس دور میں، اس پیریڈ میں جلدی سے اٹھائیں۔ کیونکہ آئندہ آنے والے جو clouds ہیں ان میں شاید پھر آپ کو یہ فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملے۔

شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین :- شکریہ ! سید افتخار علی صاحب ،

Syed Iftikhar Ali Bokhari: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Thank you, Mr. Chairman. Yesterday, our Foreign Minister clearly explained to this august House the basis of our foreign policy. The main objective of any successful foreign policy is to have normal and friendly relations with most of the countries of the world. The countries with whom we have some conflicting interests should also be made to realize that normal and workable arrangements are for mutual benefit. In the time of need, which may be either economic or political, we should not be left isolated. While keeping in view these parameters of positive and successful foreign policy, let us now indulge in the exercise of self assessment and criticism.

Sir, Pakistan at one stage was numerically the biggest Muslim country in the world. Its basis of creation - a new homeland of the Muslims of the sub-continent - brought it closer to the Muslim world. During the last four decades, we have always stood with our Muslims brethern giving them the much needed support in international forum. Unfortunately, the response from many of the Muslim countries to our problems with India has been much below our expectations. Pakistan is also in the club of third world countries or less developed countries. It has to consider and follow the common economic policies of the third world countries, which are being exploited by the developed world.

The modern world has shrunk considerably, with the result that no country of the world can remain isolated. Countries with sound economies are in a position to maintain their independence. Poor and less developed countries, facing chronic economic problems, are not in the happy and comfortable position of maintaining their political independence. The nature of the political hold of bigger or super powers has changed in the last four decades. Physical domination is no longer required. It is through economic domination of the less developed countries of the world that the super powers are dictating their terms. In other words, the foreign policy of any country is the reflection of its internal conditions. If we are strong internally, we are only then respected by the outside world. As our honourable Foreign Minister mentioned in his statement to the august House yesterday, the restoration of full and complete democracy had improved the image of the country in the West especially in America. If Pakistan wants to enjoy special status amongst the comity of nations, it has to be economically and politically stable and

[Syed Iftikhar Ali Bokhari]

united. If we are constantly in the quagmire of economic and political difficulties, we can hardly maintain an independent foreign policy. Economic and political problems of the country have to be solved. No doubt it is a difficult task, but it is still within our reach and grasp. While tackling these problems we should not opt for the line of least resistance. Enough internal resources can be developed to either totally eliminate or considerably reduce the ugly budgetory gaps. For acquiring political stability, democratic institutions have to be strengthened and fortified.

Now, coming to the immediate problem of Afghanistan, we have to adopt a practical policy. The Mujahideen bravely and courageously fought guerilla war with the puppet government of Afghanistan and a super power. This war was fought with the spirit of a holy war. For over nine years, this war went on, bleeding everybody white. The super power saw the futility of this exercise and decided to cut its losses by withdrawing from the scene of action. After the withdrawal of Russian troops from Afghanistan in mid February, 1989 the West has reduced its interest in the problems of Afghanistan. Why should it promote the cause of fundamentalists ? They were needed only to checkmate the Russians. With the Russian troops being out of sight, West is least bothered about the present war being fought in Afghanistan. They have achieved their objective - a proper and thorough drubbing being given to Russia in Afghanistan which in fact has become Russia's Vietnam.

Sir, now we are left alone in the company of three million refugees whose return to Afghanistan is not possible in the foreseeable future. The Mujahideen are not in the happy position of toppling the present Government in Kabul or capturing Afghanistan through conventional war, thereby facilitating the return of refugees to their homes. We are faced with an uncomfortable and annoying stalemate. How do we extricate ourselves from this difficult position ? The only way out of this impasse is to maintain and, if possible, increase the international pressure so that some solution is found for the return of the refugees to Afghanistan. Otherwise, the wrecked economy of our country will not be able to bear the burden of the refugees.

Recently, much has happened on the international scene. The efforts to normalize relations between Soviet Union and China, after thirty years of tension, must be watched carefully. China has been our sincere friend for over thirty years. It has stood with us in difficult circumstances and conditions. We should not loose its political and materials support.

Our re-entry in Commonwealth, especially when India is not opposing us, is much desired. Apart from renewing our traditional relations with U.K. and other Commonwealth countries other economic and political benefits will accrue to our country. Pakistanis settled in U.K. will benefit from our re-entry to Commonwealth. We are living in the age of technology. Transfer of technology is possible if we are in the organizations like Common-wealth.

After the SAARC conference in Islamabad in December, 1988, it was felt that the pace of normalization of our relations with India would no doubt increase. Nothing positive has happened up till now to support this contention or feeling. De-escalation of knotty problems has not been achieved. It is hoped that these efforts will continue and become fruitful. In fact, it is to the advantage of both India and Pakistan to have normal relations. Poverty, disease, and hunger are eating into the vitals of these two countries. The wasted resources on armaments and military build-up should be diverted to positive use. If normal relations had prevailed between these two countries since independence, the economic problems of the sub-continent would have not reached the present dimensions. For achieving the objective of normal relations with India, India has to act big. It must genuinely accept the two nation theory which was the basis of creation of Pakistan. If not, our future generations will continue suffering in the way the sub-continent has suffered during the last four decades. Thank you Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Jenab Qazi Abdul Latif Sahib, you are the last speaker.

جناب قاضی صاحب میں گزارش کروں گا کہ مختصر اگر آپ فرمائیں و یسے کہنے کو تو بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن آپ کی تقریر تو بہت میٹھی بھی ہوتی ہے اور اس میں تسلسل بھی ہوتا ہے لیکن صاحبزادہ صاحب کو wind up بھی کرنا ہے اس لیے میری گزارش ہو گی کہ مختصر تقریر فرمائیں۔

قاضی عبداللطیف : سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا اور یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ اصل فہرست میں میرا نام کہاں تھا۔ میں اس میں آخری مقرر نہیں تھا۔ اور نہ میرا نام آخر میں تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں میری گزارش یہ ہے کہ آپ کا نام گیلانی صاحب سے پہلے تھا لیکن میں نے آپ کو اس لیے بعد میں رکھا کہ آپ definitely دس بارہ

منٹ زیادہ ہی لیں گے۔

قاضی عبداللطیف : میں اصلی فہرست کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : خیر آپ کا پہلے ہی تھا۔ لیکن میں نے بعد میں رکھا ہے۔

قاضی عبداللطیف : ایک شخص نے کہا تھا کہ میں بڑا گنہگار ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ جناب والا میں آپ سے بڑا گنہگار ہوں۔ اس نے کہا مت کہو کافر بن گئے ہو۔ اس نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ میں سرحد پر کھڑا تھا۔ اور اگر آپ سرحد پار کر جائیں گے تو کفر میں چلے جائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ میرے بعد کون رہتا ہے کہ آپ اس کو وقت دیں گے۔ آپ نے مجھے آخری سرحد پر پہنچا دیا اور پھر مجھے کہتے ہیں کہ بھائی آپ ذرا تھوڑا وقت لیں۔ عجیب تماشا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اچھا بہرحال قاضی صاحب فرمائیں۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! وزیر خارجہ صاحب ہمارے لیے انتہائی قابل احترام ہیں۔ گیارہ سال تک انہوں نے جو خارجہ پالیسی کامیاب ترین طریقے سے چلائی یقیناً وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہے اور اس وقت بھی یقیناً ہم اس کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔ لیکن میں گزارش کروں گا کہ بدلے ہوتے حالات کے پیش نظر ہماری خارجہ پالیسی میں جو تبدیلی آئی ہے وہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں کہ روس نے اپنی افواج نکال لی ہیں جینیوا معاہدہ کے تحت لیکن جینیوا معاہدے پر جب بات چیت ہو رہی تھی اور آٹھ دس سال تک ہوتی رہی تو اس میں عام طور سے جو issues تھے وہ یہ تھے کہ افغانستان میں اسلامی تشخص، آزاد خود مختار غیر جانبدار حکومت، بحال کی جائے گی۔ جبکہ کل ہم اس تقریر میں سن رہے تھے کہ ہماری دلچسپی صرف یہ ہے کہ ایک چھوٹے ملک کو آزادی مل جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس جینیوا معاہدے کے اس تسلسل کے خلاف ہے جس پر آٹھ دس سال تک ہم مسلسل بات چیت کرتے رہے ہیں۔ غیر جانبدار اسلامی تشخص آزاد خود مختار ریاست تھی اب میں کہوں گا کہ روس بڑی ڈھٹائی سے اس کی مخالفت کر رہا ہے روس نے اپنی افواج نکالنے کے بعد غیر جانبداری کو مجروح کیا ہے وہ اپنی پٹھو حکومت کو وہاں مضبوط کر رہا ہے اس کو اسلحہ دے رہا ہے

اس کو سامان دے رہا ہے اُس کی حفاظت کر رہا ہے۔صرف اتنی ہی بات نہیں ہے بلکہ تمام دنیا کے چکر اور سفارتی ذرائع اور ملاقاتیں صرف اسی بنیاد پر ہو رہی ہیں کہ وہاں پر روس کی پٹھو حکومت کو تسلیم کیا جائے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ جو آج تک تذبذب میں ہے وہ بھی صرف اسی بنیاد پر ہے کہ وہاں پر اگر روس کی کٹھ پتلی حکومت آجائے تو پھر افغانستان کی آزادی ، آزادی نہیں رہے گی۔ بلکہ وہ بدستور روس کا ایک حصّہ ہو گا۔ اور روس کا ایک صوبہ تصوّر کیا جائے گا۔ باوجود اس بات کے اس نے اپنی فوج نکال لی۔ میں یہ کیسے تسلیم کر لوں کہ وہ آزاد خود مختار اسلامی تشخص کی حامل حکومت ہے۔ جبکہ آپ جانتے ہیں کہ موجودہ انتظامیہ کو روس نے چار سو معاہدوں سے جکڑا ہوا ہے جو حکومت روس کے چار سو معاہدوں کے اندر جکڑی ہوئی ہے کیا میں یہ تسلیم کر لوں کہ وہ اسلامی تشخص کی حامل آزاد خود مختار ریاست ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جنیوا معاہدے کے سلسلے میں کیوں روس سے پوچھا نہیں جاتا اقوام متحدہ کے اندر، میں صاحبزادہ صاحب سے بڑے احترام سے گزارش کروں گا کہ آپ مجھ سے اس نکتے کو بہت زیادہ مہارت سے جانتے ہیں کہ خارجہ پالیسی شفقت سے نہیں بنتی، جرأت سے بنتی ہے بہادری اور یکسوئی سے بنتی ہے۔ ہمارے اپنے الفاظ میں اگر تذبذب ہو۔ ہمارے ترجمانوں کی زبان میں اگر لُکنت ہو تو دوسروں پر ہمارے اثرات کیا ہوں گے۔ ہم نے دنیا کو دکھایا کہ ایک سو تیس ممالک نے ہماری حمایت کی۔

ہمارے مؤقف کی حمایت کی اور یہ تسلیم کیا کہ پاکستان کا مؤقف صحیح اور درست ہے۔ آج ہم کیوں تذبذب کی پالیسی میں مبتلا ہیں ؟ روس ایک طرف تو اپنی کٹھ پتلی حکومت کو تحفظ دلانے کے لیے خون خرابے کر رہا ہے اور دوسری جانب اُس نے یہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے کہ اپنی فوجوں کے انخلاء کے بعد بھارت کو دعوت دی۔ میں یقیناً کہوں گا کہ آپ اِس سے یقیناً واقف ہیں کہ روس کے لیڈروں کا بار بار بھارت جانا، وہاں meetings کرنا، وہاں فیصلے کرنا، یہ سب کس کے خلاف تھے ؟ یہ میرے خلاف نہیں ہیں۔ پاکستان کے خلاف نہیں ہیں تو کِس کے خلاف ہیں۔ روس آج ہم سے انتقام لے رہا ہے اور اس انتقام کا ذریعہ وہ بھارت کو بنا رہا ہے اور ہم اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ بھارت کے ساتھ ہماری دوستی کا نیا آغاز ہوا ہے۔

یہ کیا ہو رہا ہے ؟ میرے لیے منصوبہ بن رہا ہے۔ اور میرے لیے تجاویز مرتب

[Qazi Abdul Latif]

ہو رہی ہیں۔ میں کہوں گا کہ جناب والا! اس وقت اہم ترین ضرورت اس بات پر غور کرنے کی ہے کہ بھارت نے ہمارا گھیراؤ کر رکھا ہے۔ روس کی وساطت سے روس کے مشورے سے روس کے کہنے پر اگر بھارت افغانستان میں اپنی فوجیں بھیجتا ہے فضائیہ بھیجتا ہے یا جس کو بھی بھیجتا ہے جب کہ آپ کو معلوم ہے کہ بھارت کا ایک پائلٹ ابھی مارا گیا ہے اس کا نام بھی آیا ہے اس کی شکل بھی آئی ہے اس کی تصویر بھی اخبارات میں آئی ہے۔ کیا یہ بین ثبوت نہیں ہے؟ اور بھارت کا افغانستان میں جانا افغانستان کے خلاف نہیں ہے یہ میرے خلاف ہے پاکستان کا گھیراؤ کیا جا رہا ہے۔ میں کیسے یہ تسلیم کر لوں۔ بھارت کو افغانستان سے کیا دلچسپی ہے اور آپ کو راجیو گاندھی کے وہ الفاظ یاد ہوں گے کہ جب اس نے کہا تھا کہ افغانستان میں میری مرضی کی حکومت بنے گی۔ کتنے شرم کی بات ہے ساری دنیا سنتی ہے وہ دنیا کہ جو اپنے آپ کو انصاف پسند دنیا کہتی ہے اور راجیو کھلم کھلا کہتا ہے کہ افغانستان میں میری پسند کی حکومت بنے گی۔ آپ کا کیا تعلق ہے افغانستان سے؟ وہ میری سرحد ہے مجھے اس سے خطرہ ہے۔ یا روس کی سرحد ہے لیکن وہ بڑی ڈھٹائی سے کہتا ہے کہ افغانستان میں میری مرضی کے مطابق حکومت بنے گی اور ہمیں حیرت ہے اس بات پر جب ہم یہ کہتے ہیں کہ بھارت کے ساتھ ہماری نئی دوستی ہو رہی ہے بھارت نے وہاں افغانستان میں فوجیں بھیج کر آپ کی ناکہ بندی کر دی۔ شمالی علاقہ جات میں وہ شورش برپا کر رہا ہے میں حیران ہوں کہ ہماری فریاد کو کیوں نہیں سنا جا رہا سندھ میں سب دوستوں نے کہا ہے جو آپ کی کیٹیاں گئی ہیں انہوں نے کہا ہے سندھ کے ایک سابق وزیر نے بیان دیا ہے کہ وہاں بھارت کی کرنسی عام چل رہی ہے۔ اور سندھ کے اندرونی حصے میں سرکاری عمارات پر پاکستان کا جھنڈا لہرانا ناممکنات میں سے بن گیا ہے۔

اب ہمیں بتلایا جائے کہ یہ منصوبے کس کے لیے ہیں کاہے کے لیے ہیں کیا یہ دوستی کا تقاضا ہے۔ اور کیا یہ دوستی ہو رہی ہے ہمارے ساتھ۔ میں اس کے خلاف نہیں ہوں کوئی دیوانہ ہی کہے گا کہ جنگ کے لیے اپنے آپ کو تیار کرو۔ یہ دیوانے کی بڑ ہو گی۔ ہم نے ہمیشہ دفاع کیا ہے۔ ہم پر حملہ کیا گیا ہے ہم جنگ نہیں چاہتے۔ نہ ہمارے پاس وہ وسائل ہیں نہ ہمارے پاس وہ اسلحہ ہے۔ ہمارے پاس اسلحہ نہیں وسائل نہیں۔ ہندوستان ہم

سے دس گنا بارہ گنا زیادہ ہے۔ فوج کے لحاظ سے اسلحہ کے لحاظ سے۔ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم شوقیہ لڑائی لڑ رہے ہیں۔ ہم تو اپنا دفاع کر رہے ہیں۔ کیا ہمیں اپنے دفاع کی بھی اجازت نہیں ہے۔ کیا ہم اپنا دفاع کرنے کے بھی حق دار نہیں ہیں۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ بھارت کے ارادے اور اس کے عزائم اب چھپے نہیں رہے۔ اب انہوں نے جو اقدامات کئے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ پھر میں حیران ہوں کہ یہ الفاظ کہنا کہ بھارت کے ساتھ ہماری نئی دوستی کا آغاز ہوا ہے۔ یہ کیا ہے۔ راجیو کہتا ہے کہ بے نظیر تو ٹھیک ہے فوج گڑ بڑ کر رہی ہے۔ لوک سبھا میں کہا جا رہا ہے کہ بے نظیر تو ٹھیک ہے فوج گڑ بڑ کر رہی ہے۔ یہ کس کے خلاف منصوبہ بن رہا ہے ہمیں بتلایا جائے اور مجھے حیرانی اس پر ہے کہ جب بے نظیر بھٹو چین کا دورہ کر کے واپس آتی ہے تو راجیو گاندھی اس کو مبارک باد دیتا ہے۔ کامیاب دورے کی مبارک باد راجیو گاندھی کی طرف سے بے نظیر بھٹو کو ملتی ہے۔ اور ہم اس پر خاموش بیٹھے ہوتے ہیں یہ کیا ہو رہا ہے اس وقت جناب صاحبزادہ صاحب سے میں گزارش کروں گا کہ اقوام متحدہ کے اندر اس مسئلے کو اجاگر کیجئے۔ یہ اب راز کی بات نہیں رہی۔

اب میں یہ تذکرہ بھی کر دوں کہ فوج کو کیوں بدنام کیا جا رہا ہے اور اس میں ولی خان کے خطوط کا فلسفہ بھی آ جاتا ہے۔ ولی خان کے خطوط اور نجیب کے خطوط کا متن پڑھیئے۔ ان میں یکسانیت ہے۔ اور وہی کچھ جو نجیب نے لکھا تھا بین الاقوامی دنیا کے لیے اور دوسرے ممالک کو انہی ممالک کو ولی خان انہی الفاظ میں خطوط لکھتا ہے۔ مقصد کیا ہے فوج کو بے اعتماد بنانا ہے فوج اور عوام کے درمیان میں نفرت پھیلانی ہے اور اگر ہماری فوج اور عوام کے درمیان میں نفرت پھیل جائے گی تو فوج عوام کے تعاون اور حمایت کے بغیر کبھی لڑائی نہیں لڑ سکے گی۔ مشرقی پاکستان میں فوج کے ساتھ عوام کی حمایت نہیں تھی اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ افغانستان میں روسی جیسی سپر طاقت آئی۔ وہاں کے عوام کی حمایت اسے حاصل نہیں تھی اس کا نتیجہ کیا نکلا ویتنام کے اندر امریکہ نے جو کچھ کیا عوام کی حمایت اسے حاصل نہیں تھی اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ آج ہماری فوج کو مطعون کیا جا رہا ہے اور دوسری جانب سے یہ کہا جا رہا ہے کہ فوج کے اخراجات میں کمی کی جائے تاکہ ہم ترقی کریں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا ترقی یہاں ہوئی کس کی جب

[Qazi Abdul Latif]

قوم ہی نہ رہی۔ اگر آپ رہتے نہیں آپ کا وجود ہی نہیں رہتا تو ترقی کاہے کی ہوگی کس چیز کی ترقی ہوگی

میں گزارش کروں گا کہ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ بھارت کے خلاف باقاعدہ اقوام متحدہ کے اندر یہ ایشو پیش کیا جائے کہ بھارت ہمارے خلاف جارحیت کر رہا ہے۔ اس کو ان الفاظ میں تمغہ دینا کہ بھارت اور ہمارے درمیان نئی دوستی کا آغاز ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اپنے آپ کو دھوکے میں رکھنا ہے۔ اپنی قوم کو دھوکے میں رکھنا ہے۔ اپنی قوم کو اندھیرے میں رکھنا ہے۔ یہ کہہ دینا کہ ہمارے سیکرٹریوں کے درمیان مذاکرات ہو رہے ہیں پہلے جب وہ ہماری بنیادیں اکھیڑنے کے لیے تیار ہیں تو پھر پانی اور بجلی کی بات کیا معنی رکھتی ہے۔ ثقافت کی بات کیا ہے آنے جانے کی بات کیا ہے۔ سارک کا تذکرہ کیا گیا ہے میں صاحبزادہ صاحب سے اپیل کرتا کروں گا کہ خدا کیلئے جب سارک کا تذکرہ آتا ہے تو ہمارے مدبرین کے سر ندامت سے جھک جاتے ہیں اس کا تذکرہ بار بار نہ کیجئے۔ سارک کے اندر جو کچھ ہمارے ساتھ کیا گیا ہے ساری دنیا کے سامنے ہمیں شرمندہ کیا گیا ہے اور سارک کے جو مقاصد تھے سب کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ میں اس پر روشنی نہیں ڈالوں گا اس سے پہلے اس پر فرمایا جا چکا ہے کہ سارک کا مدعا کیا تھا۔ اور سارک کیوں بنائی گئی تھی۔ اس بنیاد پر بنائی گئی تھی کہ وہ مست ہاتھی جو چھوٹے چھوٹے ممالک کو روند رہا ہے۔ پامال کر رہا ہے اس کی پامالی سے ان کو بچایا جائے اکٹھے ہو کر اور اس کو یہ تلقین کی جائے کہ ہم چھوٹے ہوتے ہوئے بھی ہم چیونٹی کی طرح آپ کی ناک میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اور وہاں ہم کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ مدعا تھا۔ ہم اپنا تحفظ اپنا دفاع چاہتے تھے لیکن سارک کی کارروائی میں ہمیں ذلیل کر دیا گیا ہے۔ ان ممالک کے سامنے بھی، بین الاقوامی دنیا کے سامنے بھی۔ پھر کیوں سارک کا تذکرہ بار بار کیا جا رہا ہے۔ کہ سارک کے اندر ہم نے بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔

تیسری بات میں عرض کروں گا کہ جینیوا معاہدے کے اندر یہ بات ہمیشہ دہرائی جا رہی تھی آج بھی کہی جا رہی ہے کہ مہاجرین رضاکارانہ باعزت طور پر واپس جائیں۔ میں یہ کیسے تسلیم کروں کہ سیکرٹری اقوام متحدہ کی خواہش ہے کہ وہاں امن قائم ہو۔ میں عرض کروں گا۔ انہوں نے اپنا فریضہ پورا نہیں کیا۔ مہاجر جو یہاں آباد ہیں چاہے وہ ایران میں آباد ہیں چاہے وہ دنیا کے کسی کونے میں آباد ہیں آپ کو علم ہے کہ روس نے وہاں پچاس لاکھ بارودی سرنگیں بچھا دی ہیں۔ اخبارات کی فائلیں اس کی گواہ ہیں۔ پچاس لاکھ بارودی سرنگیں بچھا کر افغانستان کی سرزمین کو

جہنم بنا دیا گیا ہے - اور اب آپ مہاجرین کو گلے سے پکڑ کر اس جہنم میں دھکیلنا چاہتے ہیں یہ ہے ان کی رضا کارانہ اور باعزت واپسی، یہ کہا جا رہا تھا کہ مہاجرین یا مجاہدین آپس میں متفق نہیں ہیں آج انہوں نے ثبوت دے دیا ہے کہ ہم متفق ہیں ہم ایک ہیں ہمارا درد ایک ہے ہماری فریاد ایک ہے ہماری تکلیف ایک ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میرا بازو توڑنے کے لیے آج ان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا جا رہا، آخر کیوں ؟ اگر ہماری ہمدردیاں اُن کے ساتھ ہیں، ہماری حمایت ان کے ساتھ ہے اور اگر ہم دوسرے ممالک میں جاکر ان سے اپیل کرتے ہیں کہ عبوری حکومت کو تسلیم کیا جائے تو وہ صاف کہتے ہیں کہ جو کچھ آپ کرتے نہیں ہو۔ ہمیں کیوں کہتے ہو۔ آپ خود تو کرتے نہیں ہو اور ہمیں کہتے ہو اب اس تضاد کا ہمارے پاس کیا جواب ہے اس لیے ضرورت اس بات کی ہے اور یہ انوکھا کردار کیوں ادا کیا جا رہا ہے اس مظلوم قوم کے ساتھ اس کا معنی یہی ہے کہ

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جُرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

ہمیں بھی کمزور سمجھا جا رہا ہے اور افغان کے مجاہدین کو بھی کمزور سمجھا جا رہا ہے دنیا کی تاریخ کو پڑھ لو کہ اگر کوئی قوم جدوجہد اپنی آزادی کے لیے کرتی ہے تو جب جابر اور ظالم حکومت وہاں سے رخصت ہوتی ہے تو اس کا متبادل وہ گروپ ہوتا ہے وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جنہوں نے قربانیاں دی ہیں جنہوں نے جدوجہد کی ہے جنہوں نے اپنے بچوں کو قربان کیا ہے اپنا مال قربان کیا ہے اپنا وقت قربان کیا ہے اپنا خون دیا ہے دنیا کی کسی ملک کی تاریخ کو دیکھو لیکن یہ انوکھا کردار کیوں افغانستان کے اندر ادا کیا جا رہا ہے کیا اقوام متحدہ کو اس پر ندامت نہیں آسکتی ۔ اقوام متحدہ اس رول کو دنیا کے سامنے کسی جواز کے ساتھ پیش کر سکتی ہے کہ وہاں یہ انوکھا کردار کیوں ادا کیا جا رہا ہے یہ پیمانہ علیحدہ کیوں ہے اس بنیاد پر کہ ہم خدا کو مانتے ہیں اس بنیاد پر کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت ہیں اس بنیاد پر کہ ہمارا ایک عقیدہ اور ایک نظریہ ہے اور وہ کسی عقیدے اور کسی نظریئے کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ آج روس کے نظریات ناکام ہو چکے ہیں آج روس کی جو اقتصادی پالیسیاں ہیں وہ ناکام ہو چکی ہیں وہ خود تسلیم کرتا ہے، سیاسی پالیسیاں ناکام ہو چکی ہیں وہ خود تسلیم کرتا ہے انتظامی پالیسیاں ناکام ہو چکی ہیں وہ خود تسلیم کرتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی بعض لوگ کہتے

[Qazi Abdul Latif]

ہیں کہ اس کا ایک فلسفہ ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ فلسفہ کون سا ہے اور کس فلسفے کی بنیاد پر وہ آج قائم ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب ۲۵ منٹ ہو گئے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: آپ نے مجھے آخری موقع دیا ہے، میں گزارش کروں گا کہ کہا جاتا ہے کہ روس کے ساتھ دوستی کرو، جناب والا! ہم کسی کے ساتھ دشمنی کے قائل نہیں ہیں۔ ہم اگر چین کے ساتھ دوستی کر سکتے ہیں تو روس کے ساتھ کیوں نہیں کر سکتے لیکن میں عرض کروں گا کہ خدا کے لیے تاریخ کو دیکھو، واقعات کو دیکھو۔ ہم نے روس کے ساتھ کون سی دشمنی کی ہے بنگال کے اندر روس نے ہم پر حملہ کیا ہمارے خلاف بھارت کو تقویت پہنچانے والا روس ہے ہمارے خلاف منصوبے بنانے والا روس ہے، افغانستان کے اندر اس کو مداخلت نہیں تھی وہ تو پاکستان پر حملہ تھا جس کا آپ نے بڑی جرأت سے مقابلہ کیا اور اس کی ساری دنیا کے اندر ناکام اور ننگا کر دیا وہ تو گرم پانیوں تک پہنچنے کا منصوبہ تھا افغانستان میں اس کا کیا تھا افغانستان تو پہلے بھی اس کا پڑوسی تھا اس کے اندر تو اس کی پالیسی چل رہی تھی اگرچہ وہ زبان سے نہیں کہتے تھے لیکن پالیسی روس ہی کی چل رہی تھی اس کی آنکھ میں اگر کھٹکا تھا تو صرف پاکستان کا تھا اور پاکستان کا کھٹکا اسی بنیاد پر تھا کہ وہ ایک نظریئے کا حامل ہے۔ آج بھی ہمیں سزا اس کی دی جا رہی ہے کہ اگر افغانستان کے اندر یہ حکومت آجاتی ہے تو پاکستان کو بلاتنخواہ بلامعاوضہ ایک بہت بڑی فوج مل جاتی ہے اور دنیا کے اندر ہمیشہ کامیابی اُن لوگوں کو ہوتی ہے جو کوئی عقیدہ اور نظریہ رکھتے ہیں اور رضاکارانہ طور پر قربانیاں دیتے ہیں افغانستان کی تاریخ آپ کے سامنے ہے آپ کے پاکستان کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔

میں گزارش کروں گا کہ ہم کسی کے خلاف دشمنی کے قائل نہیں ہیں نہ ہمارے پاس وہ وسائل ہیں کہ خرمستیاں کریں اور کسی پر حملہ کریں آخر ہمارا ان کے ساتھ لڑائی کا مقصد کیا ہے کیا ہم اس کا کوئی حصہ چھین سکتے ہیں نہ تو ہم افغانستان کا حصہ چھین سکتے ہیں نہ ہم روس کا حصہ چھین سکتے ہیں نہ ہم ہندوستان کا حصہ چھین سکتے ہیں تو ہماری لڑائی اس کے ساتھ کس مقصد کے لیے ہو گی۔ وہ مدعا کیا ہو گا کیا ہم پاگل ہیں کیا ہم دیوانے ہیں کہ بلا مقصد لڑائی کے لیے تیار ہیں۔ اپنی قوم کو تباہ کرنے کے لیے اور اپنی قوم کو جنگ کے اندر جھونکنے کے لیے اپنے وسائل کو تباہ کرنے کے لیے کیا ہمارے اندر اتنا شعور اور عقل بھی نہیں ہے کہ ہم بلا مقصد لڑائی لڑیں لیکن

ہندوستان کے عزائم آپ کے سامنے واضح ہیں اس نے اپنی پڑوسی ممالک کے ساتھ کیا کیا ہے ہمارے ساتھ اس نے کشمیر کے اندر کیا کیا ہے اور کیا کر رہا ہے آج وقت ہے کہ میں صاحبزادہ صاحب سے عرض کروں گا کہ کشمیر کے مسئلے کو حل کرائیے آج مقبوضہ کشمیر کے عوام بے چین ہیں وہ اپنا حق مانگتے ہیں ان کے حق کے لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو اپنا حق دلائیں اور ہم ان سے کہیں کہ وہ مسئلہ جو ۴۰ سال سے اٹکا ہوا ہے آخر وہ کب تک اٹکا رہے گا آج دنیا کی چھوٹی چھوٹی قومیں آزادیاں حاصل کر رہی ہیں آج فلسطین کا مسئلہ ۴۰ سال کے بعد حل ہو رہا ہے چھوٹے چھوٹے ممالک آج اپنا حق حاصل کر رہے ہیں لیکن ہم اپنی اس تذبذب کی پالیسی پھس پھسی پالیسی کی وجہ سے خود ذلیل ہو رہے ہیں اور آج وہ ہم سے انتقام لے رہا ہے۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ میں اپنے گھر کو تباہ کر رہا ہوں اور جو قومیں کسی واضح پالیسی، کسی جرأت مندانہ پالیسی، کسی دلیرانہ پالیسی پر عمل پیرا نہیں ہوتیں وہ دنیا کے اندر رہنے کا حق نہیں رکھتیں اس لیے میں عرض کروں گا کہ اس تذبذب کی پالیسی کو چھوڑ دیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت بہت شکریہ قاضی صاحب۔

قاضی عبداللطیف: حضرت میں کیا عرض کروں میں نے تو صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے ۱۲ عنوانات بنائے ہیں جن میں سے صرف تین پر بولا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پھر کبھی صاحبزادہ صاحب کو زحمت دیں گے یار زندہ صحبت باقی ہے۔

قاضی عبداللطیف: یہ زیادتی میرے ساتھ ہمیشہ کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی صاحب آپ کو بعد میں مواقع ملیں گے۔

قاضی عبداللطیف: آپ کیا موقع دیں گے ۵ سال کے بعد تو آپ نے پہلی مرتبہ سینیٹ کے اندر خارجہ پالیسی پر بولنے کا موقع دیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگر آپ کے پاس کوئی نئی بات ہے تو بیشک ۵ منٹ اور بول لیں۔

قاضی عبداللطیف: ہماری وزارت خارجہ نے نجیب حکومت کے یہاں سفارت کار ہی کہہ دو اس لیے کہ آپ کی اصطلاح میں وہ سفارت کار ہے جبکہ میں اسے سفارتکار کبھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں ان کو بلا کر کہا ہے یہ نجیب کی دھمکی یا روس کی دھمکی بڑی خطرناک ہے

[Qazi Abdul Latif]

اور اس کے ساتھ یہ ہے ہم انتظامیہ کے دوستوں اور روس سمیت سب کو کہتے ہیں ۔آپ افغانستان کو اس پالیسی سے روکیں ۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

بھئی جس نے ہمیں اس مصیبت کے اندر پھنسایا ہوا ہے ان سے اپیل کی جارہی ہے کیا وہ نادانستہ طور پر یہ کر رہے ہیں کیا وہ غلط فہمی کی بنیاد پر یہ کر رہے ہیں یہ باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت ہو رہا ہے۔ اگر آج تک ہم نہیں سمجھے کہ واقعتاً ہم ایک منصوبے کے تحت شکار ہو رہے ہیں اور ایک منصوبے کے تحت تباہ کیے جا رہے ہیں ہماری اقتصادیات کو تباہ کیا جا رہا ہے ہماری معاشیات کو تباہ کیا جا رہا ہے یہ اگرچہ امور خارجہ کی بات ہے لیکن آج کی دنیا میں ہم زندگی کے کسی شعبے میں بھی امور خارجہ کو علیحٰدہ نہیں کر سکتے نہ دفاع کو علیحٰدہ کر سکتے ہیں نہ اقتصادیات کو علیحٰدہ کر سکتے ہیں نہ سیاسیات کو علیحٰدہ کر سکتے ہیں اور وہ ہمیں آج تباہ کر رہے ہیں اور اسی بنیاد پر ہم ان سے اپیل کرتے ہیں جو لوگ ہمارے خلاف منصوبے بنا رہے ہیں۔

نظر بدلی ہوئی ہے آسمان کی
خدا سے خیر مانگو آشیان کی

میں تو یہ کہوں گا ہمارا یہ آشیانہ جو ہے اس کی زیادہ تر ذمہ داری آپ لوگوں پر ہے ہمارا تو فرض ہے چلانا ؟ اور قوم اس کو برداشت نہیں کرے گی اس لیے میں عرض کروں گا کہ اپنے ملک کے مستحکم ہونے کے لیے وہ خدشات وہ خطرات اور وہ منصوبے جو ہمارے خلاف بنائے جا رہے ہیں خدا کے لیے ان کو واضح کیا جائے اور دنیا کو بتلایا جائے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے ۔

جناب والا ! بہرحال میں اتنی گزارش کروں گا کہ جینیوا معاہدے کی خلاف ورزی روس کر رہا ہے ۔جینیوا معاہدے کے اندر جو الفاظ لکھے گئے تھے اور یہ الفاظ اس میں تھے کہ افغانستان کی آزاد خود مختار اسلامی تشخص غیر جانبدار حیثیت کو بحال کیا جائے گا اسی کو آج بحال کیا جائے اسی کے بحال ہونے کے لیے لازمی اور ضروری ہے کہ ان کی نمائندہ عبوری حکومت کو تسلیم کیا جائے اگر عبوری حکومت کو آپ تسلیم نہیں کریں گے تو وہاں انتخابات کون کرائے گا یہ کیوں کہا جا رہا

ہے کہ وہاں نمائندہ حکومت آئے گی اور عوام کے اعتماد کی حاصل کردہ حکومت آئے گی جب آپ اس حکومت کو تسلیم کریں گے ان کو مجاز بنائیں گے تاکہ وہ وہاں جاکر انتخابات کرائے ہم بھی کہتے ہیں کہ وہ انتخابات کرائیں گے وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم انتخابات کرائیں گے لیکن آپ اس کو تسلیم نہیں کریں گے تو انتخابات کون کرائے گا اس لیے یہ بات ضروری ہے کہ اس حکومت کو تسلیم کیا جائے تاکہ وہ وہاں جاکر انتخابات کرائے۔ اس جملے کو کبھی نہ بھولا جائے کہ افغانستان کی آزاد اسلامی تشخص کی حامل خود مختار غیر جانبدار حیثیت کو بحال کیا جائے گا اس سے ہم کیوں چشم پوشی کر رہے ہیں۔

تیسری بات اقوام متحدہ کا فرض ہے کہ وہاں جو بارودی سرنگیں بچھائی گئی ہیں مہاجرین کی رضاکارانہ باعزت واپسی کے لیے لازمی ہے کہ اقوام متحدہ کے ذریعے سے وہاں سے وہ بارودی سرنگوں کو صاف کرے۔ اگلی بات جو تمام دنیا کے قواعد کے مطابق ہے۔ وہ یہ ہے کہ اقوام متحدہ نے روس کو جارح کہا ہے ۱۳۰ ممالک نے کہا ہے روس جارح ہے اس کو وہاں سے نکلنا چاہیئے۔ روس نے تسلیم کر لیا ہے کہ واقعی میں جارح ہوں میں نکل رہا ہوں تو دنیا کا قاعدہ یہ ہے کہ جو جارح ہوتا ہے اس سے تاوان جنگ لیا جاتا ہے۔ روس سے تاوان جنگ وصول کرنا ہوگا روس سے تاوان جنگ لے کر اسی سے افغانستان کی تعمیر نو کرانی ہوگی اور وہ تعمیر نو کرانی ہوگی اور وہ تعمیر نو یہ عبوری حکومت یا افغانستان کی یہ موجودہ حکومت جو اس وقت بنی ہوئی ہے اس کے ذریعے سے کرانی ہوگی یہ گزارشات ہیں اور میں آپ سے اپیل کروں گا کہ مہربانی کر کے اسی طرف جدوجہد کیجئے۔ میں آپکا بھی بڑا مشکور ہوں اور چیئرمین کا بھی بڑا مشکور ہوں۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین:</u> بہت شکریہ! صاحبزادہ یعقوب خان وزیر خارجہ۔

Sahabzada Yaqub Ali Khan: Thank you, Sir. The hour is late and I will try not to impose on your patience and the patience of the honourable Senator but I think it is important that I touch upon as many points as I possibly can and to try to do justice to what has been in my opinion a debate which has been thoughtful and of a high order. Certainly it has been of immense use and value to me and to my colleagues who have followed it with the closest attention and we have taken careful note of the things that have been said whether they have been in approbation of the policy followed or of the activities of my Ministry or in criticism of it. We may not be able to act on all the points that have been raised but certainly they will engage our attention, we will have them in front of us and we will examine them most carefully. The criticism is helpful not only as a safeguard against mistakes and errors and shortcomings but also because differences of views supported by reasons and arguments deepen perception and knowledge and understanding and the frequently light up by sharps of light certain areas that might otherwise remain in darkness or in shadows. I shall do my best to respond to the major issues that were raised, grouping them together to facilitate the process of summarizing the thoughts that they expressed. Sometimes understandably owing to the vigour enthusiasm and strength of views of the speakers and honourable Members they were led understandably as I said towards the brink of delicate but very important matters where I may not much as I would like to be able to follow them certainly not across the brink in public interest in an open debate. I feel confident that if I were able to share with them the reasons and rationale of the decisions we have taken and are taking they might well see perhaps the problem in a somewhat different light. Whether they agree or disagree with my premises or with my conclusion or perhaps with both. For this reason Sir, instead of seeking shelter unfairly under the pretext of public interests I have requested the Chairman of our Foreign Relations Committee to consider the holding of a meeting of the committee where it would be possible for me to explain more fully those aspects which in public interest I cannot dwell upon with candour and with openness in view of the delecacy of the subjects involved. For this reason those honourable Members who felt that perhaps my statement were sometimes strained and not candid: they would, I am sure understand that these inhibitions were preventing me.

With your permission Sir, now I will touch upon some of ... The first major issue I shall take deals with ... interim government; its recog- ... opening address

ut I think it needs to be elaborated as obviously it is a cause f concern to a large number of Senators. Sir, the Government of 'akistan believes that it is still premature to consider extending ull recognition to the interim government of Afghanistan because f the disinformation and a tremendous propaganda campaign aunched against the Mujahideen and because of Pakistan's obliations under the Geneva Accords. It is important that when akistan does recognize or does decide to extend formal recogition to the interim regime both the broad-based character f the regime and compatibility of Pakistan's recognition with s international obligations are beyond any question and multiple ecognitions simultaneously our recognitions can follow in such way as to produce an impact on the international community nd to give greater moral strength to the interim government nd by the same token to demoralize the Government or the egime in Kabul. Therefore, to extend recognition prematurely 'ould be no service to the interim regime. It would only fuel ne propaganda and disinformation campaigns of its detractors ut let there be no doubt about Pakistan's support and during ipport for the interim regime we continue to see it as providing ne core of the future interim government of Afghanistan. We ee it representing the aspirations of the people of Afghanistan. 'e have welcomed this .establishment as a major step towards ne settlement acceptable to the Afghan people. Accordingly e have supported its seating in international forums and we elcome its efforts to further broaden its base and to establish self inside Afghanistan when it can assume the functions and tributes of a government and what is more important that can be seen as such as a government above all seen as a vernment by the people of Afghanistan, the people of Pakistan d by the international community.

Reference has also been made Sir, to apparent contradictions akistan's policy namely that Pakistan recognizes the Palesiean Government although it is located outside the territory Palestine and does not control any territory while denying cognition to the interim government of Afghanistan. The analogy th the Palistinian Government is not apt and is not appropriate. e PLO is recognized by the international community as the le and legitimate representative of the Palestinian people. e interim government is still in the process of acquiring a nilar status. Some speakers have injudiciously argued that kistan has witheld recognition at the behest of foreign countries, the behest of India, at the behest of United States. Nothing uld be farther from the truth. Our policy solely guided by r commitment to promoting a settlement acceptable to the ople of Afghanistan. This is not a policy of drift, this is a

r commitment to promoting a settlement acceptable to the
ople of Afghanistan. This is not a policy of drift, this is a

[Sahabzada Yaqub Ali Khan]

policy of prudence, of balance and commitment to the fundamental principle that Pakistan's own national interests are sovereign, paramount and override all other considerations. This is a point on which I would have liked to have been able to elaborate and not prevented from doing so and certainly I shall do so Sir, and at length and in a way that is convincing when I have the honour and possibility to address the Foreign Relations Committee to treat what I have to say as privileged information. But let me categorically reiterate that there has been no change in our Afghan policy whatsoever. We have consistently supported the just struggle of our Afghan brethren and we shall continue to do so.

Some points were raised regarding the question of United Nations Observer Group in the tribal area three additional posts being allowed for these groups to occupy. We have consistently followed the policy of cooperating with the United Nations, Secretary General in the fulfilment of his obligations. Accordingly when we received a request for additional posts, we responded positively. The other side has launched a vicious and sustained propaganda to suggest that UNGOMAP is not fulfiling its mandate, not carrying out its duties and that Pakistan is obstructing UNGOMAP in the performance and fulfilment of its mission, performance of its duties. We categorically, of course, reject these charges and these accusations but by agreeing to the UN Secretary General's request, we have also given a rebuttal to the lie to the other side's charges that Pakistan was adopting an obstructionist, negative, unhelpful attitude and that it was doing so because in fact it had some reservations about allowing these posts and because the contravention of the Geneva Accords was made possible by our denying them the right to two posts at certain points. So, Pakistan has demonstrated that we have nothing to hide and by doing so we exposed the false nature of Kabul's campaign of lies, falsehood and accusations against us. We have asked for additional posts in Afghanistan to investigate and this was the point that had been made several times and rightly the massive supply of weaponry including terror weapons such as Scud Missiles to the illegal Kabul regime. These massive supplies are violation of Geneva Accords which were designed to pave the way for a peaceful settlement and by delaying the establishment of these posts on their side the Kabul regime is being exposed as an obstructionist and is demonstrating that its attitude is negative towards UNGOMAP and towards the implementation of the Geneva Accords.

Sir, the point was made that in my opening statement I had made no reference to the Scud Missiles. This is not correct and I think perhaps this part might have been missed by the

honourable Member when I made the statement. I said that in its campaign of lies and slander against Pakistan Kabul regime has held out the threat of expanding the war into our territory. These threats have been accompanied by violations of our territory including attacks by Scud Missiles fired across our borders resulting in loss of lives and demage to property. The object of this intimidation is to try to force Pakistan into abandoning its support for a just settlement of the Afghanistan issue and I assure the House that any desperate act of aggression or adventure against Pakistan would meet a befitting response. This deals with the point that I had made no mention regarding Scud Missiles in my opening address.

Another reference had been made regarding Kabul regime and why the Kabul regime had not collapsed and why there has been a delay in the rhythm of operations ? It is true that there were estimates that the Kabul regime would collapse soon but such estimates ignored the massive supply of weaponry which the Kabul regime received from the Soviet Union on the one hand and the local problem being faced by Mujahideen commanders in making the transition from guerilla to conventional warfare. These are specific problems that are important. They played a major role in delaying the progress of the Mujahideen. But the critical factor is political. The Kabul regime has no real constituency. It has fire power and its only hope is that the interim government fails to broaden its base but the interim government is in the process of broadening its base if somewhat slowly and the longer term prognosis is still very much in favour of the Mujahideen and the fall of these towns is a matter of time but it is very difficult accurately to predict how long a siege would last ? It has not been possible in the history of warfare to do so with precision.

A reference was also made to the fall of Jalalabad. I would like to point out that the fall of Jalalabad has nothing to do with the Pakistan Army nor is the fall of Jalalabad connected with estimates of the Pakistan Army. The Mujahideen are fighting and continuing to fight to capture it and therefore, it should not be seen as primarily an engagement with which Pakistan is in any way linked.

India's military presence in Afghanistan some honourable Members have referred to press reports regarding Indian military personnel in Afghanistan, we have also seen such reports but we have no information confirming Indian military involvement in Afghanistan. We are continuing to pursue this matter. But it would not be possible for me to state that we have so far been able to find a concrete hard information to confirm these

706 [Sahabzada Yaqub Ali Khan] SENATE OF PAKISTAN [MAY 23, 1989

reports of this suspicion. There was a mention of Henry Cames Article in the New York Times in which he had made a number of tendential statements. The story has already been denied by the Government of Pakistan. There is no question of anyone forcing the Mujahideen or ordering them to undertake any operations in the teeth of military advice or in the teeth of opposition or of prevailing opinion. Their struggle is entirely indigenous and therefore, this report is tendencious and unreliable.

Another honourable Member mentioned the Bakhar incident, the missile which has fallen near Bakhar. The Ministry of Defence with whom we have been in touch has issued a statement this evening about the landing of a missile near Bakhar yesterday. An inquiry team consisting of experts of military officers has been constituted to investigate the case and the inquiry will be completed within few days and a public statement would be made by the Ministry of Defence. India's hegemony was a subject that was repeated and dwelt upon understandably by several Members. I would like to make a general observation and that is that in considering our relations with India there is a tendency perhaps a natural tendency to regard it in what might be seen as absolute or in extreme terms. In so doing, we are likely to impair ourselves on the horns of a self-created dillema. In other words we pose this false question when we say - should we have relations with India that is hostile ? Should we have confrontation ? Should we have conflict ? That is one end of the pole and the other is that our relations with them should be fraternal, should be friendly, should be amicable, should be totally free of any clouds and should, therefore, be seen the other extreme end of the spectrum. To look at the problem in this way, is to look in a manner that is unjudicious. The truth of the matter is that our relations must lie in the continuium - that links these two poles. Neither one nor the other and as long as it lies in the continuium between these two poles and the relationship is stable that we feel as we stay on this continuium that we are alert that we do not take anything for granted. But that on the whole we realize that hostility with India and inflamed border with India and the type of situation that prevails for instance two years ago at the time of the exercises brass tacks which sent waves understandably also of anxiety and conern through Pakistan and brought us to within inches of a conflict which probably neither side wanted. So, rapidly there is one climbed the ladder of escalation when impressions are distorted by suspicion and deep distrust that it is extremely important that we remain alert but at the same time we try to seek with India relations that are free of tensions so as to avoid, as I said, an inflamed easter borter in addition

time we try to seek with India relations that are free of tensions so as to avoid, as I said, an inflamed easter borter in addition

to having the difficulties that we do face to which the honourable Senators have referred vis-à-vis Afghanistan difficulties which we are trying gradually to remove by a peaceful settlement that would be acceptable to the people of Afghanistan.

Repeated references were made, of course, to India's hegemonistic designs during the debate. It has also been suggested that the Government of Pakistan may also possibly fall prey to these designs. The Government is committed to seeking improved relations with India on the basis, however, of honour, sovereign equality and mutual benefit. There should be no misgivings or apprehensions appear that the Government would sacrifice its national interests, national dignity or its principled position on the Jammu and Kashmir and indeed other disputes in its efforts or in the desire to normalize relations with the India. This is not a price we are prepared to pay. The progress and security of both Pakistan and India is linked to the maintenance, as I mentioned, of a climate of stability and of peace in South Asia Region.

The requirements of regional peace and stability make it imperative for both countries to develop good neighbourly cooperative relations. The Government has, therefore, taken the correct approach in trying to improve the existing climate of relations with India and to try to generate better understanding so that the two countries can reduce tension and reduce the possibilities of conflict. A fresh beginning has been made following the useful meetings that our Prime Minister held, as you know, with the Indian Prime Minister during his visit to Islamabad for the 4th SAARC Summit in December. It will be recalled that the two countries signed three agreements and took significant steps for progressive improvement of relations. Both sides agree to resume various bilateral meetings which had been stalled in the past few years including the convening of the Joint Ministerial Commission which will take place in July this year. These have been stalled now for close of four years. The primary task obviously for both countries is to try to eradicate poverty and to provide their people with a sense of security and the opportunities to make progress in various spheres of life.

Today significant developments are taking place. Sir, to which reference was also made during the debate. Countries are forging new relationships in order to turn away from war and from antagonism towards cooperation and understanding. In the Asian region also important developments along these lines have taken place - fruitful developments that have been seen as positive and have received the approbation and encouragement

[Sahabzada Yaqub Ali Khan]

of the world community. Likewise in the South Asia region it is desirable to promote cooperation and good relations which are dictated by geography and by the advantages of tension free relaions between two neighbouring countries.

In the conduct of our relations with India nevertheless we shall be governed by our conviction that the edifice of durable peace and cooperation can only be established on the accepted principles of peaceful co-existence which entail mutual respect, sovereign equality, mutual benefit. We can resolve our outstanding problems including Jammu and Kashmir dispute with a step by step approach in consonance with the principles and purposes of the United Nations Charter and as envisaged in the Simla Agreement. Let me, however, assure the House that Pakistan will never accept any derogation from the principle of sovereign equality and independence in its relations with any state of the world. This brings me to the question of Kashmir and it is right and proper that I should dwell on it for a few moments.

he question of Jammu and Kashmir has been and continues to remain central to our relations with India. During her talks with the Indian Prime Minister in December, 1988, our Prime Minister clearly set forth Pakistan's principled position on the Jammu and Kashmir dispute which in our view is a major outstanding dispute which is yet to be settled between the two countries. Pakistan remains committed to seeking a just and honourable settlement of the Kashmir dispute on the basis of UN Resolutions and in the spirit of the Simla Agreement. Our standpoint over the years clearly demonstrates that despite difficulties, Pakistan is not abandoning and will not abandon its principled position on Jammu and Kashmir This issue has been regularly raised by us in all international forums. We have no doubt in our mind that the solution of the problem of Jammu and Kashmir lies in the exercise by the people of Jammu and Kashmir of their free right to self determination through a fair and impartial plebiscite. This has been confirmed by the UN in its resolutions which are binding on both countries. Our position on the Kashmir issue is logical, fair and reasonable. The Simla Agreement also recognizes our position on this question. The two countries have recognized that the final settlement of Jammu and Kashmir dispute is an essential pre-requisite in the context of durable peace and complete normalization of relations. Our records will show that there has been no dilution, no weakening of our principled stand on Jammu and Kashmir. In fact, the present Government has once again raised the Kashmir issue with India and has categorically pointed out that lasting peace and total normalization of relations would not be possible unless all outstanding disputes including Jammu and Kashmir were resolved.

The recurring unrest and violent demonstrations to which reference was made in the Indian held Kashmir, which entirely indigenous, point to the urgency of resolving this dispute.

Siachen was another aspect that was raised and I think it would be useful if I were to state again our position that the Indian occupation of the Siachen Glacier in 1984 was a clear violation of the Simla Accords which stipulates and I quote:

> "Pending the final settlement of any of the problems between the two countries, neither side will seek to unilaterally alter the situation on the ground".

The Indian action has been the first and the only instance of the violation of the Simla Accords, which has otherwise worked reasonably well in maintaining peace between our two countries for the last seventeen years. An effort is being made to solve this Siachen Glacier Issue in accordance with the Simla Agreement through bilateral talks at the level of Defence Secretaries. Four such talks have already taken place and the fifth one is expected to be held very soon. It has been suggested that because India has violated the Simla Agreement on Siachen we should repudiate that Agreement. This is surely not a judicious or wise recommendation. We should on the contrary hold India to its obligations and insist on these obligations and commitments being fully and honourably met. Every measure must be calculated from the effects we want to produce or the consequence we would see realized, and agreements are not automatically repudiated just because they have been violated by one of the parties.

One of the honourable Senators had addressed to me a reproach that I had not mentioned the question of the Indian armament programme and I made no reference to the launching of 'Agni'. In my statement - the opening statement which I now read the relevant paragraph, I had said:

> "However, India's massive armament programme, its acquisition of a nuclear submarine and other submarines and the launching of the intermediate range missile 'Agni' are cause of serious concern for Pakistan. These developments pose a great threat not only to regional security but also to international peace and stability as a whole".

I merely say this Mr. Chairman, for record to repeat what I had in fact mentioned. But I think the Indian arms build up is a subject that bears elaboration. The rapid expansion of Indian Naval Forces to which special reference was made and the accusation by India of a nuclear submarine from the Soviet Union represents a quantum jump. The introduction of sophisticated military technology in South Asia India reportedly plans to purchase

[Sahabzada Yaqub Ali Khan]

four additional nuclear powered submarines from the Soviet Union during the next six or seven years. This is a source of growing concern to India's immediate neighbours and it is also a source of growing concern to the littoral States of the Indian Ocean who have expressed on several occasions their anxiety on this score. The test firing of Agni - a medium range ballistic missile by India is also a matter of grave concern to Pakistan. Although India has publicly stated that it will not arm its missiles with the nuclear payload, the possibility is profoundly disturbing to all countries in the region particularly since India has not signed to NPT. The firing of the Agni demonstrates India's desire to attain military predominance in South Asian region to play more predominant role also at the global level. The Government of Pakistan has already expressed its deep concern over the launching of the Agni. India's massive defence build up to which I referred earlier, its extensive nuclear programme and the rapid development of medium ranged missiles have aggravated the apprehensions among the countries of the region as a whole. These apprehensions are not confined only to Pakistan. Instead of embarking upon the development and deployment of lethal and sophisticated weapon systems in the region, India should join other countries in a fresh beginning to ensure greater mutual trust and confidence for building a more durable edifice of peace and cooperation in the region consistent with its professions.

Indian Muslims and their plight and predicament were referred to and of course we cannot remain in different to the maltreatment of the large Indian Muslim community particularly as we share with them bonds of common faith and culture and in many cases bonds of blood and of family and kinship. Consistent with our policy of non-interference in the internal affairs of other countries we expect that India in keeping with its constitutional obligations will take all appropriate measures to safeguard the right of its minorities regardless of their religious beliefs or their creeds while expressing our concern over the plight of Indian Muslims and making any demarche in this regard we have to ensure that our actions would advance our objective of securing the safety and protection of the Muslim community and would not have the opposit effects.

Regarding SAARC several honourable Senators dwelt on this subject and I would like to say a few words on it to point out that the basic aim is to promote the economic and social development of the member States of SAARC in a joint cooperative action. Its design and its commission was to foster regional cooperation on principles of sovereign equality, territorial integrity, non-interference in internal affairs and mutuality of benefit. SAARC is still in an embryonic, at an early stage, therefore, it requires sensitive handling on the part of all member

States to collectively work towards increasing, enhancing regional cooperation as equal partners. It is important that member States should follow policies which will promote mutual trust and create confidence and understanding. They should eschew policies and actions which engender mistrust and fear of dominance. Nor should such action be condoned or encouraged by countries outside the region particularly the major powers. We have not been unconcerned Sir, about developments affecting other SAARC countries and our position is appreciated deeply by them.

In the same context the Nepal India-relations came up for discussions and I would like to inform this august House that the Government has already expressed its views and its concern over the continuing tension between India and Nepal to South Asian countries which are members of SAARC. We have expressed the hope that India and Nepal will soon be able to resolve their differences as two sovereign neighbouring States in the spirit of good neighbourliness as members of SAARC. We are in contact with both India and Nepal to expedite such a settlement and I might also take the House into confidence that I intend at the invitation of the Foreign Minister of Nepal shortly to pay a visit there as soon as mutually convenient dates can be arrived at.

Pakistan's response to Indo-US relations, Sir, it is not my fault but it is taking so long, it is the richness of the harvest that has been sown, the multiple points that have been made and I think I owe it to each Member as far as possible not to feel that the seeds they threw were thrown on barren soil. Concern was expressed by some Senators regarding the impact on Pakistan of improved relations between India and the United States. The United States has repeatedly assured us and done so solomenly that its improved ties with India are not directed against any third country. Certainly they would not be pursued at the expense of U.S. relations with Pakistan. The U.S. commitment to Pakistan's independence and security would remain completely unaffected. The U.S. feels that its relationship with India may foster the pursuit of a genuine non-alignment by India. It would also enhance U.S. influence with India and would naturally advance prospects of peace and stability. While we should always remember that in bilateral linkages, these linkages are covered primarily by the national interests of the countries concerned and they need to be constantly watched and nurtured if they are to endure but Pakistan has no reason to doubt the U.S. assurances. We, therefore, do not wish to oppose U.S. efforts to normalize relations with India. In any case such an exercise

[Sahabzada Yaqub Ali Khan]

may well prove futile and betray a hunting sense of insecurity on our part, insecurity or confidence in ourselves and also confidence in the United States. We do not wish to arrogate to ourselves the right to define the limits of Indo-US relations just as we would certainly not like India to be an arbiter of Pakistan's relations with the United States or with any other country for that matter. This is not to say as I mentioned that Pakistan remains oblivious to the Americans of such a linkage. We will continue to watch the trend of Indo-US relations very carefully to forestall any attempt by India to influence US relations with Pakistan in a harmful or a negative way.

Pakistan-US relations were also a favourite topic and I would like to say a few words about them. Let me state that US-Pakistan relationship remains strong and close and is in the mutual interest of our two countries. It is based on shared commitment to peace and security in the region. The United States considers and rightly so that a strong and prosperous Pakistan will contribute to the stability of the region as a whole. To that end it has been providing us economic assistance and has also responded positively to our legitimate needs in arms and in defence matters. Pakistan is not a part of any sinister grand design of the United States or any other power. Indeed the complex strategic environment of the contemporary world we adopt our instances on merits and on principles which often lead to differences with the United Stated as is well-known on a number of questions. Our position on Iran, the Middle-East and some third world countries, from third world economic issues for instance is not similar to that of the United States.

On the nuclear issue we have major differences and have withstood many pressures. We have been giving the United States firm assurances on the nature of our nuclear programme. These assurances have been repeated by the present Government and our position is clear namely that a nuclear policy confined to Pakistan will not only be discriminatory and unjust but it would also be counter productive. This is a measure of the success of our policies that in Washington recently the Senate held a hearing in which the nuclear programmes of both Pakistan and India were considered together. Thus indirectly acknowledging our regional approach, the regional approach on which we have been insisting. I would like to assure the House that Pakistan's national interest will not be compromised on the question of our nuclear programme, rumours for instance to the effect that our Kohuta programme has been halted or stopped, has already been denied and I repeate this denial is totally correct.

Sino-Soviet normalization a few words on that subject . . .

which again I offer my appology. Pakistan has welcomed the process of Sino-Soviet normalization because it serves the cause of word 'peace' and peace in Asia and Pacific region of which we are a part. This normalization will also contribute to the development of normal and friendly relations between Pakistan and the Soviet Union. A particularly heartening and encouraging development of the Summit is the public declaration by the two sides in the historic joint communique which stated "that neither side would seek hegemony of any form in the Asia Pacific Region or other parts of the world. Both deem it essential to denounce the attemp or action of any country to impose its will on others or to seek hegemony of any form anywhere in the world".

Well Sir, this brings me to the end of my summing up and my winding up address and I would like to conclude the statement by reiterating that the essence of foreign policy lies in the promoting of Pakistan's national interest; safeguarding, its stability and its security and in enhancing Pakistan's prestige in the international community. We have continued to pursue these objectives in the face of multiple challenges and have successfully maintained a balanced posture in our foreign policy. We operate in a complex international environment where national interest of other countries are often at variance for sometimes in direct conflict and we have tc remember that the national will is not sovereign in international affairs. Conduct of policy requires constant vigilance frequent reappraisals, reviews as well as exploration of options to carry out necessary adjustments in nuance as well as substance as required by changing circumstances as the international and regional situation changes our foreign policy has to be woven and fine tunned to meet these changes. It is for this reason that I have deemed it important and necessary to present periodically to this House an account of our foreign policy and to receive its counsel, its criticism and its advice. We have benefitted immensely from the views that were expressed and may I thank you again for listening patiently at the end of a long evening to my winding up remarks and I assure you once again that the points that you have made will have been very carefully noted and they will be a very valuable and worthwhile contribution in the formulation of foreign policy in the future. Thank you Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. The motion is talked out, the House is adjourned to meet tomorrow at 5.30 P.M. Wednesday, 24th May, 1989.

[The House adjourned to meet again at 5.30 P.M. on the Wednesday, May 24, 1989].

[illegible]

[illegible]

[illegible] Thank you, Sir.

[illegible] very [illegible]

[illegible]

[illegible] Tuesday, May 24, [illegible]